فصل پنجم۔ معاملات ملک اودہ

فصل ششم

۵

فصل ہفتم - لارڈ ولزلی کا عہد سلطنت سنہ ۱۸۰۴ء سے

فصل ششم - لارڈ کورنوالس اور سر جارج بارلو کا عہد حکومت ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۷ء تک

فصل نہم - لارڈ منٹو کا عہد سلطنت

فصل ہم سند شاہی کا سرکار کمپنی کو ملنا سنہ ۱۸۱۳ لارڈ ہیسٹنگز (لارڈ موئرا) گورنر جنرل سنہ ۱۸۱۳ سے سنہ ۱۸۱۶ تک ۴۰۰

فصل دوازدہم - پنڈاروں اور مرہٹوں کی لڑائیاں مختلف واقعات ۱۸۱۷ء سے ۱۸۲۳ء تک

فصل سیزدہم ۔ ایڈم صاحب و لارڈ ایمہرسٹ کا عہد سنہ ۱۸۲۳ سے ۱۸۲۸

فصل چہاردہم
لارڈ ولیم بنٹنک کا عہد سلطنت ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

فصل یازدہم

لارڈ ولیم بنٹنک کے عہد زمانہ میں اصلاح اور ترقی گورنمنٹ ۱۸۲۸ سے ۱۸۳۵ تک

[illegible] گورنر جنرل مقرر ہوئے اور وہ بیس برس تک اس کام [illegible]

[illegible] بائیس برس کی عمر میں ۱۷۶۰ء میں ایک جہاز کے تحویلدار ہو کر مدراس میں آ

[illegible] یہاں آ کر انہوں نے نواب ارکاٹ کے یہاں رسوخ اپنا پیدا کیا۔ اور اسکے مشیر اور مصاحب بنے

[illegible] اسکو دیا کہ وہ وصیت نامہ لکھے جس میں شاہ انگلستان کو اپنی اور اپنی اولاد کے لیے

[illegible] مقرر کرے بعد اسکے وہ بہت سی دولت لے کر نواب کے مختار اور وکیل بنکر انگلستان

[illegible] گئے اور وہاں [illegible] کہ وہ نواب کی خیر اندیش [illegible]

[illegible] وزراء انگلستان [illegible]

[illegible]

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دوم

فصل اول

لارڈ کورنوالس کا عہد اور میسور کی لڑائی

(۱) وارن ہیسٹنگز جب ولایت تشریف فرما ہوئے تو سر جان میکفرسن صاحب کونسل کے ممبر اول تھے اسلئے وہ قائم مقام گورنر جنرل مقرر ہوگئے اور وہ بیس مہینے تک اس کام کا انصرام کرتے رہے وہ ابھی بائیس برس کی عمر میں ۱۷۶۷ء میں ولایت سے ایک جہاز کے تحویلدار ہوکر مدراس میں آئے تھے یہاں آکر انہوں نے نواب ارکاٹ کے ہاں رسوخ اپنا پیدا کیا۔ اور اونکے مشیر اور مصاحب بنے انہیں مشورہ اونکو دیا کہ وہ وصیت نامہ لکھیں جسمیں شاہ انگلستان کو اپنی ملک اور اولاد کے لئے ولی قرار دے۔ بعد اسکے وہ بہت سی لیاقت [illegible] اور نواب کے مختار اور وکیل بنکر انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں جو کچھ کیا اوسکا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ وہ نواب کی خیر اندیشی کرنیکو ایلچی بنکے گئے سرکار کمپنی کے دشمن بنے جہانتک ان کی تحریر و تقریر کا بس چلا وزراء انگلستان کے دلمیں نقش جمایا کہ نواب نہایت عمدہ [illegible] منتظم و عاقل و شریف اور انگریزوں کا وفادار دوست ہے اور [illegible] گورنمنٹ [illegible] جب ان [illegible] دال نہ گلی تو تحفہ [illegible]

[illegible]

مقرر ہوئی اور مراسلات ایسی اونکی طرف سے لکہی کہ علم انشا مین اونکا نام ہوگیا ۱۸۰۰ سنہ مین لارڈ کلیف گورنر مدراس تہے اور میکفرسن صاحب بتدریج ترقی کرتے کرتے کوہی ڈگماشتے ہوئے تہے ایک کاغذ جسمین بیہ لکہا تہا کہ مینے بیہہ ہیہہ خدمات نواب کی ولایت مین بجا لائین - پریزیڈنٹ کونسل کے روبرو مین پیش کیا گو اوسپر دستخط نہ تہی مگر قراین سے بیہہ یقین ہوتا تہا کہ اس کاغذ مین جو بہت خدمت فروشی کی باتین نواب ارکاٹ کی لکہی ہین ضرور کاتب اسکی میکفرسن صاحب ہین اسلیے اسی کاغذ کی نسبت استفسار کیا گیا تو اونہون نے بیہہ جواب دیا کہ نہ بیہہ میرا ہاتہ کا لکہا ہوا ہے نہ میرے دستخط ہین - اور نہ بیہہ اوس زمانہ کا ہے کہ مین سرکار کا نوکر تہا - اسپر اب گورنمنٹ مدراس نے بیہہ الزام لگا کر اونہون نے اپنے تئین نواب کے ہاتہہ بیچ ڈالا ہے اور اوسکی حمایت مین سرکار کی مخالفت کی ہے اونکی ملازمت سے موقوف کردیا پہر اونکی موقوفی کی مقدمہ کا طول کہینچا - اور آخر ۱۷۸۱ سنہ مین بحال ہوگئے کسی خوف کے سبب سے مدراس مین نہ آئے ۱۷۸۱ سنہ تک ولایت ہی مین رہے -

اور جب بارول صاحب ممبر کونسل نے استعفا دیا تو وہ اونکی جگہ ممبر کونسل ہند مقرر ہوگئے کیا اقبال مندی تہی کہ ایک چہوٹے عہدہ سے بہاری قصور پر موقوف ہوکر ایسے اعلی عہدہ پر بحال ہوئے سکیا نواب کے مختار تہے یا ممبر کونسل ہوئے اور پہر گورنر جنرل کے قائم مقام ہوئے اونکے قصور پر بیتین سے کاہو مسکنڈ کرنا بیہہ انصاف نہ تہا کہ وہ اوسکے سبب اس عہدہ سے محروم کیے جاتے -

(۲) اسوقت یہان خزانہ کا حال ابتر تہا - مرہٹون اور حیدر علی کی لڑائیون کے سبب سے سرکار کمپنی کو ستر ہزار سپاہ ایسی مقامات مختلفہ پر رکہنی پڑی کہ اتنین بہت فاصلہ دور دراز کا رکہتے تہے جسکے سبب رویپہ کا قرض ہوگیا تہا - اہل قلم اور اہل سیف کی تنخواہ کا پچاس لاکہہ روپیہ سرکار پر چڑہ گیا ہوا تہا - میکفرسن صاحب نے ۲۰ مارچ ۱۷۸۵ سنہ کو مراسلہ جو ولایت کو بہیجا بیہہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا حال اسوقت نہایت خستہ تہا -

نواب اودہ کا جو روپیہ بیہہ ہوئی ملازمان کمپنی کہا رہے تہے اوسکا انتظام گورنر نے کردیا - اور بہت خرچ گہٹا کر فقط ایک ہی سو برگیڈ کا خرچ اوسکے ذمہ کیا جو ہمیشہ اوسکے ملک کی حفاظت کیلیے تیار رہے اور

خزانہ کا حال اور اودہ اور باروشا اور حرم معزول کرنے سے ... نیم خرابی

تنخواہ وقت پر پاکر یہ سفید سپاہ اوسکی ملک کی حفاظت کیواسطی کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو
گورنر جنرل کے ایجنٹ فقط اسلئے رہتے تھے کہ نواب اور گورنر جنرل کے خطوط ایکدوسرے کے پاس پہنچادین
موقوف کردیا۔ اس ایجنٹ کا خرچ ۱۱۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط ایجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰
روپیہ سالانہ تھی۔ ہیسٹنگز صاحب لکھنؤ مین آئے تھے اونکا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا
سیندھیا کی ساتھہ ہیسٹنگز صلح کر گئے تھے اور اوسیکے توسل سے دربار پونہ سے بھی مصالحت
ہوگئی تھی۔ مگر اسکا انسداد کچھہ نہین کیا گیا تھا کہ مہاراجہ سیندھیا بادشاہ دہلی اور اوسکے
ملک مین دست اندازی نکریگا۔ جب نجف خان نے ۱۷۸۲ع مین اسی سال انتقال فرمایا تو شاہ عالم
شطرنج کا بادشاہ بن گیا۔ اور اوسکو جس اختیار پایا بیرخ ہوکر شبیہ دیکر گہر سے باہر نکالنا چاہا۔ ہیسٹنگز
صاحب نے کوئی شرط اس بادشاہ کے معاملہ مین سیندھیا سے نہ ٹہرائی تھی۔ یہہ تمام سازشین اور فسادہم نے
شاہ عالم کے حال مین تاریخ ہند حصہ دوم مین لکہی ہین۔ وکمیشن لوڈ میکفرسن صاحب نے فانٹنس کے
کامون نظم و نسق کی طرف کمال توجہ کی۔ اور ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کی تخفیف کردی اس کفایت
کے صلہ مین کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اوسکا شکریہ ادا کیا اور بادشاہ نے بیرونٹ کا خطاب عطا کیا۔ مگر آخر کو
یہہ معلوم ہوا کہ یہہ کفایت درحقیقت خزانہ کے کامون مین فقط میکفرسن کی ذہانت و فطرت
کی کثرت تھی اور اصل مین کچھہ نہ تھی۔

لارڈ کارنوالس ۱۷۸۶ع

(۳) پلاسی کی لڑائی سے آج تک تمام سرکار کمپنی کے علاقون کا حاکم اعلے اونکے ملازمون مین سے
ہوتا تھا۔ اگرچہ یہہ حاکم ملک کے حال کا عالم اور تجربہ کار اور آزمودہ کار ہوتا تھا۔ مگر اس ملک کی صحبت سے اوسکی
حسن اخلاق و عادات مین فرق آجاتا تھا اور اوسکو مشکل ہوتا تھا کہ اون افسرون سے جنکا وہ کل برابر کا
دوست تھا آج حکمرانی اور فرمان روائی کرے۔ اسواسطے وزرا نے یہہ تجویز کی کہ ہندوستان کے گورنر جنرل کے
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہو کہ نہایت شریف و نجیب ہو اور اعلے درجہ کا اخلاق رکہتا ہو اور ہندوستان
کے افسرون سے کوئی رشتہ اتحاد اور قرابت نہ رکہتا ہو۔ ان وجوہات پر خیال کرکے لارڈ میکارٹنی
گورنر مدراس اس عہدہ کے لئے تجویز ہوا مگر اوسنے وہانپر یہہ جواب دیا کہ اس عہدہ مین اسقدر

نوکرونکی خیانت کا انسداد سرکار کمپنی کی تعلقات اودہ اور نظام کے ساتھہ اور اوسکی دشواریان

ذمہ واری ہی کہ جب تک زیادہ اختیار دیکر اوسکی وقعت نہ بڑہائے جائیگی وہ اوسکو منظور نہین کرینگے چنانچہ
ڈنڈس صاحب اس تجویز کے بالکل طرفدار ہوا اور اب لارڈ کورنوالس کو اونکی جگہ مقرر کیا … اور اونہون نے
سنہ ۱۷۸۶ء مین انگریز اس عہدہ کا اہتمام اپنے ذمہ لیا … کہ کورنوالس کی شخص
جسنے امریکہ کو انگریزون کے ہاتہ سے کہویا ہو سو وہ ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر ہو اور وہ وارن ہیسٹنگز
جسنے ہندوستان کو بچایا ہو اور علیحدہ فتح و نصرت انگریزی لیکر … تلخی کے … کی
کشمکش مین پہنسا ہوا ہو۔ کورنوالس کے تقرر مین یہہ بڑی فائدہ تہے کہ … یہان ہندوستان
مین گورنر جنرل کی جو کونسل مین جہک جہک تہی اور جہگڑے ہوتے رہتے …
ڈائرکٹرز اور گورنر جنرل کے درمیان جو … تحریر مین ہوتی تہین وہ … مین اب
وہ شخص گورنر جنرل ہندوستان مین تہا کہ جسکی لیاقت … پٹ … اور ڈنڈس صاحب
بورڈ کنٹرول اعتماد کلی رکہتے تہے …
حاصل نہی وہ بیچارہ ہیسٹنگز اور کلائیو کو نصیب … ہیسٹنگز …
نے چہین لینے دیا۔ دوست دشمن …
انگشت اعتراض رکہہ کر اوسکی چشم پوشی … نہین دی …
غرض جو سلطنت ان دونون … تا ہم …
بہت لائق تہے بورڈ کنٹرول کو مقرر ہوئے … اور … انگلستان … سرکار
حکومت نے ایک شاہانہ شان دکہائی … ہندوستان …
منفعت کے کسی … خیال ہی نہ تہا۔ اب کورنوالس کی … سرکار … ہوا تہا
مین اونکے متفرقات کا ہم لکہتے ہین اور … باب … معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ
آئے بعد باب دوم مین اونہون نے جو قوانین بنائے
(۳) لارڈ کورنوالس نے اپنے عہد سلطنت کے … اوسکا انتظام … گورنمنٹ کر دیا اور جب
طرف توجہ کی جسسے ملازمان سرکار کمپنی کو … جو … اونکے ملک حفاظت …

ایک قدیمی دستور کورٹ ڈائرکٹرز کا دو سو برس سے چلا آتا تہا نوکرون کی تنخواہین تہوڑی دیتی تہی - اور ان
کامون پر مقرر کرتی تہی کہ جنمین بالائی یافت بہت ہوتی تہی تنخواہ تو اسکو پہر کم دینی پڑتی تہی اسلیے اور جنمین ذریعہ بیش قرار بخشش کی تہی وہ بالائی یافت بہت
گرہ کا روپیہ خرچ ہوتا تہا اسلیے اوسکی پروا نہین کرتے تہے چالاک اوسسے گورنمنٹ کا بہت ضرر ہوتا تہا
جو شخص یہان سے دولت مند ہوکر ولایت جاتا تہا وہ بدمعاش شمار ہوتا تہا - اور جو مفلس رہتا تہا اوسکا
نام احمقون کی فہرست مین لکہا جاتا تہا - گو وارن ہیسٹنگز نے اوسکے انتظام کے واسطے سعی کی مگر
اوس مین یہہ قدرت نہ تہی کہ وہ اوس آفت کو دور کرتا - کورٹ ڈائرکٹرز کے اکثر رشتہ دار اور دوست
آشنا یہان نوکر ہوکر آتے تہے اسلیے وہ کبھی خیال کو خاطر مین نہین لاتے تہے - مگر لارڈ کورنوالس نے
صاف صاف کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہہ بہیجا کہ اگر تم آئندہ ایسا کروگے تو مین اپنے عہدے سے دست کش ہونگا اور
خود اپنی ذات سے دیانت کا نمونہ دکہایا - مگر اون امور کی نگرانی نکرونگا کہ جسمین اغراض قومی خاک مین
ملجاتی ہین - یہان لارڈ صاحب نے دیکہا کہ خیانت دفترون کی شراب کا دور چل رہا ہے جس طرف نظر
اوٹہاکر دیکہتے ایک بہت بڑی بے خرابی تہی خود خزانہ سرکاری سے لاکہون روپیہ قرض بارہ ٹکہ
سیکڑہ سود پر دیا جاتا تہا اور سود خود کہایا جاتا ہے سپاہ مین دیکہا تو کمانڈر انچیف نے اپنے دو عزیز
دوستون سے کہا کہ سپاہیون کی جمعیتین بہرتی کرلو اور انہون نے کہا بہت اچہا تنخواہ ساری دو
جمعیتون کی بیکار اوڑانی شروع کی جب لارڈ کورنوالس نے اون دو جمعیتون کی موقوفی کا حکم دیا تو
اونہون نے اوسکا عوض مانگا تو تحقیقات سے یہہ معلوم ہوا کہ جمعیتون مین فقط کاغذی سپاہی تہے اور
ہوتا تہا - اگرچہ یہہ حاکم تنخواہ لینے کے واسطے تہے اور کچہہ نہ تہا - کلکٹر جو مجسٹریٹ بہی مقرر ہوگئے تہے
حسن اخلاق اور عادات مین فرق آجانے کا لگا تہا - تجارت برابر کرتے - ایک کلکٹر صاحب کی بس گنتی
دوست تہا آج حکمرانی اور فرمان روائی سمجہتا ہے اپنے ضلعون مین دولت جمع کر لینی کیا مشکل تہی
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہوکر نہایت شریف و نجیب ہوا - کار رکہنے ساتہ رزیڈنٹ صاحب نے تمام تجار
کے افسرون سے کوئی رشتہ اتحاد اور قرابت نہ رکہتا - سب ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تہی - اونکا
گورنر مدراس اس عہدے کے لیے تجویز ہوا مگر اوسنے دانا ہوشیار سمجہا جاتا ہے جو پہلے یہان بادشاہ کر

وہ مال مردم چشم و دل سست زبان کو کوتاہ نہیں رکہتے تہے۔ مگر اتنا فرق تہا کہ وہ جو دولت و ثروت
اس ناجائز وسیلہ سے حاصل کرتے تہے اوسکو اسی ملک مین صرف کرتے تہے۔ مگر اب انگریز اس دولت کو
لیکر حقیقت نہین رکہتی اور بہر نظر نہین آتے تہے مگر جسقدر دولت روپیہ خائن اپنے گہر کو لیجاتے تہے اوسکی حقیقت
اب اس دولت کے سامنے نہین ہے جو انگلستان کو ریل و اسباب مصنوعی کی تجارت کے ذریعہ سے جاتی
ہے۔ غرض اس قوم عالی دماغ اور روشن ضمیر فرزانہ نے تمام انہی ملازمون کے لئے بددیانتی کی راہین
بند کر دئی۔ اور انکو ایسا دیانت سند اور عدالت پسند بنا دیا ہے کہ دنیا مین کہین اسکی نظیر نہین ملتی
اور دولت کمانیکے اور ابواب بہی قوم پر کہول دیئے۔ پہلے زمانہ مین کوئی چالیس لاکہہ روپیہ کما کر لیجاتا تہا
تو انگلستان مین اوسکی دولت کی دہوم پڑجاتی تہی اور اندیشہ ہوتا تہا کہ یہہ مشرقی زر معلوم نہین
کیا آفت لائے۔ مگر یہہ برٹش گورنمنٹ کے حسن انتظام کی خوبی ہے کہ اب ایسی دولت ہندی دولتمندی
مین شمار ہی نہین ہوتی۔ کروڑپتی کی اب وہ قدر نہین جو لکہپتی کی تہی۔ لارڈ کورنوالس نے
کوئی کارخانہ نہین چہوڑا جسمین اونسے غبن اور خیانت کو نہ پکڑا ہو۔ اور اونسے تمام وہ کام نہین کئے جا
ہوسکتی چہوٹ لینے مین کوشش کی ہو تمام تہیکہ موقوف کرا دئے وہ سارے عہدے جنمین کچہہ کام کرنا
پڑتا تہا برخاست کرا دئے۔ بڑی دشواری یہہ تہی کہ کورٹ ڈائرکٹر یہان کیا تو اپنے بہائی
بہیجتے تہے یا اون دوستون کو بہیجتے تہے کہ جنکا سارا پیشہ قمار خانہ مین جیت لیتے تہے اور ہوکا شکار
کرکے یہان روپیہ کمانیکے لئے روانہ کرتے تہے۔ اس عادت کا چہٹنا نہایت دشوار تہا۔ مگر لارڈ صاحب
کی بہی وہ قدرت اور قوت بلا کی تہی کہ اونسے اس علت کو بہی دور کیا اور تنخواہ عہدہ دارون
کی بڑہوا دی۔ لارڈ کورنوالس آئے تہے کہ نواب آصف الدولہ نے وزیر حیدر بیگ
کو کلکتہ بہیجا مطلب یہہ تہا کہ سپاہ انگریزی کے خرچ کا بوجہہ اپنی گردن سے ٹالا۔ وہ فتح گڈہ کی برگیڈ
کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہیسٹنگز صاحب کر گئے تہے اٹہوالے۔ حال حساب لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ
نواب نو برس سے چہہ اسی لاکہہ روپیہ سالانہ انگریزون کا دیتا تہا۔ ششتاکہ عہدنامہ کے مطابق
اوسکو ۲۱۰۰ ۳۱ روپیہ سالانہ اور ۱۷۸۱ع کے معاہدہ اصلی کے موافق ۳۰۰۰ ۳۴ ۳۴ روپیہ دینا چاہئے تہا

لکھنو کا نواب اودہ کی پیچھے ایسا لگا ہوا تہا کہ گورنر جنرل نے سپاہ کا جدا کرنا مصلحت نہ جانا۔ روپیہ کو گھٹا کر پچاس
لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ نواب کے ذمہ رکھا۔ اور لکہا کہ ہم تمہارے ملک کی حفاظت کرتے ہین اور اوسکے
عوض مین سپاہ کا جو خرچ ہوتا ہے وہ ہم لیتے ہین۔ اور اوسکی خانگی امور مین کچہہ دخل نہین دیتے ہین
غرض عوض معوض کا بندارد۔ نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اوسکی سپاہ اس قابل تہی کہ ملک کا انتظام
کرسکتی۔ اگرچہ ہو تو یہہ سودا مفت تہا کہ ملک کی حفاظت غیرون کے سپاہ سے اوسکی جو تہائی آمدنی پر
ہوتی تہی۔ اس سے زیادہ کیا سستا سودا ہوسکتا تہا۔ انتظام سے بہی سرکار کمپنی کا کچہہ نزاع تہا وہ بہی
آسانی سے فیصل ہوگیا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ ۱۷۶۸ء کے عہدنامہ کے موافق نظام سے یہہ عہد و پیمان ہوا تہا
کہ بسالت جنگ کے بعد سرکار گنٹور سرکار کمپنی کو حوالہ کیجائیگی۔ مگر بسالت جنگ ۱۷۸۲ء
مین مرگیا اور نظام نے یہہ سرکار انگریزونکو نہ دی انگریزون نے پیش کش ان سرکارون کی بابت نظام کو
نہ دی۔ لارڈ کارنوالس جب آئے تو اونہون نے دیکہا کہ نظام اور سلطان ٹیپو کی آپسمین لڑائی ہو رہی ہے
جب سے ٹیپو سلطان اور انگریزون کے درمیان صلح منگلور مین ہوگئی تہی تو سلطان ٹیپو کے دماغ مین
کوئی کبر نہ تہا جیسا نہ ہوگیا ہو۔ کیا غرور دماغ تہا کہ ابہی صلحنامہ کی سیاہی بہی نہ خشک ہوئی
تہی کہ فرانسیسونکو پانڈیچیری مین لکہہ بہیجا کہ اوسکا ارادہ ہے کہ نظام اور مرہٹون کو پامال کرے اور
انگریزون کو ہندوستان سے نکالدے بیس ہزار عیسائیون کو ساحل ملیبار پر پکڑکر ختنہ کرادیا۔ اور
کرشنا کے ہندون کے ساتہہ بہی یہی سلوک کیا گیا تہا دو ہزار برہمنون نے اس خوف سے اپنے تئین
ہلاک کیا۔ کورگ کے باشندونکو جنمین عورتین بچے سب ہی تہے سری رنگ پٹن مین بہیجدیا۔ اب
کچہہ بہانہ بناکر نظام سے کہا کہ بیجاپور عنایت کیجئے۔ اور نرگوند مین مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور کسی حکمت
دغا سے اوس پر قبضہ کرلیا۔ نانا فرنویس نے یہہ دیکہکر کہ ٹیپو سلطان اپنے باپ کا بہی باوا ہے اوسکی
ہمسائگی نہایت خوفناک ہے۔ اسلئے اوسنے اس بلا کو دور کرنیکے واسطے نظام سے ۱۷۸۶ء مین پہلے
سلسلہ اتحاد مستحکم کیا۔ اور یہہ آپسمین ٹہرا کہ اوسکا ملک فتح کرکے آپسمین برابر تقسیم کرلین۔ اب ان دونون
کی سپاہ متفق نے اول مئی ۱۷۸۷ء کو بادامی جاکر گہیر لیا اور آخر مہینے مین فتح کرلیا۔

نو مہینے تک یہہ لڑائی ہنڈولا ہی رہی کبھی نظام بلند ہوجاتا کبھی پست۔ آخر یہی حال سلطان کا رہتا ٹیپو
دفعتہً صلح کی درخواست کی اور اپریل ۱۷۸۷ء مین ان نبرد آزماؤں مین صلح ہو گئی بلد شرائط صلح یہہ تہین
کہ سلطان سینتالیس لاکھہ روپیہ خراج دے اور بہت سے مقامات جو اوسنے فتح کئے ہین پہر حوالے کرے۔ اس
صلح کا یہہ سبب تہا کہ اوسکو اندیشہ تہا کہ انگریز اس لڑائی مین کہین دشمنوں کے ساتھہ شریک ہوجائین
دو ہی مخالفون سے بری بن رہی تہی تیسرا اور زبردست شریک ہوجائیگا تو پہر کیا ٹہکانا باقی رہیگا غرض
ان دو سالون مین لارڈ کورنوالس نے گنٹور کا لینا مناسب جانا ۱۷۸۸ء مین فرانس سے برابر
صلح رہنے کی امید ہوئی جسکے سبب لڑائیون مین فرنگستانی شراکت کا خوف رفع ہوا۔ اور ملکی حالتین دگرگون
کی ایسی ہو گئین کہ جنکے سبب سے گنٹور حوالہ کرنے کی درخواست نظام سے کی گئی حزم و احتیاط کی خاطر
سپاہ بہی زیر حکم کپتان کیناوے صاحب کے حیدرآباد کو بہیجی گئی کہ صلحنامہ ۱۷۶۸ء کی پوری تکمیل نظام سے کرائے
اور اوسے اطلاع دی کہ دو ہفتہ کے اندر سپاہ انگریزی گنٹور مین داخل ہوجائیگی۔ اور اسکی اطلاع پیشوا
کے دربار اور سیندہیا اور راجہ برار ان سب کو کردی تہی۔ اور کپتان صاحب کو ہدایت تہی کہ
جہانتک ہوسکے مصالحت مین سعی کرین۔ اب نظام کا یہہ خیال تہا کہ وہ انگریزون کے اتحاد سے
اپنی فلاح اور بہبود کی امید بہ نسبت کسی خوف کے زیادہ رکہتا تہا مرہٹون اور ٹیپو کے ساتھہ اتفاق
پیدا کرنے سے انگریزون کے ساتھہ مصالحت کو زیادہ اپنے حق مین فائدہ مند سمجہتا تہا۔ اوسکے ملک کے
گرد جو صاحب سلطنت تہے اون سے اوسکو خوف تہا کہ مبادا کہین وہ اوسکو نگل نہ جائین۔ سوا اوسکے
گنٹور ایک بے حقیقت ملک تہا اوس سے کچہہ آمدنی بہی نہ تہی اسلئے اوسنے فی الحال انگریزون کی درخواست
کو قبول کرکے ستمبر ۱۷۸۸ء مین سرکار گنٹور کو حوالہ کردیا۔ اور پیشکش کے حساب کتاب کا جو معاملہ تہا
وہ اوسکے مختار نے جاکر کلکتہ مین اوسکا فیصلہ کیا۔ مگر اوسکے ساتھہ یہہ درخواست بہی پیش کی تہی کہ
صلحنامہ کے موافق اس شرط کا پورا ہونا بہی چاہئے کہ دو پلٹن سپاہیون کی اور جو ہندوستانی ہون اونکے افسر
فرنگستانی ہون اوسکی مرضی کے موافق جہان وہ طلب کرے بہیجی جائین اور ضلع کرناٹک مین
بالا گہاٹ جو حیدر علی نے چہین لیا تہا دلا دیا جاوے سوا اسکے اوسنے اور بہی چاہا کہ ٹیپو سے

ان دونو گورنمنٹون مین مستحکم ہوجاتا مگر گورنر جنرل کو اوسمین دو سببسے تامل ہوا اول تو یہہ کہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے موافق منع تہا کہ بغیر منظوری ولایت کے ہندوستانی ریاست سے جنگ آشتی کیجائے۔ دوسرا دوسرے مرہٹون سے دشمنی اور ناخوشی پیدا ہوتی تہی اور منظور یہہ تہا کہ اونسے اتحاد بیدار ہو سوا اسکے دو صلحنامون کے موافق یہہ انگریزی گورنمنٹ نے تسلیم کرلیا تہا کہ بالا گہاٹ کرناٹک کا مالک حیدر علی اور ٹیپو سلطان ہے۔ غرض اس وقت کورنوالس کو بڑی دشواریان پیش آئین کیا کیجئے۔ نظام کے صلحنامہ کی شرائط کا بہی پورا کرنا ضرور تہا۔ اسلئے اونسے اوس فقرہ کے معنی جو صلحنامہ مین درباب بالا گہاٹ کرناٹک کے تہی یہہ بیان کیا کہ زمانہ نے حالات کو ایسا بدل دیا ہے کہ جس بنا پر یہہ شرط صلحنامہ مین داخل ہوئی تہی وہ اپنے جگہ پر بالفعل قائم نہین رہ سکتی لیکن آیندہ امید کیجا سکتی ہے کہ سرکار کمپنی اس ملک کو اوسکے مستحقان کو دلا دے۔ اور سپاہ کی امداد کے بیان مین جو فقرہ تہا اور اوسمین یہہ بہی لکہا تہا کہ جہان کمپنی کی ضرورت اس مدد کی اجازت دیگی اوسکے معنی یہہ بیان ہوگئے کہ نظام اس کمک سپاہ کو اپنی مرضی کے موافق کام مین لا سکتا ہے مگر یہہ انگریزی فوج اوس والی ملک سے نہین لڑیگی جسے کہ سرکار انگریزی کا اتحاد ہے اور ان والیان ملک کی تفصیل مین تمام مرہٹون کے سردارون کے نام اور نواب ارکاٹ اور نواب وودہ اور تراونکور اور تنجور کے راجاؤن کے نام تہے مگر ٹیپو سلطان کا نام اوس مین نہ تہا غرض بالا گہاٹ کے دلا دینے کا وعدہ سپاہ کمک کا قرار۔ فہرست احباب انگریزی اوسکے نام کا اخراج یہہ تینون باتین ایسی جمع ہوئین کہ جیمز جان مسٹلگم صاحب کی یہہ رائے ہے کہ ٹیپو سلطان نے انگریزون سے لڑنیکے لئے ارادہ کیا۔ اسی لئے کورنوالس کے ذمہ الزام لگتا ہے کہ اونسے پارلیمنٹ کے ایکٹ کے مخالف کام کیا جسسے ٹیپو سلطان کی ساری توجہ انگریزون سے لڑائی کی طرف ہوگئی۔ اور چہہ مہینہ بعد لڑائی شروع ہوگئی۔

تراونکور پر ارادہ ٹیپو سلطان کا اور اوسکا حملہ ناکامیابی کے ساتہہ اور راجہ تراونکور اور ٹیپو سلطان اور انگریزی گورنمنٹ کے معاملات

(۵) پہلی بسم اللہ آغاز جنگ کے لئے یہہ ہوئی کہ ایک چہوٹا سا راجہ ساحل ملیبار پر حیدر علی کا باجگزار تہا اور اوسکے علاقہ مین انگریزون کی کوٹہی تلیچری واقع تہی سدت سے

انگریزون سے اوسکا اخلاص چلا آتا تہا انگریز اوسکے سبب سے یہانپر پہنچاتے تہے اور قرض دیتے تہے
جب قرض بہت بڑہ گیا تو ۱۷۹۶ء مین راجہ نے ایک تعلقہ ہاناٹیڑہ کا انگریزون کو دیدیا۔ انگریز
بہی اوسکو ۴۲۰۰۰ روپیہ سالانہ محصول بندرگاہ کا دیتے تہے۔ راجہ نے ۱۷۹۰ء کی شروع مین اپنا
علاقہ بہی زبردستی انگریزونکو بیچ ڈالا۔ ۱۷۹۵ء تک حساب نہین ہوا تہا جب گورنمنٹ بمبئی نے
حساب کیلئے لکہا تو معلوم ہوا کہ بہت روپیہ راجہ کے ذمہ نکلتا ہے۔ مگر راجہ نے ٹیپو کے اغوا سے ایک لاکہ
روپیہ انگریزون سے کہا کہ پہیر آتا ہے دلوائیے۔ یہہ معاملہ تو تلیچری کے افسر نے ٹیپو سلطان کو لکہا۔
سلطان نے جواب دیا کہ مین نے راجہ کو لکہا ہی کہ وہ تعلقہ پہیر انگریزونکو دیدے۔ مگر راجہ نے کہا کہ میرے
پاس تو خط سلطان کا اس مضمون کا آیا ہے کہ حساب کا فیصلہ کر دیجیے۔ غرض ۱۷۹۱ء تک یہہ معاملہ
جہگڑے مین پڑا رہا۔ اس معاملہ سے گورنر جنرل کو آثار بد نظر آئے۔

راجہ ترا ونکوڈ انگریزونکا دوست تہا۔ اوسنے انگریزونکے امداد حیدر علی کی لڑائیون مین کی تہی
اسلئے ۱۷۸۴ء کے عہدنامہ کی ایک شرط یہہ تہی کہ سلطان ٹیپو اس راجہ کے ساتہ صلح رکہے۔ مگر سلطان
کا ارادہ برخلاف عہدنامہ کے یہہ ہوا کہ ترا ونکوڈ کو فتح کیجیے۔ اول اوسنے یہہ کوشش کی کہ اوسکو
اوروں کے توسل سے فتح کرائے۔ کالی کوٹ کے راجہ کو ترغیب دی کہ وہ ترا ونکوڈ پر حملہ کرے۔ اگر
سلطان نے ہندوؤن کو اسلام قبول کرنے مین مجبور کیا ہوتا تو ضرور راجہ اوسکے کہنے مین آجاتا اور
حملہ کرتا۔ پہر اوسنے راجہ کوچین کو اوکسایا کہ وہ اوس ملک کا دعوی کرے جو ترا ونکوڈ کی
فصیل کے متصل واقع ہے کیونکہ ایسا ہوا تہا کہ راجہ کالی کوٹ نے جب راجہ کوچین کو مغلوب کرنا
چاہا تہا تو راجہ ترا ونکوڈ نے اوسکی امداد کی تہی اوسکے عوض مین دو چہوٹے ضلعے ترا ونکوڈ کے
شمال مین اوسنے راجہ کو دیئے تہے۔ راجہ نے ان ضلعوں کی حفاظت کے واسطے ایک بڑی فصیل بنائی تہی پچیس ۲۵
برس ہوئے اوسکی تعمیر ہوئی تہی۔ اوسکے گرد ۱۶ فیٹ چوڑی اور ۲۰ فیٹ گہری خندق تہی۔ اور گرد اوسکے
بانس کی باڑ تہی۔ یہہ قدرتی فصیل تہی۔ ایک مقام سے پہاڑیان ... سمندر سے
شروع ہوئی تہی۔ اور مشرق کی طرف تیس میل تک چلی گئی تہی۔ جب راجہ ترا ونکوڈ کو سلطان ٹیپو

یہہ بیتیان معلوم ہوئین تو اوسنے گورنمنٹ مدراس کو اطلاع دی۔ اوسوقت مسٹر کیمبل صاحب
گورنر تھے اونہون نے راجہ کی درخواست سے زیادہ امداد کی۔ اور کئی پلٹنونکو حکم دیا کہ وہ قصبہ تراونکوڑ
کے باہر مقامات مستحکم پر حفاظت کے واسطے مقیم ہون اور سوا اسکے ٹیپو سلطان کو لکہا کہ تم راجہ
تراونکوڑ سے لڑوگے تو عہدنامہ ۱۷۸۴ع شکست ہوجائیگا اور وہ گویا تمہاری طرف سے ایک اشتہار
جنگ گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ ہوجائیگا۔ اسپر ٹیپو سلطان نے کہا کہ مین انگریزی گورنمنٹ سے اپنا اتحاد
رکہنا چاہتا ہون۔ مگر کہا کچہہ کیا کچہہ۔ چند مہینے کے بعد ۱۷۸۹ع پینتیس ہزار سپاہ لیکر تراونکوڑ کی طرف
چلا۔ تراونکوڑ کی فصیل کے نہایت پاس سمندر پر دو قلعے کرینگانور اور آیاکوٹہ قوم ڈچ کے
تہے۔ جب سلطان ٹیپو اونکے قریب آیا تو موافق عہدنامہ قدیمی کے ڈچ نے راجہ تراونکوڑ سے امداد
چاہی۔ اسپر راجہ مستعد تہا۔ مگر ہولنڈ صاحب جو گورنر مدراس کے اوسوقت کیمبل صاحب کی جگہ
مقرر ہوگئے تہے اونکا مزاج صلح جو تہا۔ اونہون نے راجہ تراونکوڑ کو لکہا کہ سپاہ انگریزی غیر علاقہ
مین امداد نہین کریگی بلکہ وہ اوسی ملک کی حفاظت کریگی جو اصل حقیقت مین راجہ کا ہے۔ گورنر
کی حجت تمام کرنیکے لئے راجہ نے ڈچ سے کہا کہ یہہ قلعے میرے ہاتہہ بیچڈالو۔ ڈچ نے کہا اچہا۔ جب یہہ
سودا ٹہر گیا تو سلطان ٹیپو نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ ڈچ کو اسکے فروخت کرنیکا اختیار اس
سبب سے نہین ہے کہ وہ راجہ کوچین کے باجگزار ہین اور راجہ میرا باجگزار ہے اسلئے اونکا بیچنا گویا
میسور کی سلطنت کا ایک حصہ بیچنا ہے۔ اسپر ہولنڈ صاحب سلطان ٹیپو کے طرفدار ہوگئے۔ اور
ایسی جہوٹی بات کا یقین کرلیا کہ ڈچ راجہ کوچین کے باجگزار ہین۔ ڈچ نے تو یہہ دونو قلعے
پرتگیزون سے لڑکر فتح کئے تہے۔ اسلئے وہ حق اونکے بیچنے کا رکہتے تہے۔ اسکو ٹیپو سلطان نے خود مان لیا
اور خود خریدار اونکا اسلئے ہوا کہ راجہ تراونکوڑ کی جان خوب تنگی مین کرے۔ ٹیپو سلطان نے
اور بہت سی قضئے کی باتین گہڑی تہین جنپر ایک مباحثہ طول طویل ہوا۔ آخرکو انگریزی گورنمنٹ نے
کمشنران قضیون کے چکانے کے واسطے مقرر کئے۔ مگر سلطان ٹیپو نے ان جہگڑونکو اور ہی طرح
فیصلہ کرنا چاہا۔ وہ فصیل تراونکوڑ کی طرف مدت سے بڑہا چلا آتا تہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ع کی رات کو

اوسنے اوس فصیل پر حملہ کرنیکے لیئے کوچ کیا فصیل کے بڑے حصہ پر قابض ہوگیا ترا ونکوڈ کا لشکر اوسکے
آگے سے پر ہٹ آیا مگر ٹیپو سلطان کے تعداد لشکر کا بہت نقصان ہوا تہا اوسکے واسطے ایک اور دستہ
سپاہ آتا تہا۔ وہ نہ آنی پایا تہا کہ بیس آدمیون نے جو ایک کمین گاہ مین بیٹھے ہوئے تہے آگ اونپر برسائی اور
اوسکا افسر مارا گیا۔ اسی تمام سپاہ پراگندہ اور پریشان ہوگئی۔ اور وہ اوس سپاہ پر جا پڑے جو اوسکی
کمک کو آتی تہی۔ اس سبب سے بڑی گڑبڑ ہوگئی۔ اور لشکر تتر بتر ہوگیا اور خندق پر ایسی چپقلش
ہوئی کہ بہت سے زندہ کہائی مین آن گرے اور پہر کہ مردون سے زندون کے لیئے ایک سڑک بن گئی۔ غرض دو ہزار
آدمی ضائع ہوئے سلطان ٹیپو بہی خود موجود تہے۔ اور اونکی جانکو بعض نمک شناس ملازم بچا کر لیگئے
مگر پہر بہی اوسکو ایسا صدمہ پہنچا کہ جسکے درد سے تادم مرگ تکلیف رہی۔ ساڑہے تین مہینے تک وہ اپنا وقت
اس فصیل کے پیچھے ضائع کرتا رہا۔ اور سری رنگ پٹن سے بہاری بہاری توپخانہ بلاتا رہا۔ ۳ مارچ
کو راجہ اور سلطان کی فوج مین مٹہ بہیڑ ہوئی۔ ۶ کو پہر فصیل ترا ونکوڈ پر آتش فشانی سلطان نے
شروع کی اور پانچ سو گز ارکو جا تی اور پہر تہی کو اس فصیل کو ڈہا کر برابر کیا اور کرنکانور کو لے لیا
اور ترا ونکوڈ کے شمالی حصہ پر قابض ہوگیا۔ اور اوسکو خوب لوٹا مگر اپنی دار السلطنت کو جو سری رنگپٹن کو ضرور ی
جانا پڑا اسلیئے بیہ شکار مفت ہاتہہ سے چھوڑنا پڑا جب ٹیپو سلطان ۲۹ دسمبر کو ترا ونکوڈ کو پہر گیا تو انگریزون
کو بہی دم دیا۔ کہ میرا ارادہ نہیں ہے کہ ایسا کر اصل ملک پر حملہ کرون۔ بیہ لڑائی تو فقط راجہ کے آدمیون کی
زیادتی سے ہوگئی تہی۔ لارڈ کورنوالس نے بیہ سمجہہ کر کہ غالبًا سلطان ٹیپو سے لڑائی ہونیوالی ہے
بار بار گورنمنٹ مدراس کو لکہا کہ سامان جنگی اسباب و رسد کی سپاہ مین وہ ہمہ تن مصروف ہو لیکن وہ اپنی غلطی
سے ٹیپو سلطان کو اپنا دوست ہی سمجہا کی اور لارڈ کے احکام پر خیال کیا ہولنڈ صاحب گورنر کو یقین
تہا کہ کمشنر جو قصیون کے چکانیکے واسطے مقرر ہوئے ہین وہ صلح کرا دینگے۔ اسلیئے جو سپاہ لڑائی کے لیئے آمادہ ہوئی
تہی اوسکے واسطے سامان باربرداری نہ تیار کیا۔ مگر بیہ غنیمت ہوا جب اونہون نے بیہ سنا کہ جنرل میڈوز
سپہ سالار بمبئی اونکی جگہ مقرر ہوئے ہین تو وہ بیہ بک کر کہ ٹیپو سلطان کا ہرگز ارادہ کمپنی سے لڑنیکا
نہیں ہے بہت جلد ولایت کو بہاگ گئے کمانڈر انچیف اگر بہانہ آیا ہوتا تو لارڈ کارنوالس کا خود ارادہ تہا کہ

اس عہدہ کا اہتمام خود اپنے ذمہ لیں۔ مگر اس جنرل کی لیاقت اور قابلیت پر اونکو خود اتنا اعتماد تہا کہ
اب اس کی وہ ضرورت نہ سمجھے۔ گورنر جنرل نے گورمنٹ مدراس کو لکہا کہ ہماری عزت اسی مین ہے
کہ ہم ٹیپو سلطان سے جو ہماری قوم کا جانی دشمن ہے خوب لڑین اور اوسکی قوت کو ضعیف کرین جب تک یہ
نہو گا ہمارا ہندوستان مین کچہہ اعتبار نہو گا۔

(۶) لارڈ کورنوالس کو تین برس ہوئے تہے اونکی کفایت شعاری کا نتیجہ یہہ تہا کہ صوبہ بہار
بنگال کی آمدنی خرچ سے زیادہ دو کروڑ روپیہ ہو گئے تہے۔ اور اوسی تمام اور پریسیڈنسیون کا خرچ چلتا
تہا اور سوا اوسکے ایک کروڑ روپیہ سالانہ ولایت کو بہی جاتا تہا۔ مگر اب یہہ سب جمع کی کرائی پونجی
ٹیپو سلطان کی لڑائی مین اوڑنے والی تہی۔ اب یہہ وقت نہ تہا کہ پارلیمنٹ کے قانون کی تعمیل کیجاتی
اور صلح و جنگ کا مشورہ ولایت مین کیا جاتا۔ اسلئے دکن مین نظام اور مرہٹون سے جو بڑے صاحب
قدرت تہے لارڈ کورنوالس نے عہد و پیمان کئے۔ نانا فرنویس انگریزون کے ساتہہ سرد مہری کرتا تہا
مگر ٹیپو سلطان کی عداوت مین بہی ایسا سرگرم تہا کہ پیغام کے ہوتے ہی بلا تامل وسکے برباد کرنیکے لئے
انگریزون کے ساتہہ شریک ہو گیا۔ نظام کو ٹیپو سلطان کا خوف ایسا دل پر بیٹہا ہوا تہا کہ وہ بہی انگریزون
کا ساتہی ہو گیا۔ ان تینون مین آپس مین اتفاق ہو گیا۔ اور یہہ شرط ہوئی کہ برسات کے بعد تینون سلطان
ٹیپو کے ملک پر حملہ کرین۔ اور وہ انگریزی سپاہ کے ساتہہ اگر ضرورت ہو تو دس ہزار سوار لشکر شامل ہون
اور انگریزی سپاہ بہی دکن کے ساتہہ ہو گی۔ اور جو ملک و قلعے فتح ہون وہ آپس مین برابر برابر تقسیم ہو جاوین
نظام ان تینون مین ضعیف تہا۔ اور یہہ سمجہتا تہا کہ جس وقت ٹیپو سلطان کی طاقت ضعیف ہو جائیگی تو
دکن کا اقتدار بڑہ جائیگا۔ اور وہ سمجہہ چکا تہا کہ انگریز جو مدت سے نہین دی بہت دق کرینگے اسلئے وہ
صلحنامہ پر دستخط کرتے ہوئے جہجکتا تہا مگر یہہ خوف انگریزون نے اوسکے دل سے نکالدیا اور خود اسکے
ذمہ دار ہو گئے۔ کہ مرہٹے اوسکو کچہہ تنبیہ نہین کرینگے گو اسے مرہٹون دل مین کچہہ ناراض ہو مگر آخر کو ان
احباب ثلاثہ مین اتفاق ہو گیا۔ ان دونو دوستون کو لارڈ صاحب نے اپنے یہہ چار اصلی مقاصد بیان
کر دئے۔ اول جو کچہہ لڑائی مین خرچ سرکار کمپنی کا ہو گا وہ ٹیپو سلطان سے وصول کیا جائیگا۔ دوم

اوسنے اور حیدر علی نے جو ملک نظام و پیشوا کے مفتوح کر لئے ہین وہ واپس کئے جائینگے سوم کرناٹک
کے پاس پاس کے جو ملک اوسکے قبضہ مین ہین وہ چھین لیا جائیگا۔ چہارم ملیبار کے ساحل پر
جو سلطان نے نائرون کے ہتھون مین تیر و تبر رکھے ہین اونکو اس عذاب سے نجات دلائی جائیگی۔ اور
پیشوا نے بھی یہہ خیال کر کے کہ ٹیپو سلطان اور حیدر علی کے ہاتھہ سے جو ہمارے نقصان ہوئے ہین اونکا
عوض ملیگا۔ گئے ہوئے ملک پھر ہاتھہ آئینگے۔ آئندہ کو کھٹکا اس ظالم کا نہ رہیگا۔ اوسکی بربادی سے
اپنی آبادی لیتی ہوگی ـــ بہت جلد بطیب خاطر انگریزون سے صلح کر لی۔

(۷) جب جنرل میڈوز جو مدراس کے گورنر اور کمنڈر انچیف مدراس مین آئے تو اس مہم کا اہتمام اونکے سپرد ہوا۔
ہولنڈ صاحب کی غفلت سے کچھہ اسباب جنگ مہیا نہوا تھا۔ اس سبب سے کئی مہینے کا توقف کرنا پڑا۔ پندرہ ہزار
سپاہ ترچناپلی کے میدان مین جمع ہوئی اور چند بریگیڈ مین منقسم ہوئی۔ ۲۴ مئی کو وہ اس سپاہ کو لیکر
کرور کی طرف چلا۔ یہہ مقام دشمن کی سرحد پر سب سے زیادہ قریب تھا۔ کچھہ دنون پہلے زمانہ کی رسم کے موافق ایک
خط ٹیپو سلطان کو اپنی گورنری اور کمنڈر انچیف ہونیکے باب مین لکھا تھا۔ اوسکا جواب جب آیا کہ جنرل مذکور
نے سفر کیا۔ اوسکا مضمون کی طرز یہی تھی جو ۱۷۹۰ع اوسنے ہولنڈ صاحب کو لکھے تھے کہ کمشنرون کے مقرر کرنیکی
راجہ تراونکوڑ کے معاملہ مین کچھہ ضرورت نہین ہے مین نے خود ہی اوسکا حال تحقیق کر لیا ہے۔ اگر ایسی ہی
کمشنرون کے بھیجنے کی ضرورت ہے تو بھیجدو۔ آپ بھی ایک خط ۲۴ مئی کو اس گورنر کو مسبب آبادی
سلطنت اور اضافہ کا لکھا اور یہ لکھا کہ مین انگریزون کا دوست صادق ہون مجھے افسوس ہے کہ غلط فہمی
اور معاملہ نافہمی سے یہانتک طول کھنچ گیا کہ سپاہین جمع ہوگئین۔ اس مطلب کے سمجھانیکے واسطے مین اپنا
ایک معتمد بھیجتا ہون جو آپ کے آئینہ دل سے زنگ کدورت کا صیقل کر دیگا۔ اسکا جواب جنرل جناب نے یہہ لکھا
کہ آپ کا خط آیا اور مین اوسکا مطلب سمجھا۔ آپ شاہزادہ عظیم الشان ہین اور جسوقت آپکی وہ سلوک
خیال کئے جائین جو قیدیون کے ساتھہ کئے جاتے ہین تو آپ کے اوصاف مین شستہ ضمیری کی صفت کا
اضافہ ہوتا ہے۔ آپکو یہہ معلوم رہے کہ ہماری قوم کی نہ یہہ عادت ہے کہ وہ اورون کو چھیڑین نہ یہہ دستور
ہے کہ وہ اورون کی اطاعت کرین جب آپ نے ہمارے رفیق راجہ تراونکوڑ پر چڑھائی کی ہے

جنرل میڈوز اور ٹیپو سلطان کی خط و کتابت اور دوسری لڑائی کا شروع ہونا

لڑائی کا اشتہار جاری ساتھ ہو گیا ہے خدا ہمیشہ ذہین کو فتح و نصرت نہیں دیتا کہ جو
زبردست ہوں ضرور ہیں کہ تدبیر ذرا آگے نکل جاتا ہے۔ اکثر ذہین کو فتحیابی اور کامیابی ہوتی ہے
جنکے کام انصاف سے عدل پر مبنی ہوتے ہیں ہم خدا کی ذات پر اسی بہروسہ کرسکتے ہیں۔ یہہ جواب سلطان
پاس کو انشور میں پہونچا جب دیکھا کہ گورنر جنرل مدراس آیا استحقاق سلطنت سمجھ
سے جانا چاہتا ہے۔ وہ اپنی سپاہ عظیم لیکر دارالسلطنت سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔ جسسے اسکا
ضعیف العقل ہونا ظاہر ہوا اور ملک بہت سا بے حفاظت ہو گیا۔ ٹیپو سلطان کی بڑی غلطی یہہ
کہ جسے اوسکو بڑی ہیبت اور شہانی پڑی کہ اوسکو اپنی شجاعت پر بڑی نخوت تھی۔ اپنی قدرت اور
قوت کو بڑا جانتا تہا اور انگریزوں کی طاقت کو بہت کم۔ ان دو غلط فہمیوں نے اوسکا ستیاناس کیا
سوا اسکے وہ اپنے باپ کی طرح اپنی طبیعت کو قابو میں رکہنا نہ جانتا تہا طبیعت ایسی تہا
تہی کہ جو چاہتی سو کراتی۔ غرض اب انگریزی سپاہ کرور کی طرف چلی۔ کمسریٹ کا کارخانہ
درست نہ تہا اسلئے وہ آہستہ آہستہ چلتی تہی۔ سوا اسکے آندہیاں ایسی چلتی ہیں کہ خاک کی تودے
کے تودے سر پر پڑتے تہے۔ آنکہیں بہوٹی جاتی تہیں۔ اس سبب بارہ سو سپاہی کرور تک پہونچے
پہونچتے بیماری کے سبب ڈولیوں میں سوار ہونے لگے۔ کرور پر قبضہ کرکے ارادا کوچی پر
لشکر پہونچا۔ دو توپیں چہوڑکر قلعہ دار سے کہا کہ اونچے حصّیں حوالہ کرو واسطے کہا کہ دمن میں بچے کو توپ
اور چہوڑ دیجو کہ مجہے سلطان سے عذر کرنیکے لئے وجہ ہو غرض یہہ ذلیل سا مقام یوں ہاتہ لگا۔
اور دارالیورم بہی بے حقیقت سا مقام تہا وہ لیا۔ یہان بیمار اور مریض چہوڑ دئے گئے۔ اور ایک
بریگیڈ انکی حفاظت کے واسطے چہوڑ دیا۔ ۲۱ جولائی سنہ کو لشکر کو انشور میں پہونچا۔ یہان
انکو میجر جنرل میڈوز کا اکتیاپالی گہاٹ کے فتح کرنیکے لیے بہیجا گیا تہا۔ مگر بارش کے سبب
راہ بند تہی اسلئے کرنیل میکسویل بہیجا اس افسر نے ڈنڈی گل پر بڑی جوانمردی اور
دلیری سے حملہ کیا۔ اور توپوں کی مار سے دیوار میں دراڑ ڈالدی۔ قلعہ دار نے سخت مقابلہ کیا
انگریزوں پاس صرف دو گنبد گنگولہ بارود باقی تہا کہ قلعہ دار نے علم سفید دکہایا۔ اور نقصان

شرائط پر حوالہ کیا کہ لوگون کے جان و مال سے بالکل واسطہ نہ لگایا جاے۔
کرنیل سٹورٹ پہر بالی گہاٹ کی فتح کرنیکے لئے گوانبٹور سے بہیجی گئی۔ ۱۸ ستمبر سنہ کو اونہون نے
اوسپر گولہ بہانے شروع کئے دوسرے روز قلعہ دار نے اس شرط پر حوالہ کردیا کہ نامرد جو انگریزون کے ساتہہ
ہو گئے ہین اونکو تکلیف نہ دین۔
ایروڈ کرنیل اولڈہم نے فتح کرلیا۔ اب یہہ متفرق سپاہین کرنیل فلوئڈ کے علم کے نیچے جمع ہو گئین وہ
دریا بہوانی کی جنوبی سمت مین فتوحات حاصل کرنیکے لئے مامور ہوئے تہے۔ اونہون نے ایک فوج بہیجکر
ستی منگل بے تکلف لیا تہا۔ یہہ مقام درہ گجل ہٹی سے تہوڑی دور پر تہا۔ اس درہ سے ستمبر کی شروع
مین ٹیپو سلطان کی فوج اوتری تہی۔ ۱۳ ستمبر کو اوسکے لشکر نے انگریزی لشکر کے پلٹن کو بہگا دیا۔ ایک
رجمنٹ سوارونکی حفاظت کے واسطے بہیجی گئی تہی وہ بہی گہر گئی اور کسی امداد مین اپنی کمک کے منتظر
رہے۔ انگریزی سپاہ نے حملہ کیا اور کئی سو دشمن تہ تیغ کئے۔ اور میدان کو صاف کرتے ہوئے اپنے لشکر سے
آن ملے۔ ابہی اس لشکر نے کمر بہی نکہولی تہین کہ ٹیپو سلطان کا لشکر آگیا۔ اور انگریزی لشکر مین کچہہ
ایسی ہل چل پڑی کہ کونسل وار (جنگی کونسل) کا یہہ مشورہ ہوا کہ مراجعت کیجئے جب اس فوج انگریزی
نے مراجعت کی سوار آگے پیادے پیچہے تہے کہ سلطان ٹیپو کے پیادون نے پیادون پر توپ زنی شروع کی سوار
پیدلون کی امداد کے واسطے پہر آئی۔ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی کہ جنرل میڈوز کا لشکر آگیا اور ایک
بڑی عزیز بہادر کے مرنیکی بہی خبر سلطان پاس آئی اسلئے اوسنے کرنیل فلوئڈ کا پیچہا چہوڑدیا۔ وہ
۱۹ ستمبر کو جنرل میڈوز کے لشکر سے آن ملی اور کرنیل سٹورٹ کا لشکر بہی پالی گہاٹ فتح کرکے آن ملا
جنرل میڈوز کا مطلب یہہ تہا کہ ایک جنگ عظیم ٹیپو سلطان سے کیجئے سلطان گولی بچاتا تہا البتہ ہفتہ تک
وہ جرنیل میڈوز کے مقابلہ مین نہ آیا۔ اور اس عرصہ مین اوسنے ستی منگل اور ایروڈ اور دارا پورم
پر پہر قبضہ کرلیا۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ملی کہ انگریزی لشکر بارہ محال پر اپنا زور دکہار ہا ہے تو اوسنے اپنے
بہت سی فوج کا حصہ وہان بہیجا اور باقی فوج کو یہان چہوڑا کہ وہ جرنیل میڈوز کی خبر لیتے رہین کہ کدہر
جاتے ہین۔ بارہ محال پر انگریزی لشکر پہلے کرنیل کیلی کے ماتحت کام کرتا تہا مگر اوسکے مرنیکے سبب سے

کرنیل میگزول کام کرتے تھے سپاہی نوہزار سپاہ اون پاس تھی۔ یہہ لشکر بنگال سے کنارہ کنارہ لاٹ
کورنوالس نے وارن ہیسٹنگز کی تقلید پہ بھیجا تھا۔ اسمین کچھہ سپاہ مدراس کی بھی شامل تھی
وہ ۲۴ اکتوبر کو بارہ محال مین داخل ہوئی تھی۔ اور شروع نوامبر مین اوسنے اپنا ہیڈ کوارٹر
کاویری پٹم مقرر کیا تھا۔ اب جرنیل میڈوز بھی اپنا لشکر لیکر اس سپاہ سے مل گئے تھے۔ مگر سلطان
ٹیپو کا لشکر تین روز پہلے آن پہونچا تھا۔ غرض مہمات مین سوا اسکے لشکر سفر دن گذرنے کے درماندہ ہو
ادہر آیا ادہر گیا جولاہی کا تانا بانا تہا۔ اور خاک کو تودہ سر پر اوڑا یا پہرا اور اوسے تہک گیا کچھہ نہ
حاصل ہوا صلح کی بھی قیل و قال سلطان سے ہوئی مگر بیفائدہ جب یہہ حال لارڈ کورنوالس نے
دیکھا کہ اونہون نے خود ارادہ کیا کہ خود چلئے اور مخصل مہم ہجیے جسمین دوستون کو ظفر و فتح و نصرت کی
امید دشمنون پر ہوگی۔ حقیقت مین اس لڑائی کے اندر کچھہ ہنر اور سلیقہ سپاہ گری کا جرنیل میڈوز
نے نہ دکھایا۔ اور نہ رفیقون کے کچھہ فائدہ کی صورت دکھائی۔ جرنیل میڈوز ویلوٹ مین
۲۷ جنوری ۱۷۹۱ع کو ۱۸ میل پر مدراس سے پہونچا۔ اور لارڈ کورنوالس نے اہتمام جنگ ۲۹ کو
اپنے ذمے لیا۔ اور ویلوٹ سے ۵ فروری ۱۷۹۱ع کو سفر کیا۔ اور لارڈ کا لشکر ویلور مین پہونچا سلطان
اسوقت پونڈیچیری مین فرانسیسون سے جوڑ توڑ لگا رہا تھا اس انگریزی لشکر کی خبر سنکر وہ روانہ ہوا
کہ جاکر تمام دردون کا انتظام کرے۔ اوسکی غلطی تھی کہ وہ یہہ سمجھا کہ انگریزی لشکر ان دردون کے
رستہ جائیگا۔ اس سبب سے انگریزی لشکر کو مع توپخانہ میسور کے سامان رسد کے لئے خوب ہاتھہ لگا۔ گرنیل
اول مطلب انگریزی سپہ سالار کا یہہ تہا کہ بنگلور کو فتح کیجئے۔ وہ ایک بڑا شہر تہا اور قلعہ اوسمین
مستحکم تہا۔ غرض کرنیل مورہوس نے اپنی توپون سے شہر کے دروازون کے ٹکڑے اوڑا دئے اور گرانڈیلیون
کے کندہون پر سوار ہوکر اول ایک لفٹنٹ انگریزی داخل ہوئے۔ پہر جرنیل میڈوز کی اعانت سے
وہ فتح ہوگیا ٹیپو سلطان بھی کہین یہان آس پاس تہا اوسنے قلعہ دار کو سخت حکم دیا کہ جو کچھہ کہو ہوا
اوسے حاصل کرے۔ اوسنے حکم کی تعمیل کی اور چپہ چپہ زمین پر جان لڑا دی۔ شہر کی گلیون اور
کوچون مین دو ہزار آدمیون نے سرفروشی کی۔ انگریزی لشکر کا بھی نقصان ہوا۔ کرنیل مورہوس

ایک بڑی شریف فرشتے ماری گئی۔ غرض ۲۶ یعنی شہر تو فتح ہو گیا مگر اب قلعہ باقی ہے۔ قلعہ دار بہادر خان
اسم بامسمی تھا۔ گو ستر برس کی تھی مگر دل گردہ جوانوں کا سا تھا۔ وہ [illegible] دلیروں کی ہمت اور جرأت بندھاتا
مگر آخر کو انگریز قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور اوسکو لے لیا۔ ہزار آدمی محصورین مارے گئے جنکو قبر کر گڑھے میں
دشمنوں کے ہاتھوں نے ڈالا۔ ان مقتولین میں قلعہ دار بھی تھا۔ مرتے دم تک ہاتھ میں تلوار تھی اور سپاہیوں
کے جمع کرنے کی فکر تھی کہ کوئی پاس آیا مگر موت آگئی۔ انگریزوں نے سلطان کو کہا کہ تم چاہو تو اس اپنے
جان سپار شجاعت شعار قلعہ دار کی لاش لیلو مگر سلطان نے اوسکی کچھ پروا نہیں کی۔ اور کہہ بھیجا کہ
جہاں وہ مرا ہے وہیں دفن کر دو۔ انگریزوں نے اوسکا جنازہ [illegible] کے باجے [illegible] عزاز اور
کے ساتھ جو مردہ کا ہوتا ہے دفن کرا دیا۔ اب لشکر انگریزی سلطان کے وسط ملک میں پھیل گیا۔

(۸) اب اور شکون کا بھی حال بنگلور کے فتح کرتے [illegible] بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جب
جنرل میڈوز مدراس کی طرف سے چلے تو گورنر [illegible] ہارٹلی [illegible] پاس ایک جنگ گوروں کی اور دو
پلٹنیں ہندوستانیوں کی اور ایک میدانی توپخانہ [illegible] مقابلہ میں حسین علی
کے زیر حکم چھ ہزار کے قریب تھا۔ اس لشکر سلطانی نے اپنی کمین گاہ کالی کوٹ کے قریب ایک قلعہ کو
بنایا تھا وہ نہایت مستحکم تھا۔ [illegible] کرنل صاحب نے حملہ کیا اور دشمن کو شکست فاش دی۔ ایک ہزار
آدمی اور [illegible] افسر میدان جنگ میں مارے گئے [illegible]
ہتھیار رکھا لئے گئے۔ اس لڑائی [illegible] جنرل ایبرکرومبی صاحب بمبئی سے ایک لشکر لیکر
تلیچری میں آئے اور کنانور میں گئے اور اوسکو بغیر کسی مقابلہ کے لے لیا۔ [illegible]
ساحل ملیبار پر وہ قابض ہو گئے۔ یہاں کے آدمی سلطان کی جان کے دشمن تھے اور اوسکے [illegible]
کرتے تھے۔ نظام کا لشکر حیدرآباد کے قریب جوا [illegible] اسوقت جمع ہونا شروع ہوا جبکہ جنرل میڈوز
میدان جنگ میں تھے۔ اوسمیں انگریزی لشکر بھی جسمیں ایک کمپنی گوروں کی اور توپخانہ گوروں کا اور
سپاہی ہندوستانی تھے شامل ہوا بہت توقف کر کے وہ روانہ ہوا اور کوپول کا محاصرہ کیا۔ یہ
قلعہ مستحکم پہاڑ پر واقع تھا۔ ایک ہی ہفتہ میں توپیں اور بیس گولے مارتے [illegible]

یا توپخانہ منگایا گیا۔ مگر اس سے بھی کچھ نہ ہوا جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے کئی مہینے مقابلہ کرکے اپنے تئین حوالہ کیا۔ بھندر سندر کوتوال ۲۰ تین میل شمال جانب تھا وہ بھی اسیطرح فتح ہوا۔ نظام کی خوش نصیبی تھی کہ یہہ دو قلعے فتح ہوگئے۔

مرہٹون کا لشکر کیساتھ یہی انگریزی لشکر دو پلٹنین کالون اور تین کمپنیان گورونکی اور دو ہندوستانی توپخانے اور ایک گورونکا توپخانہ بھیجا گیا تھا۔ یہہ انگریزی لشکر بمبئی سے روانہ ہوا تھا اور کشتیون مین دریا کچھ گورنگ تک پہنچا تھا۔ یہہ وقت بھی دریائی سفر کا نہ تھا۔ پھر وہان گھاٹون پر چڑھنا پڑا۔ غرض اس راہ دشوار سے جب گذرے بڑی دقت اور دشواری سے طے کیا۔ کوم ہٹا مین یہہ سپاہ مرہٹون کے لشکر سے ملی اسمین [illegible] ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے اور پرسرام بھاؤ اوسکا سپہ سالار تھا۔ اول حملہ مرہٹون اور انگریزی سپاہ نے دارواڑ پر کیا۔ اور اوسکو محاصرہ کر لیا۔ مگر مرہٹون کی کل سپاہ اس محاصرہ کے قابل نہ تھی۔ بمبئی سے ایک بڑی جمعیت اور کالون کی پلٹن اور بہت گورے توپچی کرنیل فریڈرک کے ساتھ آگے جانیکی ضرورت ہنگام ہوا اسکے بعد پرسرام واپس آ ناچار۔ اور اسی بیچ مین کرنیل صاحب تو فوت ہو گئے [illegible] جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے ان شرائط پر حوالہ کیا کہ ہم اپنے ہتھیار اور مال لیکر چلے جائینگے اور توپین اور ذخیرہ غلہ وغیرہ کا چھوڑ جائینگے غرض اہل قلعہ چار مہینے تک محاصرہ کی سختی سہتے رہے پھر مرہٹون نے انکو خوب لوٹا بدن کے کپڑے تک نہ چھوڑے مگر کہتے ہین محصورین کا قصور بھی تھا یہہ خلاف عہد کیا تھا کہ قلعہ مین بارود کو جا بجا زہر آلودہ کر دیا۔ اور جتنی پلٹن ملی اسمین غلہ وغیرہ کو غارت کرگئے۔ دارواڑ کے حوالے ہونیکے بعد قلعہ خوش اگل بھی جو گیارہ میل پر تھا اور تمام مقامات جو دریا تنگ بھدرا کے شمال مین تھے مرہٹون کے قبضہ مین آگئے۔

(۹) اب لارڈ کورنوالس نے بنگلور سے ۲۲ مارچ کو کوچ کیا اور ناگاہ ٹیپو سلطان کی فوج سے مقابلہ آن پڑا ٹیپو سلطان کا مطلب تھا کہ مین اس مقام پر نکل جاؤن جہان مجھے لڑنا پڑے اس کام کو اوسنے مشکل سے حاصل کیا۔ مقصد اس سفر کے دو تھے ایک یہہ کہ نظام کے دس ہزار سوارون سے ملے جو اونکا لشکر اب یہی مل گیا اور اس سبب سے تعداد مین زیادہ ہو گیا تھا۔ ان سوارون کی صورت سے یہہ معلوم ہوتا تھا

کہ ہر ایک بیس مار خان ہوگا۔ گہوڑون پر اونکو چڑہنا خوب آتا تہا ہتیارون مین تلوار تہی نیزہ دیکہیے تو ۹ گز
لمبا تلوار کو دیکہیے تو دو دہاری نہایت آبدار خود آہنی سر پر چڑہا ہوا مگر یہہ سارا لشکر صحبت حرام تہا
لڑائی کے کسی کام کا نہ تہا۔ وہ اپنی سامان رسد کا سر انجام نہین کر سکتا تہا اوسکا افسر پنج دت سنگہ
تہا اور اسد علیخان اوسکا نائب دو من مطلب یہہ تہا کہ لفٹنٹ کرنیل اولڈہم صاحب چار پانچ ہزار
لشکر لیے آتے تہے اونسے ملنے تو وہ بہی وینی ٹانا گہری مین مل گیا۔ اب لارڈ کورنوالس ۲۱ اپریل
کو پہر بنگلور مین آگئے۔ اگرچہ لشکر انگریزی کو یہہ کام یابیان حاصل ہوئین تہین مگر پہر بہی اوسکا حال
ایسا نہ تہا کہ اوس گورنر جنرل ایک سخت جنگ عظیم کر سکتا رسد رسانی کا سامان نہایت ناقص تہا۔

باربرداری کا سامان نہایت ابتر تہا مگر گورنر جنرل نے اپنی ہمت دلیرانہ اور جرأت بہادرانہ سے
سرنگا پٹن کی طرف سفر اختیار کیا۔ لڑائی کے واسطے اسلئے جلدی شتابی کی کہ کہین فرانسیسون کو ٹیپو سلطان
اپنی حمایت کے لئے نہ بلا لے کہ جس سے اور کام مین دشواریان پیدا ہو جائین سامان ضروری ساتہ لیا۔ باقی
بنگلور مین چہوڑا۔ افسرونکو یہی حکم تہا کہ جہانتک ہو سکے وہ بوجہہ زیادہ نہ لین۔ غرض ۴ مئی سنہ ۱۷۹۱ کو شاہی
لشکر نے پہلی منزل طے کی۔ راہ مین جنگل دریا۔ کہار نالے گڈہے بہت تہے۔ اونمین جب آئی چار دن
چت ہو کر لیٹ گئے۔ اور مر گئے اور گہٹ گئے بہت سا خیمہ اور اسباب کو اسلئے تلف کرنا پڑا کہ
کوئی اوسکا اوٹہانیوالا نہ تہا۔ سلطان ٹیپو نے بہی دشمنون کی راہ کو ایسا ویران کر دیا تہا کہ سامان ضروری
کسی طرح بہم ہی نہ ہو کہین آگ لگادی۔ کہین اناج کو دبا دیا۔ باشندونکو بہگا دیا کہ اگر دشمن راہ بہولے
تو کوئی بتلانیوالا نہ ملے۔ غرض یہہ سفر ایسے ملک مین تہا جہان قضا و قدر نے اپنے ہاتہ سے حادثہ عظیم برپا
کر کے انسان کا نام نہ رکہا ہو اور کوئی چیز جس پر انسان کی زندگی کا مدار ہو باقی نہ رکہی ہو۔ آخر کار
نالاو مین جاکر کچہہ اناج ملا مگر اسکی کیا پوری پڑتی تہی۔ ہر شخص کو اپنی نصف خوراک کہانی پڑتی تہی
سوا مئی سنہ ۱۷۹۱ کو کواری کہٹرا مین خدا خدا کر کے لشکر پہونچا۔ جب لشکر انگریزی ایسا پاس آیا تو
ٹیپو سلطان کے دل مین ہراس آیا۔ جب سے بنگلور فتح ہوا تہا اوسکو اندیشہ تہا کہ اب کی دفعہ اس
دار السلطنت کی بہی خیر نہین اسلئے اوسنے اپنے اہل عیال و زر دولت و مال کو جسل دروگ مین

بہیجا چاہا مگر اوسکی ملنے سے منع کیا کہ اسی لشکر مین خود میرا ابن پیدا ہوگا پہر اوسکی بابت نظام کو خط لکہا کہ میری بچہ
سے جو گستاخی آپ کی خاندان کے ساتہہ عنفوان شباب مین کہ انسان کی طغیانی طبیعت اور غلیان قوت
غضبی کا موسم ہوتا ہی کی ہو معاف کرین - ایک وقت یہہ بہی کی بات سنی کہ بازارون مین دیوارون پر انگریزون
کی تصویرین بہدی شکل طور کی نقطہ اونکی تذلیل و تحقیر کے لئے بنائی گئی تہین - اونکو سلطان نے حکم دیا کہ وہ سب
مٹائی جاوین جب سلطان کی انگریزون سے نفرت کا نشان دل نشان ہو چکا تہا انگریز لڑکے اس دار السلطنت
مین تہے - اونکو ناچنا گانا سلطان نے اپنے دل بہلانے کے لئے سکہلوایا تہا - سنہ ۱۷۸۴ع کے عہدنامہ کے موافق سب قیدیون کا
چہوڑ دینا واجب تہا - اب اپنی بد عہدی چہپانے کے واسطے ان بچگیا ہونگا اور بعض اور قیدیون کو مار ڈالا غرض کہ
بنگلور کی فتح نے اور سری رنگ پٹن پر حملہ ہونیکے خیال نے ٹیپو صاحب کو بولا دیا تہا جو حرکت تہی وہ ایسی
ہی کہ جب انگریزی فوج نے اپنی دار السلطنت سے چند میل اری کہیٹر ابر دیکہا تو اپنی ہوش حواس درست
کر کے اپنا لشکر انگریزی لشکر سے جہہ میل کے فاصلہ پر ڈالا ٹیپو سلطان اپنے باپ کو دیکہہ چکا تہا کہ ایک جا جم کر
ہنگامہ کارزار گرم رکہنے سے فائدہ اوسکو نہین حاصل ہوتا تہا جیسا کہ متفرق دستہ دستہ سپاہ کر لڑنے سے سکہی
وہ جہانتک ممکن تہا ایسی لڑائی سے بچتا تہا - اب دریا طغیانی پر چڑہا ہوا تہا لارڈ کورنوالس جب اوسے دیکہہ
کے لگے کہ کونسا مقام دریا پار جانیکے لئے اچہا ہوگا - اوسمین یہہ خیال تہا کہ جنرل ابیر کرومبی سے جو بمبئی
سے لشکر لیکر پیری پٹم مین سری رنگ پٹن سے چالیس میل پر مغرب کی طرف چڑہی ہین کیونکہ لشکر کے
شامل ہونے ان لشکرونکا ملنا ایک امر اہم تہا - اب انگریزی سپہ سالار کو معلوم ہوا کہ ٹیپو سلطان کا سارا لشکر اور
اقامت گاہ اور سری رنگ پٹن کے درمیان پڑا ہی - بائین طرف دریای کاویری ہی اور داہنی
طرف پہاڑون کی قطار ہی - اور راہ ساری کہار کہڈون سے بہری ہوئی ہی اور توپین جا بجا لگی ہوئی ہین کہ ہین
سامنے جانیکے لئے رستہ نہین - دریا اور پہاڑون کے درمیان کہین فاصلہ ڈیڑہ میل سے زیادہ نہین غرض
یہہ مقام ایسا مقتب تہا کہ اوسمین دشمن پر حملہ کرنا نہایت دشوار تہا اسلئے لارڈ کورنوالس نے چاہا کہ دشمن کی داہنی
طرف کہ پہاڑون کی اوٹ کرکے دشمن کی عقب مین جا اور دشمن کا رستہ سری رنگ پٹن جانیکا
بالکل بند کر دیجئے - مگر رات کو وہ دہوان دہار مینہہ برسا کہ انگریزی لشکر کا قدم اوٹہانا مشکل کر دیا جب یہہ حکمت

نہ چلی اور دشمن کو اسکی خبر ہو گئی تو ایک دوسرا مقام لڑائی کا تجویز ہوا ٹیپو سلطان وہان موجود تہا ٹیپو سلطان
نے جو مقام انگریزی لشکر کا تجویز کیا تہا اوسکی نسبت کرنیل ولکس لکھتے ہین کہ اگرچہ ٹیپو سلطان کی تعریف
کرنیسے دل خوش نہین ہوتا۔ اور اوسمین تمام وہ برائیان جو انسان مین ہین سب سے بدترین موجود تہین لیکن
اسوقت انصاف یہہ ہے کہ سلطان کی عقل اور فراست انگریزی لشکر کی نقل و حرکت و لیاقت کے باب مین ایسی
ہی ستائش کی مستحق ہے جیسی کہ کسی اعلی افواج کا جرنیل کی ہوتی ہے۔ لارڈ کورنوالس صاحب اس
مین کامیاب ہوے کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی شروع ہوئی۔ انگریزی لشکر کا نقصان دشمنون کی توپون سے ہوا
اسواسطے کہ جب انگریزی لشکر آگے بڑھا تو ٹیپو سلطان اونکا بدستور قائم نہ رہا اور دریا تک پیچھے ہٹا اسیری رنگ پٹن
کے مورچون کے اندر جا کر پناہ لی ٹیپو سلطان کے پیدل بہی جا بجا جب تک قائم رہے کہ انگریزی لشکر مین چند گز
کا فاصلہ باقی رہ گیا تہا جب پیچھے ہٹے تو بہی کچہہ بے اوسانی اور پریشانی کے ساتھہ نہین۔ انگریزی لشکر کو
گو یہہ فتح حاصل ہوئی مگر اوسکا فائدہ نہ حاصل ہوا۔ جسکے لئے یہہ تکالیف و رسد نقصان اوٹہایا گیا تہا
وہ نہ حاصل ہوا۔ وہ محبوب آنکہون کے سامنے تہا جیسے پانی نشانہ ہوتی تہین مگر یہان وہ محال تہا
دوسرے دن لشکر کی بستی آبادی پہنچ گیا یہان تمام غلہ کا بیرا تہی کیفیت لارڈ کورنوالس کے
سامنے پیش ہوئی۔ تو اس حالت مین وہ دل شکستہ ہوے کہ یہہ تمام مصیبتین سامان نقصان جان کا
بہہ سامان خرچ ہو کیا لاحاصل گیا اور کچہہ حاصل ہوا۔ کہ ایک لڑائی اور لڑنا ہون تو تمام توپخانہ اور
اسباب جنگ کہوتا ہون اسلئے بہتر ہے کہ جسقدر جلد ہو سکے مراجعت کرون۔ اس مراجعت مین بہی لشکر
کی حالت سے خراب تہی جنکی طغیانی ہوتی جاتی ہی۔ آخر کو افسر توپخانہ نے اطلاع دی کہ بیل
ایسے کمزور ہو گئے ہین کہ توپین لیکر چلنا کیسا اپنے جسم کو بہی لیکر نہین چل سکتے۔ جرنیل ابیر کرومبی
کو حکم بہیجا گیا کہ وہ قلعہ شکن بہاری توپون کو بیکار کر اور بعض کو زمین مین دفن کر کے ساحل بمبئی
کو چلے جائین۔ اس سخت موسم مین سفر کرنیسے تمام مویشی مر گئے تہے۔ آدمیون کی صحت مین خلل آ گیا
تہا۔ غرض جان و مال کا بہت کچہہ نقصان ۲۶ مئی کو مراجعت شروع ہوا۔ جسقدر اسباب جنگ
تہا کلیس اور فوق فی تہا وہ ضائع کرنا پڑا پہلی ہی منزل مین یہہ لشکر شکستہ دل ہیبت ناک ہی چلا تہا

اچانک ایک دستہ سوار دکھائی دیا اور یہہ شبہ ہوا کہ ٹیپو کے سوار آن پہونچے۔ مگر پہر یہہ تحقیق ہوا کہ وہ مرہٹوں کے سوار ہیں اور خوش خبری لائے ہیں کہ ہری پنت کا لشکر اور پرس رام بہاؤ کا لشکر بھی چلا آتا ہے۔ اگر مرہٹے دیر کرتے تو اس مہم میں انگریزوں کو ناکامی نہوتی بلکہ کامیابی ہوتی۔ اس وقت انگریزی سررشتہ خبر رسانی کا نہایت خراب تھا۔ ٹیپو سلطان نے سررشتہ جاسوسی ایسی عمدہ طرح سے قائم کیا تھا کہ انگریزی لشکر میں خبر کو جانے ہی نہیں دیتے تھے۔ ڈیڑھ سو میل پر جب بیٹھے تھے۔ اونہوں نے متواتر اپنے قریب آنیکی خبریں سواروں کے ہاتھہ بھیجی ہونگی مگر وہ سب ٹیپو سلطان کی فوج نے روک لئے۔ اب اس انگریزی لشکر میں مرہٹوں کے آجانے سے بیل اور بہت سا غلہ آ گیا اور سامان کی افراط ہو گئی۔ مرہٹوں کا اردو بازار کیا تھا ایک بینا بازار تھا۔ وہ کسی بڑے شہر کا نہایت عمدہ بازار معلوم ہوتا تھا۔ دنیا کی چیزیں جنسیں اس میں موجود تھیں ایک طرف الماس بکتے تو دوسری طرف کانچ کی چوڑیاں۔ ایک جانب اگر کشمیر کی شال ہے تو دوسری جانب گوگرد گودڑ اور بچھونے بکتے موجود ہیں کسی ایک طرف تمام انگریزی اسباب کی دوکانیں لگی ہوئی ہیں سب اسباب ولایتی موجود ہے۔ ایک طرف صرافوں کی دوکانوں پر روپیوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ سارے ہندوستان کے سکوں کی چھانچھن ہو رہی ہے۔ ادہر شرقی اسباب کی چمک دمک لوٹ مار غارت گروں کے غنیمت نے دکہائی تہی اور مغربی صنعت کی بہار تاجروں کی منفعت نے۔ بہیڑ بکری گائے بیل مرغی اور کانگن کی خشک مچھلیاں بہی موجود تہیں۔ انگریزوں کے لشکر کو جو سامان رسد مرہٹے پہونچاتے تو وہ بہت گران قیمت پر اونکے ہاتھہ فروخت کرتے۔ مگر اس قحط زدہ لشکر کو یہہ بہی غنیمت تہا۔

(۱۰) ۱۹ جون کو انگریزی لشکر ہولی ور دروگ سے تین میل پر پہونچا۔ یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع تہا۔ ان شرائط پر قلعہ دار نے قلعہ حوالہ کیا کہ لوگوں کے بیچ کا مال نہ لوٹا جاوے اور مرہٹوں کی دست اندازی سے بچایا جاوے۔ غرض ان باشندوں نے مدور کی سمت سفر کیا۔ انگریزی لشکر اونکی حفاظت کیلئے ساتھہ تہا اور وہ مدور تک اونکو بخیر و عافیت پہونچا دیا۔ مگر کہیں مرہٹا لوٹنے والا نظر نہیں آتا تہا۔ اسلئے ان مسافروں کے افسر نے انگریزی افسر سے کہا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں چلے جائیے ہم پہونچ جاوینگے مگر انگریزی افسر جس وقت اونکو چھوڑ کر چلا اودہر مرہٹوں نے اون غریبوں کے سارے کپڑے لتے اوتروا لئے

[illegible]

اس قلعہ مین رئیس قیدی تہے عجب مصیبت مین تہے کوئی ایسی جگہ بند تہا کہ سیدہا کہڑا نہین ہو سکتا تہا
کسی کے بازو ایسے پیچہے بندہے ہوئے تہے کہ وہ بازو کو ہلا نہین سکتا تہا - غرض اس قید سے ہر قیدی کا کوئی نہ
کوئی عضو بیکار ہو گیا تہا - اس قلعہ کی فصیل ڈہا دی گئی اور سپاہ آگے چلی - ادہر اوٹروک
ساونڈبروگ کے قلعے راہ مین آئے قلعہ داروں سے کہا گیا کہ قلعے حوالہ کر دو مگر انہون نے انکار کیا انکو سر کرنا
بہی انگریزی لشکر نے مصلحت نہ جانا - ۱۱ جون کو لشکر بنگلور مین پہونچا لشکر کے پہلے پہونچنے سے
تیاریان دوسری مہم کی شروع ہو گئین تہین -
مرہٹے جب انگریزی لشکر سے ملگئے تہے تو انہون نے لارڈ کارنوالس سے کہا تہا کہ جب تک ہمارے روپیہ ادا نہ
ہونگے ہم میدان جنگ مین نہین ٹہر سکتے - پہر بارہ لاکہ روپیہ قرض لارڈ صاحب نے دیئے اور اسطرح دیگر
اگر کوئی اور افسر دیتا تو معلوم نہین کیا دا ابت والی اور سکو آدمی ہاتہون لیتے چین کو جہا جاتے تہے -
ہمین ڈہول اُتار کر اُدہار مدراس مین ڈہالکر غرض انگریزون کا اس مہم مین بہہ زر خطیر
خرچ ہو رہا تہا - اور مرہٹے باوجودیکہ غنیمت کے مال سے مالامال ہوتے تہے - مگر پہر بہی انگریزون سے روپیہ
انکے دشمن ہی اوٹہنیکے لئے مانگتے تہے اور لارڈ صاحب کو بغیر روپیہ دیئے کوئی اور چارہ نہ تہا - اب پرسرام بہاؤ
اپنی فوج اور انگریزی سپاہ بمبئی کی لیکر سیر کی طرف دوڑے تاکہ شمال مغرب مین معرکہ آرائی اور جنگ اندازی
کرین - اور نظام کی سپاہ اسد علی کے ماتحت شمال مشرق کیطرف ہنگامہ کارزار گرم کرنے گئی - لارڈ کورنوالس
کی سپاہ سرکار کمپنی کی املاک سطمین رہی تاکہ انکی املاک کی حفاظت کرے - اور دوسری مہم کے واسطے
سامان رسد بہم پہونچائے - اور ایسے قلعے اور مقامات پر قبضہ کر لے جہان کہانے پینے اور سامان ضروری کا
ٹہکانے سے رہے - مدراس سے سری رنگ پٹن تک رستے مین بند ہو جائے کہ جب یہ سری رنگ پٹن
کو آئی تو عسرت غلہ کی پہلی نسبت سر پر نہ آئے -
اول لارڈ کورنوالس نے اوسور کی جانب جنوب مشرق کی طرف لشکر کی باگ اٹہائی جب لشکر اس
مقام کے قریب ہوا تو اہل قلعہ نے اپنی طرف حوالہ کر دیا قلعہ ڈہادیا گیا - مگر چونکہ اہل قلعہ نے لڑائی نہین
لڑی تہی مگر سپاہی کے تفنگ مین آگ دی جا کا حال معلوم ہو گیا انگریزی مصیبت کا یہان قید تہے

اونھین سے ہملٹن صاحب جب ہانی کی سیدھی مایوس ہوکر اسیری مین صبر و شکر کیے راضی برضاء الہی بیٹھے تھے
باقی دو چلیجانے سے فنا خانہ کو چلے گئے پہر بہی اونکی ہم وطنون کو غیرت اور غصہ دلاتی ہین اونکے سے لشکر پولی گر اور
اور ای کوٹہ کرور دون کی طرف چلا۔ اثناء راہ مین بہت سے قلعے بغیر خونریزی شہر کے ہاتھ آگئی ای کوٹہ کی تسخیر مین
دشواری پیش آئی۔ البتہ سواری اودھین محصور رہے اور قلعہ دار کو اپنی حسن کی حصانت پر وہ ناز تہا کہ اوسنے مقابلہ کرنے
سے انکار ہی نہین کیا بلکہ جو علم اس پیغام صلح کو لیکر گیا تہا اوسے توپ پاری۔ اوسکو یہہ خبر نہ تہی کہ دشمنون
کے پاس توپین ہین جو اقبال سے آج ہا بنائی کرنے نقل شگرف اور دروازہ کشورستانی کے واسطے کلید دل کشا ہین
موجود ہین پیچھے گولہ ڈہی باری توپون سے دروازہ تو ٹوٹ پہوٹ ڈیرا اور اہل قلعہ کو بجز حوالہ کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا
چھوٹے چھوٹے قلعون کی فتح تو قابل ذکر بہی نہین مگر قلعہ نندی درگ کی فتح ایک کارنامہ ہی یہہ قلعہ ایک
کوہ بلند پر واقعہ تہا۔ کوئی سنعت اسکی استحکام اور استواری کے باقی نہ رکہی گئی تہی بجز گولہ ڈہی جو
سچی قلعہ کشا تہی اون پاس ایسی حصن حصین کے فتح کرنیکا سامان نہ تہا۔ اسلئے کمک منگائی گئی اور اور توپین
آئین۔ اکیس دن توپین کہا کیا اور مار کر دو شگاف فصیل مین ڈال گئے۔ ایک اندر کی فصیل مین اور
دوسرا باہر کی فصیل مین۔ لورڈ کورنوالس بہی قریب آگئی تہی۔ اونہون نے رات کو حملہ کرنے کا حکم دیا مگر
۱۹ اکتوبر ۱۷۹۱ع کو حملہ ہوا۔ گو دشمن نے گولے گولیان بہت سائین مگر آفت ایپ نقصان انگریزی لشکر کا
نہین ہوا جیسا کہ بڑی بڑی پتہرون کے لڑکانے سے زیان ہوا۔ سنگ آمد سخت آمد کا القصہ تہا۔ جو لوگ چڑہتے تہے
اونپر یہہ پتہر اوپر سے گراتے تہے تو اپنے ساتہہ اونکو اونکا تپے ہوئے نیچے لیجاتی تہے اور پیس کر رائی کا سا بنا دیتے
تہے۔ لورڈ کورنوالس خود بھی اس لشکر کے ساتہہ شامل ہو گئے۔ پہلے اسکے کہ حملہ شروع ہو محصورین کا ایک
گروہ اپنی تئین حوالہ کرنے کی بیتاب تہا کچہہ زینہ نہین ہو زینون پر سے اوترے کچہہ رسون پر اور جنگل مین
بہاگ گئے کچہہ بتخانہ کی اندر پناہ گزین ہوئے وہ وہان پکڑے گئے۔ اس قلعہ دار کو اضطراب ہوا نام اس قلعہ دار کا
لطف علی بیگ تہا۔ وہ ایک بڑی عہدہ و رتبہ کا آدمی تہا اور حیدر علی اوسکی قدر و منزلت کرتا تہا۔
ارنی کی لڑائی مین اوس سے قصور ہوا تہا جسکے سبب سے معتوب ہوکر ایک اور افسر کے سپرد ہوا تہا کہ اوسکو
سخت جسمانی سزا دی۔ اس افسر نے کا شک لطف علی کے بدن پر لگا کر سیاہ نشان سیاہ دو برہمنون کو دکہا کر

حیدر علی کے سامنے شہادت دلادی کہ وہ خوب شاہی بدن بر نیل پڑ گئے ہین۔ مگر مشرقی امرا کی شان مین
یہہ کہا گیا ہے کہ گاہی بسلامی بر بخند گاہی بدشنامے خلعت دہند۔ نہ کچھہ مہربانی کا قاعدہ ہے نہ نامہربانی کا
دستور ہے۔ اکثر مہربانی اور نامہربانی دونو غلط ہوتی ہین۔ پہر لطف علی بیگ کے حال پر لطف ہوا۔
اور وہ وکیل بن کر قسطنطنیہ بہیجے گئے اور وہان سے مصر جانیکا ارادہ کیا مگر سلطان روم کی نظر
مین وہ کچھہ جچا نہین اسلئے پانچ برس بعد جیسے گئے تہے ویسے ہی آئے کچھہ کام بنا کر نہ لائے بیس لاکہہ روپیہ خرچ کرائے
اور کئی سو اپنے ہمراہیون کو وبا کے ہاتہہ سے منزل آخرت پر پہونچا آئے۔ اور ایک عجیب سفرنامہ دفتر میسور مین
داخل کرنے کے لئے بنا لائے۔ اب انہون نے اس قلعہ کو بہی حوالہ کرکے انگریزونکی ناکامیابیون کی تعداد
ایک کا عدد اور زیادہ کر دیا۔ میسور کی ریاست مین سب سے زیادہ مستحکم اور استوار یہہ قلعہ تہا جو انگریزون کو
یون ہاتہہ لگ گیا جب یہہ قلعہ فتح ہو گیا تو کرنیل میکزویل کے ماتحت ایک دستہ سپاہ بارہ محال مین
بہیجا گیا یہان باقر صاحب جنکے باپ قلعہ دار دار کے میدان جنگ مین قتل ہوچکے تہے بڑی شورش
برپا کر رکہی تہی غرض اس سپاہ کے پہونچنے سے یہہ ہوا کہ وہ اس ملک کو دشمنون سے صاف کر دیا کہ سامان رسد
کی راہ مین کوئی خار راہ اور سنگ پا نہ رہی۔ یہہ قلعہ جلدی سے ہاتہہ آگیا اور باقر صاحب چلا گیا کرنیل
صاحب سن گڈہی پر متوجہ ہوئے تاکہ دشمن کی غارتگری کے واسطے کوئی کمینگاہ اور مامن نہ رہے
انگریزی لشکر نے حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹہا کر واپس آنا پڑا۔

میجر کوپ سمیج صاحب کو یہہ کام سپرد ہوا تہا کہ ضلع کوانبٹور مین قلعہ کوانبٹور اور پالگی گہاٹ کو
باحفاظت درست کرین اور انکو دشمنون کے ہاتہہ سے بچائین۔ کوانبٹور کے قلعہ مین تو جان مقابلہ
کرنے کی تہی نہین اسلئے توپین اور تمام اسباب پالی گہاٹ مین میجر صاحب لیگئے لفٹنٹ شامز کو
کوانبٹور مین چہوڑ گئے۔ انہون نے تین نکمی توپین پڑی ہوئی تہین انکو کام کا بنا کر قلعہ کوانبٹور
پر چڑہا دین۔ اور پانچ سو گولے میجر صاحب سے چلتے دفعہ لے لئے غرض انہون نے نزدیک اپنے ایسا سامان
کر لیا تہا کہ اگر قلعہ پر حملہ ہو تو چند روز اوسکا مقابلہ ہو سکے پیشتر تو فقط یہہ خیال ہی تہا کہ دشمن کا
حملہ ہوا اب اوسکا وقوع بہی ہوا۔ دشمنون کے دو ہزار پیدلون اور بہت سے سوارون نے اور آٹہہ توپون نے آکر

قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہان قلعہ مین ایک ہزار تو پاسی تہے جنمین آدہے تو محاصرہ ہوتے ہی رفو چکر ہوگئے
اور جو باقی رہے وہ مع کرنیل صحیح کہا نہین مانتے تہے۔ اب دشمن نے مورچہ جما کر حملہ کیا شامرز صاحب نے جہانتک
شجاعت اور عالی ہمتی کا مقتضا تہا کئی مہینے تک مقابلہ کیا پالی گہاٹ سے کمک بہیجی گئی۔ اتنے مین
قمر الدین خان ایک لشکر عظیم آٹہ ہزار پیدل و چودہ توپین اور چار ہزار سوار لیکر آن موجود ہوا۔ کوٹ
صاحب تین پلٹنین سپاہیون کی جنمین ۶ ہزار تہے گورون کی پلٹنین اور چہہ میدانی توپین لیکر محاصرین کے
دفع کرنے کے واسطے چلے قمر الدین خان نے صاحب کو روک دیا کو ایک دہ پر اونسے شکست کہائی اور
وہ مجبور ہو کر پہر پالی گہاٹ کو چلے گئے اور قمر الدین نے پہر آکر کوامنبور کا محاصرہ کرلیا قلعہ کے اندر شامرز
صاحب اور منیش عمناد دونو ایک ہی دن زخمی ہوگئے اس محاصرہ کا بیان تاریخ مین لکہنے کے قابل نہ تہا مگر فقط
شامرز صاحب نے جسمین دلیری و دلاوری سے مقابلہ کیا اوسکے سبب سے وہ قابل بیان ہوگیا غرض صاحب نے لاچار
ہو کر اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ پالی گہاٹ پہنچا دئیے جائین۔ مگر اس شرط کا ایفا نہوا۔ اور یہہ عذر پیش
ہوا کہ سلطان کی منظوری اس شرط کے پوری نہ ہوئی تہی سب قیدی بن کر سری رنگ پٹن گئے بنگلور
اور سری رنگ پٹن کے درمیان سنگستان اور درختستان بنگلور کے پاس سے دریا مدور تک پہیلا ہوا تہا
غرض یہہ ملک خود ہی انگریزی لشکر کی سد راہ تہا۔ اور پہر راہ مین قلعہ ساون ڈروگ غضب تہا
اس قلعہ کے سبب دشمن سری رنگ پٹن اور بنگلور کے درمیان آمد و رفت بند کرسکتا تہا جب لارڈ
کورنوالس نے تجار رسد اناج کے سرانجام کرنے کے لیے کہا تو انہون نے کہا کہ اگر یہہ قلعہ دشمنون کے ہاتہ
مین رہیگا تو ہم آگے اناج کے پہنچانیکا وعدہ نہین کرسکتے ہین اوسکا حصار آدہ میل اونچے پہاڑ پر
واقع تہا اوسکے قاعدہ کا محیط آٹہ دس میل تہا اور اوسکے گرد خارستان اور جنگل جہاڑی کوسون
تک تہا۔ پہر اوسکے گرد بانسون کی باڑ غرض ایک تو وہ خود قلعہ خدا آفرین تہا۔ پہر اوسپر انسان کی
صنعت نے اور اوسکو مستحکم کردیا تہا۔ دیوارین فصیلین برج بارہ سب بہت تہے پہر پہاڑ کی چوٹی دو حصون مین تقسیم
تہا بیچ مین اوسکے خلا تہا۔ اور چوٹی کے اوپر اوسکے ایک قلعہ بنا ہوا تہا۔ اگر حصہ زیرین دشمن لے بہی لے
تو حصہ بالا اپنا وسکے واسطے خوب تہا غرض اوسکا ایسا دو مستحکم و مستور قلعون کی برابر تہا۔ اگرچہ اس قلعہ کا

اسکا نام اسکی فتح سے انگریزون کا جی چہرا تا تہا۔ مگر ادہون نے اور مستحکم قلعے جنکو سہل ولاد ہندوستانی
سمجھتے تہے۔ اور بعید جانتے تہے کہ دیوون وہ فتح نہین ہونگے۔ البتہ دو چین ملک تو فتح ہون انگریزون نے
انکو مسخر کر لیا تہا اسی لئے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے جرأت ہوئی۔ اس قلعہ کی فتح کرنے کا کام
کرنیل سٹورٹ کو سپرد ہوا ایک بردست توپخانہ اور دو پلٹنین گورون کی اور تین ہندوستانی جرنیل
انکے سپرد ہوئین۔ اور باقی سپاہ اسلئے مقرر کی گئی کہ وہ سب رستے سری رنگ پٹن کی طرف سپاہ کے
آنیکے بند کر دے۔ ۱۰ دسمبر ۱۷۹۱ کو کرنیل صاحب بہادر تین میل پرے تال کی جانب خیمہ زن ہوئے انجنیر
نے دیکھ بہال کر یہی تجویز کیا تہا کہ اسی جانب حملہ کرنیکے لئے اچہی ہے خیمہ گاہ سے یہان تک توپون کے
لیجانیکے لئے راہ بنانی سخت دشوار کام تہا بانسون کے بڑے بڑے درخت جہاڑی اور خارستان سے
تمام راہ گہری ہوئی تہی۔ اور اس محنت و مشقت پر آب ہوا کی فساد کے سبب سے وبا کا اور اندیشہ تہا جب ٹیپو
سلطان نے یہہ سنا کہ انگریزون نے اوسکے فتح کا ارادہ کیا ہے۔ تو اوسنے اپنے نوکرون کو مبارکباد دی کہ
انگریزون کی دیوانگی دیکہتے ہو کہ کس قلعے کو فتح کرنے گئے ہین جسمین قطعی انکو شکست ہوگی۔ اور آدہی
گورون کی سپاہ تو بیماری اور وبا سے مر جائیگی اور آدہی سپاہ حملہ مین ماری جائیگی۔ مگر اس قلعہ
کا فتح کرنا تو انگریزون کی فرزانگی تہی اور یہہ خیال سلطان کا دیوانگی تہی۔ ۱۷ دسمبر کو مورچے ہزار اور
سات سو گز کے فاصلہ پر جا لگے پہر توپون نے دہوئین کی کالی گہٹا اوٹہائی اور گرجنے اور بجلی چمکائی
اور گولون کا پہاڑ پر مینہ برسایا۔ گولون کا اثر اس سبب سے کم ہوا کہ دیوار بڑے بڑے پتہرون کی بنی
ہوئی تہی۔ اور نیچے کے پتہر اوسکے پہاڑ سے لوہے کی جوڑ سے جڑے گئے تہے ۱۹ کو ایک اور توپخانہ اوسپر لگایا
اب ڈہائی سو گز کے قریب لوا سی ہو گئے اور دیوار شق ہو گئی اور ۲۱ کو حملہ کا حکم تہا۔ درمیان بانسون کے
درختون کا گہن جو رستہ بنانیکے لئے دشواری پیش کرتا تہا اب اوسکے پاس پہنچانیکے واسطے ایک قطعہ کمینگاہ ہو گیا
ان درختون کی آڑ مین اور پہاڑون کی کہوون مین سپاہی گز کے فاصلہ پر کمین گاہ
بنایا گیا۔ لفٹنٹ کرنیل نسبٹ کو حکم ہوا کہ چار مختلف مقامات سے حملہ کرین گیارہ بجے پر حملہ ہوا اہل قلعہ
بھی نیچے دشمنون سے لڑنیکے لئے اوترے مگر جب دیکہا کہ لشکر دیوار کی دراڑ مین سے اندر آگیا ہے تو

ہوش خطا ہوکر۔ اور پہاڑ پر چڑہ گئے۔ غرض مشرقی پہاڑی تو فتح ہوئی۔ کرنیل مولسن صاحب نے بی
پہاڑی کی فتح کرنے کے لیے مقرر ہوئی تہی اوسمین بڑی بڑی دقتین پیش آئین۔ مگر وہ سب آسان
ہوگئین اور یہہ قلعہ ایک گہنٹہ مین ہاتہہ آگیا۔ اور تمام رستا ہین اوسکی متانت اور حصانت کی ختم
ہوگئین اور پہر سننے مین نہ آئین۔ انگریزون کا ایک آدمی بہی نہین مرا فقط ایک زخمی ہوا۔ ساون درگ
کا بہائی ایک دوسرا قلعہ اوتراڈروگ تہا جب قلعہ دار سے کہا کہ یہی مین خیریت ہے کہ قلعہ حوالہ کرو
تو اوسنے کہا کہ جب تک تم سری رنگ پٹن نہ لوگے مین یہہ قلعہ نہ دونگا۔ پہر اوسے نہایت
کے ساتہہ کہا گیا اور علم صلح بہیجا گیا۔ جو افسر ساتہہ گیا تہا اوسکو اہل قلعہ نے پاس آنے کا اشارہ کیا
وہ ساتہہ گر کے قریب پہونچا تو اوسپر بندوق سے گولیان ماریں۔ افسر بچ گیا پہر اس قلعہ پر حملہ ہوا اور
انگریزون کی سنگینون کے خوف سے دشمن پہاڑیون سے گر گر مر گئے۔ ایک طرح کی موت سے بچ کر دوسری
طرح کی موت مین پہنسے۔ آگ سے بچے پتہرون سے مرے غرض انگریزون کی ہیبت نے اس قلعہ کو آسانی
سے فتح کرا دیا۔ لارڈ کورنوالس کے لشکر نے تمام وہ قلعے جو کسی طرح سد راہ لشکر سری رنگ پٹن کے
جانے مین ہوتے اور سامان رسد کے بہم رسانی مین سنگ راہ بنتے فتح کر لئے۔ مدراس سے بہی لشکر اون پاس
آگیا۔ دشمن کے ملک سے بنجارے بچاس ہزار بیل ناج کے بہر کر ساتہہ ہو۔ ان بنجارون نے وہ کام کیا جو
ایک لشکر عظیم بہی نہ کر سکتا تہا۔ اونکو قیمت اناج کی ٹیپو سلطان کے لشکر مین نہین ملتی تہی اور حاکم اونپر
جبر اور قہر بہت کرتے تہے اسلئے وہ یہان آگئے۔ یہہ بنجارے بہی جب اسباب لاد کر چلتے ہین تو ایک لشکر معلوم
ہوتا ہے سب ہتیار بند ہوتے ہین۔ کوئی حملہ کرے تو مارنے مرنیکو بہی موجود ہوتے ہین۔ غرض اسی ملک کا
وحشیانہ پن ثابت ہوتا ہے کہ تاجر سپاہی بن کر اپنا اسباب کہین لیجا سکتا تہا۔ اب نظام کی فوج
کا حال سنئے کہ گورمکونڈا کے محاصرہ مین مصروف تہے۔ توپخانہ نہ تہا۔ کہ اس کام کا نہ تہا کہ اوس کے
حصہ زیرین کو فتح کرتا۔ اسلئے لارڈ کورنوالس نے توپین اوسکے فتح کرنیکے لئے بہیجین۔ غرض نظام کی
فوج سے جنگ مین کچہہ نہ ہوسکا۔ کپتان ریڈ صاحب انگریزی سپاہ لیکر آئے۔ اونہون نے دو روز کے عرصہ مین
قلعہ زیرین فتح کر دیا۔ بعد اس فتح کے نظام کا ایک بہاری لشکر مشیر الملک وزیر نظام لیکر آگئے۔ وہ اپنی

سپاہ کا بڑا حصہ اور انگریزی سپاہ کو ساتھہ لیکر لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنے چلے اور قلعہ زیرین کی حفاظت کے واسطے تہوڑا سا لشکر چہوڑ گئے۔ مگر دسمبر ۱۷۹۱ء کو سلطان ٹیپو کا بڑا بیٹا کورم کونڈ میں بارہ ہزار سوار اور پیدل لیکر آیا۔ اور اوسنے پہر نظام کے لشکر سے یہہ قلعہ زیرین لے لیا اور سپاہ قلعہ بالا کی کمک کے لئے چہوڑ کر پہر سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔

اب مرہٹوں کے لشکر کا حال سنئے کہ جب لارڈ کورنوالس سے پرس رام بہاؤ اپنا لشکر لیکر رخصت ہوا اور اپنے ساتھہ انگریزی سپاہ بہی کپتان لٹل کے ماتحت لیکر چلا تو قلعہ دوراڑ روگ پر پہونچا۔ بہاؤ سمجہتا تہا کہ وہ آسانی سے فتح ہوگا۔ مگر بہاری تپہر لگا جوم کر چہوڑ دیا۔ کئی دفعہ حملہ کیا مگر ناکامیاب رہا تو آگے سفر کیا اور چتل درگ میں پہونچا۔ اس مقام کو دیکہا بہالا تو معلوم ہوا کہ وہ نہایت مستحکم اور استوار ہے اور ہاتہہ آنا دشوار ہے اسلئے قلعہ دار کو بہلایا بہت کچہہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قلعہ دار نے اپنی ایمانداری کے سبب سے یا اسلئے کہ اوسکا سارا گہر بار سری رنگ پٹن میں تہا بہاؤ کے پیغام پر لعنت بہیجی۔ بہاؤ کی عادت تہی کہ جب ایسے اوسکو مایوسیاں ہو جاتی تہیں تو وہ لوٹ مار ہی کو غنیمت سمجہا کرتا تہا کچہہ دنوں علالت مزاج کے سبب سے توقف کیا اور پہر ۱۸ دسمبر ۱۷۹۱ء کو لشکر لیکر آگے بڑہا۔ اور ہولی ہونور پر پہنچا۔ اوسمیں پانچ سو آدمی تہے مگر ان بے غیرتوں نے مقابلہ میں ذرا بہی ہاتہہ پیر نہ ہلائے۔ اور بے دست و پا ہو کر اپنے تئیں کپتان لٹل اور لفٹنٹ مور کے حوالہ کر دیا۔ ان دونوں صاحبوں نے چاہا کہ مرہٹوں کی لوٹ سے یہہ قلعہ بچے۔ اسلئے دروازہ بند کر دیا۔ زینے بہی علیحدہ کر دئے۔ مگر مرہٹے ایسے اوستاد تہے کہ کہیں کہیں سے ڈہیپ لگا کر قلعہ میں گہس آئے اور حشرات الارض کی طرح سب جگہہ پہیل گئے۔ انہوں کو ایسا صاف کیا کہ پہر رخصت جاروب کو جا نہ رہی۔ اب انگریزوں نے بہی اپنی سپاہ کو لوٹنے کا حکم دیدیا۔ پس بہاؤ نے انگریزی سپاہ کو حکم دیا کہ قلعہ سے باہر چلے آؤ چونکہ سپاہ اوسکی زیر حکم تہی۔ اسلئے ناچار سپاہ کو خالی ہاتہہ آنا پڑا۔ بغرض جو شکار انگریزوں نے کیا تہا اوسکو بہاؤ نے کہایا۔ اور اوسمیں حصہ بہی نہیں دیا یہہ مرہٹوں ہی کا کام تہا کہ دوسرے کے شکار پر اپنی تلوار چلائیں۔ ایک ٹکڑا نا انگریزوں کی حمایت میں تہا۔ مگر اس رولے میں ایک نوجوان لڑکی کے گم ہو جانے سے اوس گہر میں کہرام مچ رہا تہا۔ ایک

انگریزی افسر نے اوس لڑکی کو تلاش کرکے گہر پہونچا دیا تو اسپر لورڈ کورنس نے تمام سپاہ ہندی اپنی لشکر اور انگریزی
سپاہ پر بڑا افتخار کیا کہ یہہ کام نہایت نجابت اور شرافت کا ہے اور تاکید کی کہ تمام سپاہ اور افسرون کو ہمیشہ عورتون
کی ناموس اور عزت کا خیال رکہنا چاہیے۔ آئندہ اس حکم کی تعمیل سپاہ نے خوب کی کبہی عورتون کی عصمت
مین فرق نہین ڈالا۔ پہر یہہ لشکر جنوب مغرب کی سمت شمی گا پر پہونچا۔ ٹیپو سلطان نے اپنی سپاہ ضلع
بیدنور مین جمع کر رکہی تہی۔ اوسمین سے کچہہ سپاہ لیکر رضا صاحب یہان آگیا تہا۔ کوئی کہتا ہے کہ
گیارہ ہزار سپاہ تہے کوئی کہتا ہے سات ہزار سپاہ تہے وہ ایک جنگل مین مقیم تہا دس توپین تہین اور یہہ ارادہ تہا
کہ انگریزی اور مرہٹون کی لشکر پر قلعہ سے اور اس لشکر سے ایک ہی دفعہ لڑا جاوے۔ مگر جب یہہ مرہٹونکو
معلوم ہوا تو ایک ہزار سپاہ انگریزی اور چار ہزار مرہٹون نے خود اوسپر حملہ کیا۔ مگر وہ ایک ایسے قلب مکان
مین مقیم تہا کہ مرہٹونکو تو ایسی شکست ہوئی کہ پہر وہ دشمن کے آگے سامنے اتنی دیر بہی نہ ٹہیرے
جتنی دیر کوئی آگ لینے جاتا ہے سارا کام انگریزی لشکر پر آپڑا۔ کپتان لٹل نے بڑی دلاوری اور مردانگی
سے میدان جنگ مین قدم جماکر دشمن کو پیچہے ہٹایا۔ اور تین توپین اوسکی چہین لین اور پانچ میل تک
تعاقب کیا اور باقی سات توپین بہی لے لین اور رضا صاحب کے سارے لشکر کو پراگندہ اور پریشان کر دیا
انگریزی لشکر دشمن کے مارنے مین مصروف تہا اور دشمن اپنی جانین بچانے مین مارا مارا پہرتا تہا۔ مرہٹون کے لشکر
دشمن کے خیمہ اسباب صاف کرنیکے لیے بلا تکلف موجود تہے اونکو سپاہ بقدر ملکی تہی کہ ایک عمدہ پستول دو دو روپیہ کو بکتا تہا۔ انگریزی ایکہزار
لشکر نے اپنے سے دس گنے لشکر کو شکست دی اسلیے یہہ فتح بہی انگریزی تاریخ مین ایک کارنامہ گنا جاتا ہے کپتان لٹل صاحب اسطرح
رضا صاحب کی سپاہ کو تباہ کرکے قلعہ شمی گا کی تسخیر پر متوجہ ہوئے۔ توپین لگائی تہین کہ اہل قلعہ نے کہا کہ ہم مین
قلعہ داری کی طاقت نہین ہے اپنی جانین حوالہ کرتے ہین۔ وہ مرہٹون کی دغابازی اور بدایمانی سے خوب واقف
تہے اسلیے اونہون نے یہہ شرط پیش کی کہ ہم کو انگریز اپنی حمایت و حفاظت مین رکہین۔ یہہ شرط قبول ہوئی
جب تک انگریزون کا سایہ اونکے سر پر رہا سب بخیر و خوبی خوش و خرم رہے۔ مگر جونہین انگریز وہان سے ہٹے مرہٹے
اونپر لوٹ کہسوٹ کے لیے ٹوٹ پڑے۔ پہر تو یہہ نوبت اونکی پہونچا دی کہ بڑے بڑے افسر اپنے کپڑے بیچ کر گذران کرتے
تہے چہوٹے افسر اونکو مزدوری سے کہانا دیتے تہے مگر اونکے پیرون کی بیڑیون کی چہن چہن کی آواز سنتے ہی ایسے بہاگتے

مرہٹون کی انسانیت کا اندازہ کرلو۔
پرشرام بہاؤ کو لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنا چاہیے تہا مگر ابہون نے کپتان لٹل سے کہا کہ بیدنور کو فتح کر دیجے۔ مگر قمر الدین خان لشکر سلطانی لیکر آگیا تہا اور اوسنے شموگا کو دوبارہ اپنا لیا اسلئے بہاؤ جی بہی کے اری سیدہے لارڈ کورنوالس کی طرف چلا آیا سمجہہ گئے کہ اور فتوحات سے کچہہ فائدہ نہین حاصل ہوگا۔

(۱۱) اب ہم لشکر کورنوالس کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ وہ اوٹ راڈروک مین بہاؤ اور نظام کے لشکر کا منتظر تہا جب طرح سے سازوسامان درست ہوگیا تو پہلے روز ہندوستانی امرا کو لشکر انگریزی کی شان و شکوہ دکہائی گئی جسکو وہ دیکہہ کر متحیر ہوگئے مگر یہہ حیرت انکی ایسی تہی جیسی کہ بچون کو ہوتی ہے کبہی ایسا مرتب آراستہ و پیراستہ لشکر انگریزی پہلے نہ دیکہا تہا۔ رؤسا ہاتہیون پر سوار تہے اور انگریزی جرنیل گہوڑون کی پیٹہ پر تہے۔ ظاہر مین یہہ پستی اور بلندی کا فرق تہا مگر باطن مین حقیقت شناس یہہ جانتے تہے کہ میدان جنگ مین گہوڑے کی پیٹہ پر بیٹہنا کام آتا ہے اور ہاتہی پر چڑہنا حماقت بتلاتا یہہ لشکر مرتب ہوکر انکو یون دکہایا گیا تہا کہ اول تو ہاتہی خزانہ سے معمور پہر انکے پیچہے ساٹہہ ہزار بیل بنجارون کے اناج سے لدے ہوئے پہر تین سو ہزاری قطار مین بہاری توپون کی پہر پیادے اور میدانی توپین اور سوار پہلی فروری سنہ ۱۷۹۲ع کو یہہ لشکر نیولی ڈروگ سے چلا۔ اور ۵ فروری کو اوس میدان مرتفع پر پہنچا جو سری رنگا پٹن کے سامنے شمال مشرق کی جانب ہے۔ یہان سے سارا لشکر کل کو دیکہہ سکتے تہے اور دارالسلطنت سے جسے ہم پہلے دریا کاویری دونون طرف جزیرہ سری رنگا پٹن کے محاذی ایک بڑا قطعہ زمین تہا وہ جو باغ اور جنگل سے بہرا تہا وہ گویا دارالسلطنت کی سرحد تہا۔ اور اوسمین سوار کا گذر نہ تہا۔ شمال کی جانب مین ایک احاطہ مین ٹیپو کی سپاہ تہی۔ اوسمین بہت سے مورچے اور دمدمے تہے۔ ایک مورچہ بلندی پر تہا اور وہ بہت سخت تہا۔ اور بہت سی ایسی عمارتین بنائین تہین کہ وہ سپاہ کے بسیرے مین حسب ضرورت کے وقت آسانی سے ٹہیرا بہی ہوسکتی تہی۔ اوسکے سامنے ایک لین مین سو بہاری توپین چڑہی ہوئی تہین قلعہ در جزیرہ اور انکی دوسری لین تہی۔ وہان تین سو توپون سے کم نہ لگی ہوئی ہونگی۔ لارڈ کورنوالس خود ۵ فروری کو لیکر

توپون کے دشمن کی تمام کامون کو خود دیکھنے گئی۔ بہہ دل در گردہ اوسکا دیکہہ کر رفیقون کی سیاہ رنگ رہ گئی کہ بیہ انگریزی جنرل خود اسطرح بیخوف وخطر چلا گیا جیسے کوئی ادنی کپتان جاتا ہے۔ غرض ۵ کی شام کو جبکہ سپاہ لشکر لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ ساڑہے آٹھ بجے سفر کا حکم ہوا۔ چاندنی رات تہی سپاہ چپ چاپ چلتی تہی۔ لشکر کے تین حصے ہوئے۔ میسرہ مین دو گورون کی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین تہین اور جنرل میڈوز اوسکے افسر تہے۔ قلب مین تین گورون کی پلٹنین اور پانچ ہندوستانی پلٹنین اور سپہ سالار لارڈ کورنوالس تہے۔ میمنہ مین ایک گورون کی پلٹن اور تین ہندوستانی پلٹنین کرنل میکسویل کے ماتحت تہین۔ ہر ایک لشکر کے ایک کام متعلق تہا۔ سلطان ٹیپو بہی شام کا کہانا کہا کر سوار ہوا۔ اس حملہ کی خبر اوسکو چند نفر سوارون نے دی تہی۔ اول اوسکو یقین کرنے مین تامل ہوا۔ مگر آخر کو یقین ہوا۔ لڑائی پر وہ مستعد ہوا۔ ہر حکم اوسنے بہی اپنی جلاوت اور شجاعت کو دکہایا۔ مگر وہ انگریزی شہامت اور صولت کے آگے پست ہوا۔ صبح ہوتے ہوتے کل تمام مورچون پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ ۵۳۰ آدمی مقتول ہوئے۔ اون مین ۱۳۶ افسر تہے۔ ٹیپو سلطان کے چار ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ غرض اٹہتالیس گہنٹے مین سری رنگ پٹن کا دو طرف سے محاصرہ ہوگیا اور دشمن کا لشکر شکست پاکر منتشر ہوگیا اور انگریزی لشکر ظفر پاکر اور شیر دل ہوگیا۔ اب زیادہ محاصرہ کی تیاریان ہونے لگین۔ مشرق کی طرف ایک پشتہ تہا اوسمین ایک باغ تہا جسمین حیدر علی کا مقبرہ تہا۔ درخت سرو کے عالیشان تہے۔ اونہین انگریزونکو بسیرا لیے چل رہے تہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہی درخت کہ جنکے پہلو سے جو لوگ تنومند اور جنکے سایہ سے بہرہ مند ہوتے تہے آج اونہین کا شجر حیات کاٹنے کے لئے اونکی ٹہنی اور تنہہ ورخت کاٹ رہے تہے۔ ۱۰ فروری تک انگریز اسی فکر وتدبیر مین رہے کہ شہر اور قلعہ کو فتح کرین۔ ٹیپو نے کوئی اپنی جستی و چالاکی نہین دکہائی سوا اسکے کہ بیفائدہ تفنگ بندوق باد ہوائی چہوڑتا رہا اور توپون میں بارود گولہ بیکار رائیگان کرتا رہا۔ اور اونکے دہوئین کو اپنی آنکہون کا پردہ بناتا رہا کہ دشمن جو کام چاہین کرین اوسکو نظر نہ آئے۔ دشمنونکی نقصان پہنچانیکے لئے جو کام کیا وہ اونکے فائدہ کا ہوگیا۔

(۱۲) اب سلطان نے صلح کا ارادہ دل مین مصمم کرلیا۔ جان لیا کہ دشمنون سے لڑائی مین عہدہ برآ نہو سکونگا۔ اگرچہ وہ ایسی پیغام پہیجنے سے لارڈ کورنوالس سے کر رہا تہا۔ مگر آخر کو جواب غصہ سے لارڈ صاحب نے پہیجہ دیا تہا

ٹیپو کی صلح کی درخواست

کر کو انگلشور مین جو تم نے بنقض عہد کے انگریز گرفتار کر لئے ہین اونکو بہیجدو تو مین اپنی سرکار سے صلح کے باب
مین مشورہ کرونگا۔ اب ٹیپو نے کپتان شامر اور نیش صاحب کو قید سے بلا کر پوچہا کہ تم لارڈ صاحب کے رشتہ دار ہو
اونہون نے جواب دیا نہین پہر پوچہا کہ کوئی جلیل القدر عہدہ رکھتے ہو اونہون نے کہا کہ نہین۔ غرض یہہ پوچہنے کی
یہہ تہی کہ اگر ایسا ہوگا تو زیادہ نذرانہ لونگا کہا سستا سودا ہوگا۔ پہر کپتان صاحب سے ٹیپو نے پوچہا کہ ہم جنرل کورنوالس
سے ملاقات کر سکتے ہو اور پہر کپتان صاحب نے کہا کہ ہان تو اونسے اپنا خط دیا اور ایک دوشالہ اور پانچ سو روپے
دئے اور کہا کہ باقی اور اسباب تمہیں بہیجا جائیگا تم جاکر میری طرف سے صلح اور آشتی کا معاملہ لارڈ صاحب کو
اور پہر کپتان شامر نے کہا کہ مین بسر و چشم یہہ خط لارڈ صاحب کو پہونچا دونگا مگر اس سے زیادہ کسی اور
کام کی توقع مجہسے نہ رکہئے۔ ٹیپو سلطان نے انگلشور کے قیدیون کے باب مین یہہ عذر کیا کہ قمر الدین نے فقط
یہہ اقرار کیا تہا کہ مین سلطان سے سفارش کر دونگا۔ غرض ایسی باتون مین ٹیپو سلطان وقت ٹالتا تہا
بات کا بتنگڑ بنا لیتا تہا۔ ان قیدیون کے ہاتہہ اونسے صرف یہہ پیغام بہیجا کہ مجہے اجازت دیجئے کہ میرے وکیل آکر
مصالحت کے باب مین گفتگو کرین۔ اب جبکہ یہہ پیغام صلح لیکر کپتان شامر اور نیش کو بہیجا ہے
اوسی روز ایک جتہا ہوا دستہ سوارونکا لارڈ کورنوالس کے مارنیکے لئے روانہ کیا۔ یہہ سوار انگریزی لشکر مین
چلے آئے اور وہ نظام کے سوار سمجہے گئے۔ جب قیدیون کے پاس آئے تو اونہون نے ایک توپچی سے پوچہا کہ لارڈ صاحب
کہان ہے۔ اوسنے اپنی بیوقوفی سے جنرل ڈف صاحب کے خیمہ کو بتا دیا۔ وہ اس خیمہ کی طرف لپکے اور یہہ سمجہ کر کہ لارڈ
کورنوالس اسی مین ہے راستے مین جو دو چار آدمی ملے تو اونہون نے مار ڈالے۔ آخر مین انکا ارادہ کا غل مچا
پہر تو بہت سے شور مچا۔ ہندوون نے کہا کہ یہہ سب سلطان ٹیپو کا بہیجا ہوا ... خالی
خالی نہ تہا۔ اس سبب لارڈ کورنوالس کو اپنی جان کی اور زیادہ حفاظت کرنی پڑی۔ یہہ پہلی ہی ایک
دفعہ ٹیپو سلطان کے لشکر کے تین سو سوار ایسے شرابی گشت مین بدمست تہے کہ اونہون نے لارڈ کے مارنیکا
قصد کیا تہا۔ اب ۱۶ فروری ۱۷۹۲ء جنرل ایبرکرومبی بہی اپنا لشکر لیکر لارڈ کورنوالس سے
آن ملے۔ اور محاصرہ سری رنگپٹن مین سرگرمی آگئی۔ راہون کی دشوار گذاری سے انکے لشکر کو بہت مصیبت
اور مشقت اٹہانی پڑی۔ لارڈ کورنوالس نے ٹیپو سلطان کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے وکیلون کو بہیجکر

ان ہیجاموں کے سبب سے انگریزوں کی طرف سے آمادگی باب محاصرہ کی تدبیرین کوئی تقصیر نہیں ہوتی تھی اور ٹیپو سلطان کی طرف سے اپنی حراست و حفاظت مین کوئی بات فروگذاشت نہ ہوتی تھی قلعہ کی شکل مثلث کی سی تھی اور اسکے دو بڑے ضلعوں کی طرف دریا کی دو شاخین بہتی تھین تیسرا ضلع جزیرہ کی طرف تہا - وہ برج اور بارہ دری بہت درست تہا اور اسکے گرد خشتی فصیلین بہت چوڑی تھین اور ایک دوسری بڑا فصیل رکھتی تھین اور اون پر بہت کچھ عمارتین دشمنوں کے روکنے کے لئے بنی ہوئین تھین - ایک گہری خندق اوسکے گرد تھی اور اوسپر تختون کے پل لگے ہوئے تھے کہ جب چاہو لگا لو جب چاہو کھینچ لو غرض قلعہ کی استواری اور حفاظت مین اہل یورپ کی تمام صنعت ٹیپو سلطان نے خرچ کرائی تھی - مگر اب وہی لوگ جنہون نے اوسکو مضبوط بنایا تہا اوسکے ڈہانیکے لئے آمادہ تھے - اور اوسکی ضعیف پہلوؤن کو جانتے تھے پہلے یہہ تجویز ہوئی کہ حملہ جزیرہ کی اس جانب پر کیا جاوے - مگر یہہ صلاح ٹہری کہ دریا پار ہوکر جانب ضعیف پر حملہ کرنا چاہئے - یہان خندق پہاڑ کو کہود کر بنائی گئی تھی وہ خشک تھی - گو اسطرف دریا حائل تہا - مگر اوسپر عبور کرنا کچھ مشکل نہ سمجھا گیا سپاہ انگریزی کو یہ ایقان تہا کہ اب ہم قلعہ کو لئے لیتے ہین - اب ٹیپو سلطان کی ہر دم یاس بڑہتی جاتی تہی اور ہر آن دشمنوں کے ہٹانیکی امید گہٹتی جاتی تھی - ایک نہر کے پانی سے انگریزی لشکر فیضیاب ہوتا تہا اوسکے پانی کو بند کرنا چاہا مگر انگریزونکو اوسکی خبر ہوگئی اور اونہون نے اوسکا علاج کرلیا - ۲۲ فروری کو جنرل ہیرس بہی اپنے مقام سے آگے بڑہ کر حملہ آوری کے کامون مین شریک ہوگئے ٹیپو سلطان نے انگریزی فوج کے ہٹانے کے واسطے سپاہ بھیجی مگر اوسکو شکست ہوئی - یہان سب کا چلنا درست ہوگیا - بیٹریان گولیون کے ڈالنے کے لئے بن گئین - بڑی بڑی توپین منصوبون پر قائم ہوگئین - پہلے حملہ کرنے سے یہہ ضرور تہا کہ شہر پر گولون کا مینہہ برسانا چاہئے شہر کے اندر تمام مکانات چوبی اور کاہی تھے - وہ گولون کی آگ سے جلکر شہر کو خوب روشن کرسکتے تھے - اور اہل شہر مین کہلبلی ڈالسکتے تھے - اب دشمن کی حیرانی اور پریشانی کو اور زیادہ کرنے کے لئے پورش رام بہاو کا لشکر دریائے کشنا اور کپتان لٹل کا دستہ سپاہ آگیا تہا - اور میجر کوپ ٹیج بہی اپنی سپاہ لیکر کو ابشور سے چلے آئے - ان دونون کی سپاہ سے انگریزی لشکر کو یہہ بڑا فائدہ تہا کہ سامان کہانے پینے کا با فراط میسر ہو جاتا تہا غرض انگریزی

جسوقت یہہ سمجھنے لگے کہ ہم نے سری رنگ پٹن لے ہی لیا ہے تو ۲۴ فروری ۱۷۹۲ع کو ایک ایک یہہ حکم
تمام مورچوں پر آیا کہ جو تیاریاں حملہ کرنے کی ہو رہی ہیں وہ سب موقوف کی جائیں سب یہہ سنکر
حیران تھے کہ دفعتہ کیا تھا کیا ہوا مگر یہہ حیرانی رفع ہوگئی جب یہہ معلوم ہوا کہ صلح کی گفتگو کئی روز سے
ہو رہی تھی ۲۴ فروری کو وہ ختم ہوگئی۔ اور ٹیپو سلطان نے بھی شرائط صلح کو منظور کر لیا۔ اسوقت نظام اور
مرہٹوں کے افسروں کے دلوں پر لارڈ کورنوالس کا رعب ایسا چھایا ہوا تھا کہ اونھوں نے صلح میں کچھہ
چون و چرا نہ کی اور اوسکے راے پر سارا معاملہ چھوڑ دیا کہ جو چاہے سیاہ سفید کرے۔ ان پانچ شرائط پر صلح
ہوگئی۔ اول لڑائی سے پہلے جس ملک پر سلطان ٹیپو قابض تھا اوسمیں سے آدہا ہمارے رفقا کو اونکے
ملک کے متصل حوالہ کرے۔ دوم ٹیپو سلطان تین کروڑ تیس لاکہہ روپیہ بطور تاوان ادا کرے کہ آدہا تو
ابھی دیدے اور آدہا تین قسطوں میں یا چار مہینے کے فصل سے ادا کرے۔ اگرچہ اول چھہ کروڑ روپیہ
اوس سے طلب ہوا تھا مگر وکیلوں نے قسم کہا کر عرض کیا کہ ہمارے آقا میں اسقدر روپیہ دینے کی استطاعت نہیں
سوم انگریزوں نظام مرہٹوں اور نیز اون چاروں حاکموں کے جن آدمیوں کو حیدر علی کے زمانہ سے قید کیا ہے
وہ سب چھوڑ دئے جائیں۔ چہارم شرائط صلح کے ایفا کے واسطے سلطان کے دو بیٹے اول میں دئے جائیں
پنجم جب یہہ دو بیٹے اول میں آئیں تو صلحنامہ کو ٹیپو سلطان دستخط کر کے ساتھہ لائیں۔ اور اوسکا
مثنے تینوں نظام مرہٹوں انگریزوں پاس بھیجدیں۔ اور تمام مقامات پر جنگ کے کام موقوف
کئے جائیں اور ہمیشہ کیلئے اتحاد اور وداد اور مصالحت و موہبت قائم کی جائے۔ سلطان نے جامع مسجد میں اپنے
ارکین سلطنت کو بلا کر اور قرآن شریف کو آگے رکھکر اونسے کہا کہ جو میں سوال کروں اوسکا جواب
نیک نیتی اور ایمانداری اور صدق نیت سے اس قرآن پر ہاتھہ رکھکر دینا۔ اور شرائط صلح کو سنایا۔ اور پھر یہہ
سوال کیا کہ میں لڑوں یا صلح کروں۔ اسپر تمام ارکین سلطنت نے کہا کہ ہم حضور کے بندہ فرمان ہیں۔
جان مال سب سلطان پر قربان ہے مگر سپاہ افسردہ خاطر و شکستہ دل ہو رہی ہے۔ اوسپر کچھہ بھروسا
اور اعتبار نہیں ہوسکتا ہے۔ سلطان نے بھی دیکھا کہ وہ لوگ جنپر تمام امیدیں تہیں شکستہ
ہوگئے۔ تو اونسے صلحنامہ پر دستخط کر کے لارڈ کورنوالس پاس بھیجدیا۔ اور لڑکوں کے بھیجنے کی تیاری کرنے لگے

مہلت مانگی جسکو لارڈ صاحب نے اپنی جبلی دریادلی کے سبب دیدی۔ شاید ساری عمر مین ٹیپو سلطان کے
اہلکارون کو یہہ اتفاق نہ ہوا ہوگا کہ ایسی خودپرست اور خودرائے بدپرست آقا کے سامنے خوشامد پر صداقت کو
ترجیح دین۔ یہہ پہلی ہی دفعہ تھی جسمین اونہون نے سلطان سے انگریزون کے خوف کے مارے سچی بات کہی اور تملق
کی بات نہی۔ لارڈ کورنوالس نے اپنی مرحمت اور کرامت کو سلطان کے ساتھہ دکھایا مگر اوسکی عوض مین
دشمن کی طرف سے سوا مخاصمت کے کچھہ نہ پایا۔ باوجودیکہ صلحنامہ بھیجا گیا مگر پھر بھی کئی گھنٹے تک سختی کے
ساتھہ سلطان کے لشکر سے گولے اور گولیان آتی رہین اور ایک افسر اور کئی سپاہی زخمی ہوئے۔ سلطان
کی وحشیانہ حرکت اس سبب سے تھی کہ لوگون کو جتادے کہ یہہ صلح جو ہوئی ہے تو فقط اس سبب سے کہ
مین نے بھی دارالسلطنت کی حفاظت اس خوبی سے کی ہے کہ دشمن مجبور ہوکر صلح کا خواہان ہے۔ اب
انگریزی سلطنت کی تہذیب اور شائستگی دیکھیے کہ باوجود تمام سامان مہیا ہو سکنے اور قلعہ و شہر کے لینے کی
قدرت کے گورنر جنرل کے ساتھہ ہی حکم سے۔ خالی بندوق تک دشمن کی طرف نہین چھوڑی۔ لارڈ کورنوالس نے
حکم مین یہہ فقرہ بھی سحرآمیز لکہا تھا کہ مجھے اس بات کی بیان کرنے کی جو انگریزون کے آگے ضرورت نہین ہے
کہ مردان دلاور جیسا کہ میدان جنگ مین اپنی شجاعت شعاری دکھانی کو فرض جانتے ہین ویسی
بعد فتح و ظفر کے اعتدال سے باہر قدم رکھنے کو برا جانتے ہین۔ یہانتک کہ دشمن مغلوب کے سامنے ایک لفظ
بھی طعن اور طنز کا زبان سے کنایۃً یا صراحتاً نہین نکالتے ہین۔ ۲۶ فروری ۱۷۹۲ء کو چوتھی شرط صلحنامہ
کا ایفا ہوا۔ بڑا بیٹا ٹیپو سلطان کا بیس برس کا تہا وہ میدان مین لڑائیان لڑتا تہا۔ باقی دو بیٹون مین
ایک دس برس کا اور دوسرا آٹھہ برس کا تہا یہہ دونون اسطرح آئے اول مین آگے ہر ایک ہاتھی سوار تہا۔ ہاتھیون
پر جہولین زرق برق کی پڑی ہوئی جواہرات اور زر جھمک رہے تھے۔ ٹیپو کے وکیل صاحب غلام علی بیگ اونکے
ساتھہ تھے بہت سے چوبدار اور سو شتر سوار چاندی سونے کی چوبین اور سوٹے لیے ہوئے اور دو سو پیدل اور
سوار اردلی مین تھے۔ ایک ازدحام خلقت کا اوسکے گرد تہا سلطان خود فصیل پر حسرت کی نگاہ سے اپنے
ان لخت جگر کو دیکھہ رہا تہا۔ لڑکے سوار ہوئے تو قلعہ سے توپین سلامی کی چھوٹین۔ جب وہ انگریزی خیمون
کے نزدیک پہونچے ہین تو وہان بھی اکیس توپین سلامی کی سر ہوئین اور جس سپاہ انگریزی مین اونکا

گذر ہوا اوسنے سلامی اوتاری - اور نظام اور مرہٹون کے وکیل اور سرجان کناوی اجنٹ گورنر جنرل
استقبال کے واسطے آئی اور اونکو اون خیمون پر لائے جو اونکے واسطے تجویز ہوئی تہی - پہر یہان سے خیمہ
گورنری مین گئے - گورنر جنرل اور اوسکے بڑی بڑی افسر خیمے سے باہر جب لڑکے ہاتھی سے اوترے لینے آئے
اور لارڈ صاحب دونو کا ہاتہ اپنے ہاتہ مین لیکر خیمے کے اندر لیگئے - وکیل نے گورنر جنرل سے عرض کیا کہ آج
صبح تک یہہ ہمارے سلطان کے بیٹے تہے مگر اب اونکا حال بدل گیا اب حضور انکے باپ ہین - پہر گورنر جنرل نے
وکیل سے ارشاد فرمایا کہ اونکے ساتہہ ایسا سلوک کیا جائیگا کہ اونکو یہہ نہ معلوم ہوگا کہ ہم باپ سے جدا ہوگئے
اس بات کے سننے سے لڑکون کا چہرہ بشاش ہوگیا - پہر لارڈ صاحب نے اونکو سونے کی گہڑیان دین جنکو وہ
دیکہہ کر بڑے خوش ہوئے - انگریز دلکوان دونو شاہزادون پر خصوصا چہوٹے شاہزادہ پر رحم آتا تہا کیونکہ اوسکی
ما اس صدمے سے کہ ٹیپو سلطان کے دوسری لیبن پر حملہ ہوا تہا مر گئی تہی - غرض ان شاہزادون کی ایسی
خاطرداری ہوئی کہ سلطان نے اس خوشی کی اکیس (۲۱) توپین سر کین - اب ایک کرور روپیہ بہی سلطان نے
بہیجدیا - ملک کی تقسیم مین جہگڑے شروع ہوئے - وکیل نے عرض کیا کہ بہت سے اضلاع کی کاغذات مالگذاری کے
تلف ہوگئے - اور اونکی جگہ اونکا کاغذات پیش کی جنمین اون اضلاع کی آمدنی کو بڑہا کر لکہا جو دیجاتی
اور اونکے اضلاع کی آمدنی کو کم کرکے لکہا جو سلطان کے پاس تہے - اسکے جواب مین کاغذات نظام اور
مرہٹون کے وکیلون نے بنائی کہ جنمین حساب بالکل برعکس دیا - یہ تفرقہ بہی جہگڑا نہ تہا بلکہ سلطان کے
سکے کی قیمت کی بات مین قضیہ شروع ہوا - اوسکے سکے کی قیمت قانون سرکاری کے موافق ٹہری اور
اوسکے مطابق مطالبہ ہوا - اب اسپر وکیل نے کہا کہ یہہ قیمت وہ ہے جو خزانہ سلطانی مین داخل ہونے
کے وقت ہوتی تہی - مگر جب روپیہ خزانہ سے نکلتا تہا تو وہ سکہ سلطان کے حق مین فائدہ مند ہوتا تہا -
غرض نظام اور مرہٹون کے وکیلون نے یہہ فیصلہ کیا کہ روپیہ کا وہ نرخ لگایا جائے جو سلطان ٹیپو اپنے قرض
مین کرائی رعایا کو دیتا تہا لیتے وقت لگایا کرتا تہا - فیصلہ آخر یہہ ٹہرا کہ سکہ کا اوسط نرخ لگایا جائے
تو دونا فائدہ ادہر آیا اور آدہا ادہر گیا - اور اسی طور پر تقسیم اضلاع مین فیصلہ ہوگیا - اب اس تقسیم مین بعد
انفصال یہہ جہگڑا مشکل آپڑا کہ انگریزون نے کورگ کا ضلع مانگا وہ پہاڑون مین واقع تہا آمدنی اوسکی

چنداں نہی - وہاں کے باشندے بہت ندیر تہے اور اونکی عادتیں ملیبار کے نائروں کی سی تہیں - وہ جنگجو اور
بدمعاش خود مختار تہے کسی غیر کی عملداری کو پسند نہیں کرتے تہے حیدر علی نے اونکو مطیع کیا تو کئی دفعہ
اونہوں نے حرکت مذبوحی سلطان کی چہری کے تلے سے نکل جانیکے واسطے کی مگر نہ نکل سکے - راجہ ہانکا
نوجوان سلطان کی قید میں تہا کہ وہ بہاگ گیا اور اوسنے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کر لیے - اور فتنہ
وفساد کہڑا کر کے اپنی حیثیت اور ریاست کی صورت اچہی کی - اب جو جنرل ابیر کرومبی کا لشکر آتا تہا تو
اوسکو اپنی ریاست میں راہ دی اور سامان رسد و ضروریات کا اچہی طرح سرانجام کیا - خبر رسانی اور
جو امداد کہ اوسکی قدرت میں تہی وہ انگریزوں کی کی - ان حسن خدمات کے سبب سے وہ مستحق تہا کہ انگریز اوسکے
سر پر ہاتہہ رکہیں اور انگریزی گورنمنٹ کا اعزاز اور احتشام کا مقتضا بہی اسی میں تہا کہ کورگ
اس راجہ کو دلائیں -

ان وجوہات کے سبب سے جب سلطان ٹیپو سے کہا گیا کہ کورگ ہی حوالہ کیجیے تو وہ غصہ کے مارے اپنے جامے سے باہر
ہوگیا - اوسنے کہا کہ کیا کورگ انگریزوں کا ملک ہے اور کسواسطے وہ اوسکو مانگتے ہیں - وہ تو
میری رنگ پٹن کی قسم باب کی کنجی ہے - دشمن میری اسکو خوب جانتے ہیں کہ مجہے قلعہ کو دیدوں
میں مرنا منظور ہوتا مگر کورگ دینا منظور نہوتا - اب بیگڑہ کوں اور خزانوں کو دغا سے لیا ہے صلحنامہ
میں کورگ کا تذکرہ ہونا غفلت سے خالی نہ تہا اسلیے کہ یہہ وہ مقام تہا جہاں سے سلطان کی پیش قدمی اور
دست یازی کی روک جابجا درست ہوسکتی تہی یہی مقام تہا جہاں انگریزوں کی حسن خدمات کیں نہیں
اب اوسکے لینے پر اوڑ دسکے نہ - دہنہ پر ایسا اصرار ہوا کہ پہر لڑائیوں کی تیاریاں ہونے لگیں اور وہی روز
اول پہر آن موجود ہوا تہا - اب انگریزوں کو یہہ دقت پیش آئی کہ بہت کچہہ سامان جو قلعہ کے لینے کے
لیے جمع کیا تہا وہ اس توقف کے سبب سے خراب ہوگیا تہا - دوسرے بیماری نے انگریزی لشکر میں پیر پہیلائے
تہے سوا اسکے اور طرف سے بہی اندیشے تہے جو رئیس صاحب اخلاص اسوقت تہے اونکی وفاداری پر
اعتماد نہ تہا - سپاہی انگریزوں سے صاف نہ تہا غرض یہہ سب اسباب ایسے جمع ہوگئے تہے کہ انگریزی
لشکر کا زور روز بروز کم ہوتا جاتا تہا - اور مشکلات بڑہتی جاتی تہیں - جب سلطان نے کورگ کے

دینے سے انکار کر دیا۔ بھاؤ کے لشکر نے غارتگری بھی اپنی شروع کر دی کہ جہاں اونٹ اور مویشی دشمن کے چھین لئے۔ اور انگریزوں نے شاہزادوں کو مطلع کیا کہ اونکے کرناٹک بھیجنے کی ضرورت ہے اور انکے ملازمون کے ہتیار لے لئے گئے۔ غرض کیا وہ شاہزادے تو اب قیدی ہو گئے اور اونکا سفر بھی کرناٹک کی طرف شروع ہوا۔ مگر ان لڑکوں کا اسے ذرا تغیر حال نہوا۔ کپتان لاچار آ گیا کہ حضور ایک دن کا اور توقف اپنے حکم کی اجرا میں فرماویں۔ ۱۹ مارچ کو رسم صلحنامہ کی ان شاہزادوں نے ادا کی۔ سلطان ٹیپو کے ملک کی آمدنی دو کروڑ بیس لاکھ روپیہ کی تھی جسکا نصف تین اصحاب اتحاد میں تقسیم ہوا اور ساڑھے اوناسی لاکھ روپیہ کا ملک ہر ایک کے حصہ میں آیا۔ اور اس سبب سے مرہٹوں کے ملک کی سرحد تنگ بھدرا ہو گئی جو تیس برس پہلے تھی۔ اور نظام علی کا جو ملک اس دریا کے شمال کی طرف تھا نکل گیا تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اور اوسکے صوبہ میں کڑپا ہاتھ لگا۔ انگریزوں کے حصے میں یہ علاقے آئے ملیبار۔ کورگ۔ ڈنڈیگل۔ بارہ محال۔ ان اضلاع سے سرکار کمپنی کی عملداری کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ اور یہ علاقے آپس میں مل گئے۔ سپہ سالار نے سپاہ کی محنت شعاری اور نیک اعمالی پر نظر کر کے چھ مہینہ کا بھتہ اون کو دیا جو سلطان سے ہاتھ آیا تھا اور الفنسٹن صاحب و جنرل میڈوز نے غریب پروری کی کہ اپنا حصہ غریب سپاہیوں کو دیدیا۔ ایک محکمہ غنیمت قائم ہوا تھا اوسکی کمیٹی میں سات ممبر شاہی و بمبئی و مدراس و بنگال سپاہ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔ اونہوں نے غنیمت کے مال کو اچھی طرح تقسیم کر دیا۔ ترزدم کی عادت میں یہہ امر داخل ہے کہ جب وہ کسی گروہ سے خوف کھاتے ہیں تو اوسکے ساتھ تمام دنیا کی برائیاں منسوب کرتی ہے اور اونکی خوبیوں کے دیکھنے میں آنکھیں بند کر لیتی ہے اور برائیوں کے دیکھنے میں خوردبین کا شیشہ آنکھوں پر لگا لیتے ہیں۔ یہہ خباثت تمام خباثت انسانی میں بدتر ہے۔ اگر ادنی قوموں میں اوسکا ظہور ہو تو تعجب نہیں ہوتا کیونکہ تعلیم و تہذیب کے زر و زیور سے وہ عاری ہیں وہ اس خبث کو نہیں روک سکتے مگر جب اوسکا ظہور انگریزی قوم میں افراط کے ساتھ ہوتا ہے تو نہایت تعجب آتا ہے اونکی ترتیب تعلیم و تہذیب اسکی مقتضی نہیں ہے کہ وہ سلطان ٹیپو میں تمام جہان کی برائیاں ناحق لگا دیں کوئی اوسکو یہہ کہے کہ وہ اکہڑ تہا

جسمین تمام عیب انسان مین ہو سکتے ہین سب موجود تہے ۔ اوسکی بدکاریون کے آگے شیطان کی شرارتین
بہی سرسبز نہین ہوتی تہین میجر رِل صاحب جو اون آدمیون مین نہین ہین کہ تعصب قومی مثل تعصب مذہبی
اپنا مذہب سمجہین اور بے سوچے سمجہے بات کو منہ سے نکالین وہ حضرت یہہ فرماتے ہین کہ ٹیپو سلطان گو
ذہین اور صاحب فہم تہا مگر غایت درجہ کا بیداد گر اور ظالم تہا۔ اوسکی رعایا اوس سے ایسی دل
بیزار تہی کہ غالباً یون معلوم ہوتا ہے کہ بہت دنون تک اوسکی سلطنت نہین رہیگی۔ لفٹنٹ مور
صاحب لکہتے ہین کہ اس لڑائی مین بہت سے عالی دماغ افسرونکو یہہ خیال تہا کہ جسوقت سپاہ متفقہ
ٹیپو سلطان پر چڑہیگی تو اوسکی تمام سپاہ برگشتہ ہو جائیگی۔
حقیقت حال یہہ ہے کہ جسوقت سرکار کی سپاہ نے قدم سلطان کی مملکت مین رکہا تو اوسکے عمدہ انتظام
کو دیکہہ کر اونکی آنکہین کہل گئین۔ سارا ملک سرسبز و شاداب نظر آتا ہوا۔ رعایا تمام آباد اور خوشحال
ہندوستان کے کسی قطعہ مین ملک ایسا مرفہ الحال اور آسودہ نہ تہا خود سرکار کمپنی کا ملک اوسکی شادابی
کے آگے پانی بہرتا تہا۔ یہان یہہ خیال لیکر ہم ساتہہ گئے تہے کہ جب ہم قدم اوسکے ملک مین رکہینگے تمام
رعایا و سپاہ اوسکی شکایت کرتی ہوئی ہمارے ساتہہ ہو جائیگی۔ مگر ایک شخص بہی اوسکی رعایا مین کا
انگریزون سے ملنے نہ آیا سپاہ کا حال ہم نے یہی دیکہا کہ ایک افسر بہی ایسا نمک حرام نہ نکلا جو ٹیپو
سلطان سے دغا کرتا ساری مشکل حالتون مین اوسکے ساتہہ ایسی رہی کہ جہان اوسکا پسینا گرتا تہا وہان
اپنا خون گراتے تہے۔ جہان اوسکی پیٹہ پہری سنگینون کی نوکون سے قلعہ سے نکالی گئین وہ ہمیشہ موقع کی منتظر
بیٹہی رہین اور جب ونکو قابو ملا وہ دوبارہ ٹیپو سلطان پاس چلی گئین لفٹنٹ مور صاحب نے نہایت انصاف
کی نظر سے یہہ بات کہی کہ جب کوئی آدمی اجنبی ملک مین سفر کرے اور دیکہے کہ ساری زمین زراعت سے سرسبز
ہو رہی ہے باشندے محنت کرتے ہین شہر نئے تعمیر ہوئے ہین۔ تجارت کا بازار گرم ہے قصبات کی ترقی
ہر چیز ایسی رونق پر ہے کہ انسان کی مرفہ الحالی اور آسودگی اور مسرت بڑہاتی ہے تو اوس سے ضرور یہہ
نتیجہ نکالنا چاہئے کہ اس ملک کی گورنمنٹ وہان کے باشندونکی حسب دلخواہ ہے۔ پس سلطان
کی عملداری کا وہ حال تہا جو اوپر بیان ہوا جس سے کچہہ شبہہ نہین رہتا کہ اوسکے ملک کا انتظام ایسا

شائستہ اور مہذب تہا کہ اوسوقت ہندوستان مین کسی سلطنت کا نہ تہا۔ نہ رعایا اوسکی شاکی نہ سپاہ اور
ملازم اوسکے نمک حرام بلکہ جان نثار اور مصیبت کے وقت مین جان سپار تو پہر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ
سلطان رعیت پرور نہ تہا۔ وہ ظالم تہا تو اپنے دشمنون پر تہا۔

انگریزون نے جیسا کہ سلطان کی برائیون کے بیان کرنے مین مبالغہ کیا ہے ویسی ہی اوسکی قوت اور اپنے
دشمن ہونیکا تخمینہ اصل سے بہت زیادہ کیا ہے۔ دشمن مغلوب کی قوت و دولت کا مبالغہ اسی سبب سے اور
بہی کیا جاتا ہے کہ اوسمین ایک اظہار دریردہ اپنے شوکت اور صولت کا بہی ہوتا ہے۔ اوسکو ملک کی
کل آمدنی ڈہائی کروڑ روپیہ سال کی تہی جسقدر اوس پاس سپاہ تہی اور جو لڑائیون کا خرچ ہوتا تہا اور
تہا بہلا ایسی صورت مین خزانہ کب روپیہ سے بہر رہ سکتا ہے۔ عہدنامہ کے موافق جو دینا پڑا تو دوالہ نکل گیا
سلطان ٹیپو شیخیان بہت بگہارا کرتا تہا۔ اور اپنی قدرت اور قوت کی لن ترانیان بہت لیتا تہا
انگریزی قوت کو اپنے آگے کچہہ نہین سمجہتا تہا۔ اسلئے وہ بخوت انگریزی کو برانگیختہ کرکے اپنے سے اونکو دور رکہتا تہا
اور خالی دہمکے دیتا تہا۔ اور یہہ اوسکی نادانی تہی کہ وہ یہہ سمجہا کہ مین جو اس شیر کو چہیڑتا ہون
اوسکا غیض و غضب کیا حال کریگا انگریزون کے غضب کا مطلق اوسکو خوف نہ تہا اسکے دو سبب تہے
اول یہہ کہ اوسکو فرانسیسون کی امداد کا بڑا گہمنڈ تہا۔ دوسرے یہہ کہ وہ نہین جانتا تہا کہ انگریزون
کی حالت مین پہلے کی نسبت زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ وہ اونکو وہی سمجہے بیٹہا ہے کہ ایک تاجرون
کی جماعت ہے جسکو اوسکے باپ نے چارون طرف دبا دبو کر ایک کونہ مین بٹہا دیا ہے۔ یہہ بڑی
غلطی اوسکی تہی اوسی نے اوسکا ستیا ناس ملا دیا ہے۔ اوسکے باپ کو اوس ایسٹ انڈیا کمپنی سے لڑنا
پڑا تہا کہ کمزور اور ضعیف ہو رہی تہی جسکے خزانہ مین روپیہ نہ تہا۔ ولایت مین لوگ حصہ کے مارے اوسکی
جدا ہی جان کہا رہے تہے کہین روپیہ کو کہ ایسی استقامت کی امید نہین تہی۔ لیکن اب اوسکو اوس
ایسٹ انڈیا کمپنی سے لڑنا پڑا جسکی گورنمنٹ کا اہتمام وزرا سلطنت انگلستان کے ہاتہہ مین تہا ایسا
حقیقت مین ایک بادشاہ سے لڑائی تہی جو سلطنت کا سامان بہم پہونچا سکتا تہا تاجر اور بادشاہ
سے لڑنے مین بڑا فرق ہے اوسوقت سلطان کی آنکہون پر غرور کی اندہی چہائی کہ یہہ فرق دیکہتا

سو جہاتی دیا۔ اب اس لڑائی کے انجام پر سود و بہبود کی نظر ڈالیں تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزونکو نفع تو یہہ
ہوا کہ سلطان ٹیپو کے مغلوب ہو جانے نے اوسکو صلح جو بنا دیا اور آئندہ لڑائی کی صورت مین اوسکا خوف جاتا رہا
مگر یہہ امر خیالی تہا۔ تجربہ نے دکہلا دیا کہ اس لڑائی نے سلطان کو ایسا ضعیف نہین کیا۔ کہ وہ اپنی پرخاش
خوئی کو صلح جوئی سے بدلتا اور انگریزون کے دلون سے اپنا خوف گہٹوا دیتا۔ دوسرا فائدہ یہہ تہا کہ ایک بڑا ملک ہاتہہ
آیا۔ لیکن اگر خرچ جنگ کا خیال کیجیے تو اوسکا سود اس ملک کی آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس نئے ملک کا زیادہ کرنا
بالکل پارلیمنٹ کے قانون کے خلاف تہا کیونکہ لارڈ کورنوالس کو سخت ممانعت کی گئی تہی کہ وہ کبہی کسی سے بلا سبب
لڑائی بہڑائی نہ کرے۔ مگر اسپر بہی پارلیمنٹ نے اور ساری قوم نے اس کام کی واہ واہ کی۔ گو ایک گروہ وہان
ایسا تہا کہ اس توسیع مملکت سے بہت گہبراتا تہا۔ اور اس کام کو لارڈ کورنوالس کے اچہا نہ سمجہتا تہا

(۱۳۳) سریرنگ پٹن کے گرد انگریزی لشکر مین وبا پہیل رہی تہی اسلیے لارڈ کورنوالس نے
جلدی سے کیمپ توڑ دیا اور وہ خود مئی ۱۷۹۲ء مین مدراس مین آ گئے اور جولائی مین بنگال مین
پہونچے جب یہہ لشکر چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے اپنے ملازمان عالی قدر کو بلا کر کہا کہ تین کروڑ تیس لاکہہ
روپیہ جو حفاظت کی قیمت مین دیا گیا اوسکا سرانجام تمام سپاہ اور رعایا کے ذمہ ہے۔ ایک کروڑ دس لاکہہ
روپیہ یعنی ایک تہائی سلطان ہونے کے سبب سے مین دیتا ہون۔ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سپاہ دے اور باقی ا
کروڑ ساٹہہ لاکہہ روپیہ اہل قلم اور باشندے دین۔ غرض اس حساب کے موافق فہرست تیار ہو گئی
برس کے بعد بہی ساٹہہ لاکہہ روپیہ اس مد کی بابت باقی تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کو یہہ روپیہ دینا
شاق گذرا ہوگا۔ اب آگے اسکے مجمل حوال یہہ ہین کہ دو برس کے آخر مین دونو شاہزادے سلطان پاس
بہیجے گئے۔ کپتان ڈوٹن اونکے ہمراہ تہے۔ سلطان ٹیپو کو اپنی نفرت دلی کے سبب سے اسمین تامل تہا
کہ مین کپتان صاحب کو اپنے سامنے بلاؤن یا نہین۔ پہر اوسکے مصاحبون نے عرض کیا کہ آپ اس نفرت
قلبی کو مخفی رکہیے اور دل سے ظاہری ملاپ کیجیے غرض اوسنے کپتان صاحب کو بلایا اور اونکی بڑی
خاطرداری کی۔ یہہ لڑائی لارڈ کورنوالس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ اونہون نے فرانسیسیون
کے تمام علاقون پر قبضہ کر لیا۔ اوسی تمام میسور کے جہگڑے کو دبا دیا۔ فرانس مین انقلاب عظیم ہونیسے تمام

یورپ مین زلزلہ پڑ رہا تہا۔ اور نپولین بونا پارٹ کا ارادہ تہا کہ ساری دنیا کی تخت و تاج کو تاراج
کرون اور سلطنتونکو خاک مین ملاون۔ اس فرانسیسی جن کی گرفتاری کیلئے انگلستان اپنی توپونکا
فلیتہ روشن کر رہا تہا۔ اسلئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ ہندوستان مین بہی اس طرف ہوئی کہ فرانسیسون
کے تمام علاقون پر قبضہ کرلین۔ یہہ تمام علاقے بڑے جہگڑے انگریزون کے قبضہ مین آگئے۔ لارڈ کورنوالس نے
پونڈیچری کی تسخیر کیلئے آئے۔ مگر اونکے پہونچنے سے پہلے کپتان ۱۷۹۳ء کو کرنل برتہویٹ صاحب نے
اوسکو فتح کر لیا۔ اب پونڈیچری نہی کرسلہ ایرکوٹ کی طرح اوسکے فتح کرنیمین سرزنی لڑنی پڑی
اب تمام ہندوستان مین کہین جاکر دیکہو دو حال مین فرانسیسی نظر آتے تہے۔ کہ یا تو وہ انگریزون کے قیدی تہے
یا ہندوستانی رئیسون کے ہان ملازم اور خدمت گزار تہے۔ غرض وہی حال ہوگیا جو پہلے ہمارا تہا۔
(۱۴۴) جسوقت میسور کی تیسری مہم کی تیاریان ہو رہی تہین گورنر جنرل نے نواب ارکاٹ کا
ایک بڑا معاملہ طی کیا۔ یہہ تمکو یاد ہوگا کہ لارڈ میکارٹنی نے نواب کے ملک کی تمام مالگزاری کا کام ہاتہ
ہاتہہ مین لے لیا تہا۔ اور کورٹ آف ڈائرکٹرز کے حکم سے اوسکو پہر واپس کر دیا تہا۔ جب وقتی جانشین کیمبل
صاحب گورنر مدراس کے ہوئے تو اونکو حکم ہوا کہ اس معاملہ کی طرف اپنی توجہ کرکے فیصلہ کرین۔ بورڈ کنٹرول
نے حکم دیدیا تہا کہ نواب کے قرضخواہ بارہ لاکہہ پگوڈا سالانہ پایا کرین۔ گورنر اور کونسل نے جو حساب کیا کرنا
اس مین اکیس لاکہہ پگوڈا سالانہ خرچ حفاظت ملک کرنا تہا اسلئے نواب دارا تجویز کیا گیا کہ وہ
اس روپیہ کا انصرام اپنی حیثیت کے موافق زر مالگزاری سے کرین۔ اس حساب سے نواب کے کشف بند کا خرچ زمانہ
صلح مین ساڑہے دس لاکہہ پگوڈا کا تہا۔ مگر گورنر نے نواب سے بحث کرکے کہا کہ ڈیڑہ لاکہہ پگوڈا چہوڑ دیا مگر
نو لاکہہ یہہ اور بارہ لاکہہ قرضخواہون کو دینے کے لئے ایک عہد نامہ ۲۴ فروری ۱۷۸۷ء کو
نواب نے لکہدیا۔ زمانہ صلح کیلئے تو یہہ فیصلہ ہوا اور ایام جنگ مین یہہ ٹہرا کہ دو تہائی یا پانچون حصے ملک
آمدنی کے انگریزون کو دین۔ بہت سی جاگیرین نواب کے خاندان کے خرچ کیلئے جدا کر دی گئی
تہین۔ اگر روپیہ وقت پر ادا ہو تو یہہ ٹہری کہ سرکار کمپنی تو آدمیون کو بہیجکر خاص ان اضلاع سے جنکا نام
لکہے ہوئے تہے روپیہ وصول کرلے کیمبل صاحب کے اس انتظام کی بڑی تعریف ہوئی۔

نواب ارکاٹ اور انگریزی سرکار کے درمیان نئے عہد و پیمان

۲۱ جون سنہ ۱۷۸۱ء کو سپریم گورنمنٹ نے یہہ اظہار کیا کہ نہایت ممکن ہے کہ نواب سے زر موعود وقت پر وصول ہو
اسلئے گورنمنٹ مدراس کو حکم ہوتا ہے کہ وہ نواب کے ملک پر قبضہ کرکے زر مالگزاری کو وصول کرے جسسے
لڑائی کا کام چلے اور نواب کے خاندان کا بہی خرچ موافق اوسکی شان کے حاصل ہو۔ پہلے نواب سے کہا
گیا کہ وہ ملک کو اپنی خوشی سے دیدے مگر اوسنے اپنی سستی اور بہت سی حرفتین وہ کام مین لایا اور
یہہ سمجہا کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکو ست۔ مگر اسوقت جنگ مین نواب سے اوسکے ملک کا نکال لینا نہ
مروت سے نہ انسانیت اور عدالت سے نہ ضرورت کے اعتبار سے بعید تہا۔ نواب نے اپنی نالائقی سے اپنی
نوبت یہہ پہونچائی۔ انگریزون کے اغراض ویسی ہی ایسی متعلق ہو گئین تہین کہ بغیر اسکے کہ ملک نواب سے
لے لیا جاوے کام ہی نہین چلتا تہا۔ لارڈ صاحب کو اندیشہ تہا کہ ولایت مین ضرور اسپر غل مچے گا کہ ایسے نواب کا
ملک لے لیا جو مدت العمر سے سرکار کا خیرخواہ رہا تہا اور خدمات نمایان اوسنے کی تہین۔ اسلئے ایک مراسلہ اونہون نے
بہی بہت فصاحت و بلاغت سے لکہا جسسے وہان سب چپکے بیٹہے رہے۔ اگر آئین اخلاق کے موافق اس کام کو
دیکہئے کہ ایک دوست سے جو ایسا وفادار و صادق الوفا سے زبردستی بغیر اوسکی مرضی کے ملک لے لیا اور اوسکے حق کو
دکہا دیا تو انسانیت سے بعید اور مروت سے دور معلوم ہوتا ہے لیکن دین جہان آرائی مین تو دانشمندون
دور بین نے اور ہی فتوی دے رکہے ہین اوسکے مطابق ایسی ضرورت مین یہہ ملک لے لینا نہ انصاف سے
بعید تہا نہ مروت سے۔ نواب کی عقل کا تجربہ ہو چکا تہا کہ اگر وہ سو مرتبہ مر کر جنم لے تو بہی اوسمین انتظام
ملک کی قابلیت نہین پیدا ہوگی۔ اوسکی حماقت سے ہزارون غریب رعایا کا نقصان جان و مال کا تہا۔
پس ایک شخص کی دل شکنی سے ہزارون کی دلداری ہوتی تہی پہر ایسا کام عدالت سے کیون
بعید ہونے لگا۔

جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوا تو ملک کی آمد و خرچ کی جو شرائط ہنگام جنگ ٹہری تہین وہ نہین رہین۔
اب ہنگام صلح کی شرائط کے موافق اوسکا انتظام کیا گیا۔ مگر اس انتظام مین فریقین کو شکایت تہی
اسلئے ایک جدید عہد و پیمان انگلش گورنمنٹ اور نواب کے درمیان لارڈ کورنوالس نے کئے کہ امن
کے زمانہ مین نواب نو لاکہہ پگوڈا سالانہ ملک کی حفاظت کے واسطے دیا کرے۔ اور قرض خواہون کو

بارہ لاکھ پیگوڈا سالانہ دیا تھا اور سے گھٹا کر چھ لاکھ اکیس ہزار ایک سو پانچ پیگوڈا دیا کرے اور جب لڑائی ہو تو چار پانچویں حصے ملک کی آمدنی دیا کرے۔

اور اس روپیہ کی تکفیل کے لئے یہہ قاعدہ ٹھہرا کہ جسوقت لڑائی ہو تو سرکار کمپنی تمام ملک کی آمد و خرچ کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور جب امن ہو جائے تو پھر اوسکو دیدے۔ اور اگر امن کے زمانہ میں نواب روپیہ وقت پر نہ ادا کرے تو خاص اضلاع کو سرکار اپنے قبضے میں لے لے۔ اور وہاں سے نواب کے افسروں کو نکال دے۔ اضلاع مدورا اور ترنیولی جہاں پولی گار (زمیندار) بڑے سرکش و متمرد تھے سرکار کمپنی کے حوالہ کر دئے گئے۔

فصل دوم

مال و دیوانی و فوجداری و پولیس کا نظم و نسق

(۱) لارڈ کورنوالس نے جو تغیر پانسو دن کے ساتھ جنگ آشتی میں اپنی عقل جہان آرا و دماغ ... اوپر بیان ہوا۔ اور جو اپنی دانش و فطرت عالی کو ملک کے انتظام ... میں صرف کیا اوسکا بیان ہوتا ہے۔ اب جو گورنمنٹ ہند جدید قائم ہوئی ہے ہمیں ظاہر میں ڈائرکٹر اور حقیقت میں وزرا شاہی اختیار اور اقتدار رکھتے ہیں۔ اوسکی نظر سے زیادہ زمین کی زر آمدنی پر تھی ہم پہلے اوسی کا ذکر کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے ہندوستانی سرکاروں کا یہہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ ملکی زیادہ آمدنی زمین کی پیداوار سے ہوتی ہے۔ اونکا حق اس پیداوار کا ایک حصہ پر غیر منقطع ہوتا ہے۔ اسلئے زمین کا بندوبست اور زر مالگزاری کا اہتمام سلطنت کا ایک کام عظیم الشان اور اوسی پر تمام رعایا کی رفاہ اور آسودگی آسایش اور آرام موقوف ہے۔ اب ہم فقط ہند کے مختصر بیان کرتے ہیں کہ ہندوستانیوں کے انتظام دیہات میں یہہ قاعدہ تھا کہ بہت سے دیہات شامل کر کے اوسکا ایک پرگنہ یا محال بناتے تھے۔ اور ہر گاؤں میں ایک مقدم ہوتا تھا اور پھر ان مقدموں کے اوپر ایک افسر اوس محال یا پرگنہ میں مقرر ہوتا تھا وہ گاؤں والے اپنی میں سے مقدم کو مقرر کرتے تھے اور وہ مالکان میں ... ہوتا تھا۔ مگر یہہ وہ حاکم کی طرف سے مقرر ہونے لگا۔ اوسکا کام یہہ ہوتا تھا کہ ... بادشاہ کو ...

لارڈ کورنوالس کا مال و دیوانی و فوجداری و پولیس کا بندوبست

[illegible] حقوق رعایا بعوض مین زر وصول شدہ مین سے فیصدی کچھ اوسکو ملتا تھا۔ اور سوا اوسکے گانووالون کی [illegible] بر علمی اوسکو دیجاتی تھی پس یہہ شخص گویا راجا اور رعایا کی بیچ مین واسطہ ہوتا تھا۔ [illegible] ہے جو پہلے راجہ کی طرف سے افسر ہوتا تھا اور ایک اعتبار سے وہ رعایا کا وکیل ہوتا تھا۔ راجہ کو یہہ [illegible] زمیندار کی بیچ سمجہتے وہ انہی اس عہدہ سے موقوف کردی مگر وہ رعایا کی طرف بدستور اپنا عہدہ رکھتا تھا۔ اور [illegible] اسکی سند وسپوتی تھی وہ بدستور رہتی تھی۔

[illegible] اسکی انکھہ ذکر ہو رہا ہے اوسکے دو برس پہلے راجہ ٹوڈرمل وزیر اکبر شاہ نے ان اضلاع زمین کا [illegible] ہر سال زر مالگزاری تہا کہ زمین کی پیمایش کرکے اور اوسکی قدر وقیمت کا اندازہ کرکے کاشتکارون کو [illegible] دالکرکی سکت سے جمع زر لگان جسکو ریبج اور لگنی بہی کہتے ہین ٹہرالیا تہا۔ اب عیّت اس زر لگان کی بیج وصول کرنیکے واسطے اور اوسکو خزانہ شاہی مین پہونچا دینے کے واسطے بادشاہ کی طرف سے عامل مقرر ہوکر۔ اور محالون اور پرگنون وغیرہ مین وہ مقرر کیے گئے اور زر وصول شدہ مین سے فیصدی او حق السعی مقرر ہوا۔ اب رفتہ رفتہ تحصیل مالگزاری کا عہدہ موروثی ہوگیا۔ کچھہ تو اس سبب سے کہ یہان ہندوستانی سرکارون کا دستور ہے کہ ہر عہدہ موروثی ہوتا ہے کچھہ مصلحت ملکی کے سبب سے کہ انکے کام کے واسطے ایسی خاندان کا ہونا ضروری ہے جو زمین کی خواص اور رعایا کی حال سے واقف ہو اور تمام اگلے پچھلے کاغذات حساب وغیرہ کی اوسکے قبضہ مین ہون پس اس عامل کے ذمہ زر لگان کے تمام جوابدہی قائم ہوئی اور اوسکو وہ اختیارات جو محصل زر کے لیے ضروری ہین دی گئے۔ اوسکو اجازت دی گئی کہ وہ سپاہی بھی مقرر کرلے۔ غرض عہدہ بڑھتے بڑھتے یہانتک نوبت پہونچی کہ کیا تو وہ زر لگان کے اوگہانے کے عوض مین حق السعی کا معاوضہ پاتا تہا یا اب اوسکا زمین مین حق ملکیت سمجہا جا[نے] لگا اور وہ عہدہ دار سے زمیندار ہوگیا۔ اور راجہ بن گیا اور حقیقت مین وہ زمین کا مالک ہوگیا۔ زمین کے مالک ہونیکے یہی معنی ہوتے ہین کہ جو اوسکی پیداوار سے منفعت ہو اوسی حاصل کری۔

جب انگریزی عملداری ہی ہی آئی تو بیہ اوسون نے زمیندارون کو بمنزلہ کلکٹر (زر لگان جمع کرنیوالا) سمجہا اور انکو بے تکلف بیدخل کرنا شروع کردیا جبکہ کسی زمیندار کی زمین کا خراج زیادہ دیکر دوسری

کسی شخص نے سرکار سے کہا سرکار نے زمیندار کو بیدخل کرکے اوسی شخص کو جو زیادہ ادا کرے اور جب
مین کوئی شخص زراعت کی درستی اور اصلاح مین اپنا سرمایہ صرف کرتا تھا الیسا
گھٹنا شروع ہوا اور ملک اوجڑنا اور سرکار کا مطالبہ زیادہ ہوتا گیا۔ اب گورنمنٹ ملک کی آمد و خرچ کو
شکایت کرنی شروع کی کہ مالگزاری سال بسال گھٹتا جاتا ہے اور ملک مفلس ہو اب روپیہ وقت
چنانچہ لارڈ کورنوالس یہان آکر ۲۲ اگست ۱۷۸۹ء کو ولایت کو لکھا سپاہیان کو نکال دیکر
گھٹتا ہے کہ ہندوستان مین زراعت و تجارت کا روز بروز بہت تنزل ہوا ہے بلکہ قریب ہے سرکار کمپنی
بنیون و صرافون و مہاجنون کے جو بڑے شہرون مین ہین سب [illegible]
ہوتا جاتا ہے۔ افلاس انکو چارون طرف سے گھیر لیتا ہے۔ سرکار کمپنی کے حقے
اپنی سستی اور سرقی سے اور زیادہ تر ہمارے انتظام کی برکت سے نہایت [illegible]
اب اس مرض کا علاج سرکار کمپنی کے ذمہ پر فرض ہے۔ اوسکو چاہیے کہ یہان کے باشندہ و محنتی آدمیون
کے واسطے ایسی چارہ گری کرے کہ وہ آسودہ اور خوش حال ہو جائین۔ [illegible] تعلقدارون اور
تاجرون کو ایسی مقدرت ہو جاوے کہ وہ اشرافون کی طرح اپنی بسر اوقات کرین۔ اپنی [illegible] اپنے
اپنی رسم و رواج اور آئین و دین کے موافق تعلیم کرکے اونکو بچے قائم کرین۔
کورٹ ڈائرکٹرز نے ایسی تدبیرین سوچین جس سے ہندوستانیون کی فلاح اور آسودگی ہو [illegible]
کام اسکا قابل دریافت کے ہے یہی تمام بندوبست مالگزاری کی بنیاد ہے جسکی لارڈ کورنوالس
نے تکمیل کی۔ اوسمین وہ لکھتے ہین کہ زمین جو مستاجرون کو دی جاتی ہے وہ نہایت برے طریقہ سے۔ یہہ
چند روز کے ٹھیکہ پر کچھہ زمین کی تردد اور زراعت کا خیال نہین کرتے ہین گورنمنٹ کو موقع دیتے ہین
[illegible] بندوبست زمینداران قدیم ہی کے ساتھہ کیا جانا چاہیے کچھہ مستحق ہی
[illegible] نہین بلکہ مالی انتظام کا خیال یہہ سمجھکر کہ اب ہم کو خوب واقفیت اونکی حالات پر حاصل ہو گئی ہے حکم دیا [illegible] چند روز
کیا جاوے اور اگر نتیجہ اوسکا اچھا ظہور مین آوے تو پھر یہہ بندوبست استمراری و دوامی کردیا جائیگا۔ لارڈ کورنوالس کو
یہان آکر معلوم ہوا کہ کورٹ ڈائرکٹرز کی یہہ بڑی غلطی ہے۔ وہ یہہ جانتی ہے کہ ہم کو حالات اراضی

ان حقوق رعایا پر علم کافی بندوبست کرنیکے لائق حاصل ہوگیا ہے بیس برس کے عرصہ مین حالات اراضی
کی تشخیص مدات پر علم حاصل کرنیکے لئے پانچ انتظام گورنمنٹ نے کیے گئے - مگر مثل روز اول ہے اور اوسکی لاعلمی کا حال
ایک ایسا ہی ہے جو پہلے تہا - کلکٹر صاحب بہی انکی صحیح نہین تشخیص کر سکتے - زرلگان اور جو حقوق رعایا اور
انکی بیچ ہے نہین کر کیا ہے - نہ وہ یہان آدمیون سے ملتے ہین نہ اونکی زبان جانتے ہین - سارے کام
ہندوستانی افسرون کے ہاتہہ مین ہین اور یہہ عملا ایک ایسا شریف ہی جیسا کہ انکا مقدور ہے
انکی آنکہون پر پٹی باندہ کر انکی ہاتہہ مین دیکر جدہر چاہتے ہین لیجاتے ہین - اگرچہ یہہ معلوم
ہے کہ سال زرمالگزاری کسقدر وصول ہوا ہے مگر یہہ کچہہ تحقیق نہین ہو سکتا کہ آیا ملک مین زیادہ زرمالگزاری
دینے کی سکت ہے یا جو وہ زرمالگزاری دیتے ہین وہ اونپر بار سنگین اونکے سر پر ہے جسسے وہ پسے جاتے ہین
سر جان شور صاحب اور لارڈ کورنوالس کے بڑے معتمد علیہ تہے - وہ اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے لکہتے ہین کہ
انگلش گورنمنٹ کا نظم ونسق انکی جو ہدایت سے ہے وہ یہان کے حسب حال نہین - اوس سے اہل ہند کی آسودگی
اور فلاح کچہہ زیادہ نہین ہو سکتی - ملازمان سرکار کمپنی کو علم و عقل و فراست و ذہن وہ نہین ہی جو نافذان
ملکی کو آئین اور قوانین کی ترتیب دینے کے لئے چاہئے - جو صاحب گورنمنٹ کے ارکان ہین وہ ہمیشہ تزلزل
کی حالت مین رہتے ہین - اونکے پیچہے اتنے کام لگا دئے ہین کہ اونکو دم لینے کی بہی فرصت نہین ہوتی - اتنی
مہلت اور جمعیت قلیل کام کی کثرت سے نہین حاصل ہوتی کہ وہ تدابیر اور انتظام رفاہ ملک کا سوچ سکین - اور
اوسکو تجربہ کرکے دیکہہ سکین - مدت ملازمت اونکی قلیل ہے کہ اونکو تجربہ حاصل ہوا اور اوسکا عمل ہو کہ ختم
ہوجاتی ہے - علم اور تجربہ ہوتا تو ایک مشکل کام ہی تہا جب تک واقعات اصلی پر خبر نہو وہ حاصل نہین ہو سکتی
جو صاحب ہندوستان کے حاکم مدتون تک رہے ہین اونمین سے دو کو بہی ایک امر پر اتفاق نہین ہے
بلکہ ایک ہی افسر کی رائے کبہی کچہہ ہے کبہی کچہہ ہے - جو کچہہ کچا پکا علم اونکو حاصل ہوا ہے اوس پر اساس محکم
انتظام ملکی کی نہین رکہی جا سکتی - اگر بعض ظاہری امور واقعی معلوم ہو گئے ہون اور بعض مخفی امور
نفس الامری پردہ مین رہے ہون تو ضرور ہے کہ اون تعلقات پر بہی لاعلمی رہی ہو گی کہ جو ان معلوم
اور مجہول امور واقعی مین ہے - پس ایسے علم سے کوئی امر رفاہ خلائق اور ترقی جمہور بہ نسبت زمانہ ماضی کے

زمانہ آئندہ کو نہین پیدا ہو سکتا۔ سر جان شور تمام انتظام کی خرابیان اس جہالت کے سبب سے کہتے
ہین اور جہالت کی وجہ ملازمان سرکاری کو ذمہ کام کی کثرت بیان کرتے ہین۔ مگر یہہ عذر بدنظمی کا
بدتر از گناہ ہی۔ یہہ عذر اون غلطیون کے واسطی ہو سکتا ہی جو خاص یہان کی خصوصیات کی لاعلمی سی پیدا ہوئی
ہون۔ مگر جو غلطیان کہ ایک جہالت امور عامہ اور اصول کلیہ سی پیدا ہوئی ہون وہ بیشتر قابل ملامت
ہین۔ الحاصل ان اسباب کی جہت سے لارڈ کورنوالس نے اون احکام کورٹ ڈائرکٹرز کی تعمیل کو ملتوی کیا
جو درباب بندوبست اراضی و مالگزاری تہی۔ اور رعایا ہون کی طرف سے تحقیق اور تفتیش کے درپے ہوا۔ اگر حقیقت
مین زمین کی مالک ہی تہی جو سب سے پہلے اوسکو آباد کرین مگر آخر کو زمانہ قدیم سے یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے
کہ زمین کا مالک بادشاہ ہی گو فرانسس اور بعض اور صاحبون نے یہہ دلائل بیان کئین کہ زمین کا مالک
حقیقت مین زمیندار ہی۔ مگر اکثر کی رای یہی ٹہری کہ یہان قدیمی دستور کے موافق زمین کا مالک بادشاہ ہوتا
ہے مگر جب طرفین کی تحقیقات ہو چکی ہی تو لارڈ کورنوالس نے اپنی شاہانہ فیاضی اور عالی حوصلگی سے
سے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ زمین کا مالک زمیندار ہی خواہ وہ اصل مین تہا یا نہ تہا اور اس تدبیر سے گویا
زمین کی قدر و قیمت کو بڑہا دیا اور زمیندارون پر باب دولت کہول دیا۔ زمیندار کو زمین کے مالک ماننے
مین آسانی یہی تہی کیونکہ پہلے سے ایک شخص جو زمیندار کہلاتا تہا ایسا موجود تہا کہ رعایا سے لگان
لیتا اور سرکار کمپنی کی جمع ادا کرتا۔ یہہ بحث عبث تہی کہ زمین کا مالک کون ہی خواہ بادشاہ ہو خواہ زمیندار
کام دونو صورتون مین وہی زمیندار کا تہا کہ راجہ اور رعایا کے بیچ مین واسطہ دار تہا۔ غرض سرکار
اور زمیندار کے درمیان تو یہہ تعلق آسانی سے قائم ہو گیا مگر بڑی دشواری یہہ تہی کہ رعایا اور زمیندار
کے درمیان تعلقات کیونکر قائم ہون سلطنت تیموریہ مین جو بندوبست اون کی حفاظت و آسائش
کے واسطی کیے گئے تہے وہ کافی نہ تہی۔ زمیندار کسانون پر حد سے زیادہ جبر و ستم کرتے تہی۔ اور اون بیچارے
غریبون پاس سوا لنگوٹی اور گڑہی کے جسمین بہت چہپر ہوتے تہے کچہہ نہ تہا۔ کہانا کبہو ملتا تہا [illegible]
[illegible] فاقے [illegible] بات کو [illegible] تہی جو [illegible] اگر کو
[illegible] ہوا تو [illegible] ظلم و تعدی [illegible]۔ گو قانون اس ظلم کے انسداد [illegible] مگر [illegible]

کاشتکار اپنی خوف اور نامردی کے سبب سے اسی مین اپنی عافیت جانتا تہا کہ زمیندار ہو نہ بگاڑون
امر کا مستحسن ہونا تجربہ سے بہی اوسکو ثابت ہو چکا تہا۔ قاعدے جو رعیت سے لگان لینیکے تہے وہ مختلف
مقامات پر مختلف تہے۔ اور پہر اور آگے ایسے معاملات پیچ در پیچ تہے کہ انگریز اونکے سمجہنے مین اجنبی تہے
سلیے اونکے سمجہنے کا قصد ہی چہوڑ دیا۔ رعیت کو زمیندار کے حوالہ کر دیا کہ چاہے جسطرح اوسے اپنا بندہ
کرے۔ فقط ظلم کے روکنے والی چیز ملک کا رسم و رواج تہا۔ کسانون پاس پٹہ تہا کہ جو مدت اوس مین
ہوئی ہوتی تہی اوسمین کسان اپنی زمین پر قابض رہتا تہا۔ زمیندار یہہ چاہتا تہا کہ زمین سے گویا منافع حاصل کیجے
اور کسان کی حیثیت تہی کہ پرکا نہ چہوڑے۔ یہانتک نوبت پہونچی تہی کہ زمیندار نے تمام کسان
الاٹ کا شتکاری کو کوڑیون کے مول بکوا دیا اور ہر شی کو اوس پاس رکہا۔ غرض قطع نظر جبر و ظلم کے
ملک بہی یون ویران ہوتا تہا۔ انگریزی کلکٹرون نے اپنی یادداشت مین بہت سے لوگون کی مدت بنا بین
تہین اور جسمین وہ لکہتے ہین کہ کیا تہا اور کیا ہے۔ غرض اسی معلومات سے بعد تحقیقات کے یہہ امر تشخیص ہوا
کہ اصول بندوبست دہ سالہ کو مستحکم کیجے۔ مگر اسکے ساتہہ ہی یہہ مقدمہ پیش ہوا کہ اس بندوبست دہ سالہ کے
ساتہہ ہی بشرط منظوری کورٹ آف ڈائرکٹرز بندوبست استمراری کا اشتہار دیا جاے۔ یا پہلے بندوبست دہ سالہ
کا تجربہ کیا جاے اور نتیجہ دیکہا جاے پہر بندوبست استمراری کیا جاے۔ مسٹر جان شور جو اسکام مین دل و
جان سے شریک تہے اونہون نے کہا کہ ابتک ہمکو علم کافی ایسا نہین حاصل ہوا کہ بندوبست استمراری پر مبادرت
کیجاے۔ بہت سے امور زمینداروں اور رعیت کے درمیان کے ابہی طے ہونی باقی ہین وہ دریافت طلب ہین اور
دس برس تجربہ کے لیے کہنی چاہیئن کہ جسمے سرکار کو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اپنی جس حق کو ترک کیا
اور زمیندار کو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ اوسکو کیا ملا اسکا اسد کو قیمت گران پر نہین خریدا۔ گر لارڈ کورنوالس کو
اس بندوبست کے واسطے بڑا اضطراب تہا اونہون نے کہا ہندوستان مین سرکار کمپنی کا ملک ایک تہائی جنگل پڑا
ہے کیا کوئی شخص اس بندوبست دہ سالہ کی اندر سرمایہ اپنا بیکار زمین آباد کرنے مین صرف کریگا ہرگز نہین تجربہ
تجربہ جو کیا جا رہا ہے تیس برس مین کیا تجربہ حاصل ہوا جو آئندہ امید اسکی کیجائے کہ جب تجربہ ہوگا تو
بندوبست استمراری کیا جائیگا۔ لارڈ کورنوالس کے ذہن مین یہہ امر نقش کالحجر تہا کہ اراضی کی سرسبزی

صرف مالکان زمین کی ذات پر موقوف ہو یا کسی اور طرح سے ممکن نہیں۔ لارڈ صاحب و راونکے خیر اندیش ہمدردوں نے
خیال کیا کہ اراضی کی ترقی اور سرسبزی کے لیے مالکوں کے قسموں کو دیکھنا چاہیے تین باتیں ایسی ہیں کہ وہ مالکوں
کے ہاتھ سے ترقی زمین کے مانع ہیں اول جہالت دوم بہت کچھ سرمایہ کا پاس ہونا سوم مزارعین پر بہت
اختیار ہونا۔ یہ پہلی بات اس ملک میں بہت سے ہے سوا اون لوگوں کے جنکا دل و دماغ تعلیم و تربیت انگریزی
نے مہذب و شائستہ بنا دیا ہے بہت آدمی دولت کی نسبت حکومت کے زیادہ مرتے ہیں۔ زمینداروں کا دل
جیسا کہ کاشتکار وغیر حکومت کرنیکو چاہتا ہے ایسا زمین کے درست بنانے کو نہیں۔ اس شوق کو پہلو میں جہاں رکھتے
کو تمہاں تحقیق معلوم ہوگا کہ وہ زمین کی ترقی میں سب سے زیادہ حرج کرتی ہے۔ اس جہالت کا نتیجہ یہ ہے
زمیندار اسیر رہتا ہے کہ کسان میرا غلام بنا رہے جب وہ سر اونچا اٹھاتا ہے تو اوسکے نیچا کرنیکے لئے ایسی تدبیر کہ خاک
میں ملانیکے لئے موجود ہو جاتا ہے پس ساری توجہ اوسکی اسی پر مبذول ہوتی ہے اور زمین کی
ترقی قابلیت و پیداوار کا وہ خیال ہی نہیں کرتا۔ اب تیسری بات یہ ہے کہ جب زمیندار کے پاس سرمایہ کثیر
ہوتا ہے تو وہ بالکل چین کا بندہ ہو جاتا ہے۔ زمین کے اندر سرمایہ خرچ کرنے میں ایسی افزائش دولت
بتدریج قلیل ہوتی ہے اوسپر خیال نہیں کرتا اور اسکا اثر اوسکے دل پر نہیں ہوتا مگر جو زمیندار کہ سرمایہ قلیل
رکھتے ہیں وہ اوسکی بڑھانیمیں لگ رہتے ہیں اراضی کی سرسبزی اور شادابی کی طرف توجہ کرتے ہیں حقیقت
زمین کی ترقی اوس کاشتکار پر موقوف ہے جسکو یہ توقع ہو کہ جو اس زمین کی پیداوار بڑھانے اور زیادہ کرنے
سے فائدہ ہوگا وہ میرا ہی ہوگا۔ یہ توقع جیسا زمین کی ترقی کی زراعت پر اثر کرتی ہے کوئی اور چیز نہیں اثر کرتی
پس یہ بات ایک ہندوستان میں ایسی ہے کہ جسکی مثال کہیں اور تاریخ میں نہ ہوگی کہ بادشاہ اور کاشتکار کے
درمیان کوئی اور وسطہ دار نہوتا۔ اور حقوق زمینداری کا بھی معاوضہ کامل ادا ہو جاتا۔ مگر اب زمین کی ترقی
کے لئے بادشاہ کا حق مالکانہ کاشتکار کو جو زمینداروں کو دیا گیا وہ کاشتکاروں کو دیا جاتا تو ایک گروہ کثیر مالدار

امیر ہو جاتا۔ اور زمین سرسبزی اور شادابی سے نہال ہو جاتی —

جسوقت تک اس بندوبست کی تدبیر پختہ ہوئیں انگریز ایسے ملک کے حال سے ناواقف تھے کہ حیران تھے کس قسم
بندوبست کیا جائے بعض کہتے تھے کہ جمع جو ابوالفضل نے لکھی ہیں وہ زمینداروں سے لی جائیگی بعض کہتے تھے

بہت نرم ہو اُسکو بڑھانا چاہیے مگر گورنمنٹ نے بھی کئی سال کا اوسط نکال کر اوسکے موافق بندوبست کر دیا
ولایت سے اسکی ممانعت ہوئی کہ زمین کی پیمائش و حیثیت کی تحقیق مین پڑکر معاملہ کو جھگڑے مین نہ ڈالین
اور یہ فقرہ نہایت رعایا پروری کا اس موقع پر لکھا آیا کہ اگر جمع نرم ہو تو اوسکو رہنے دو سخت مت کرو
اسلیے کہ جمع نرم سے رعایا کی دولت بڑھیگی اور رعایا کی دولت بڑھنا عین سرکار کا دولت بڑھنا ہے۔
اس بندوبست کی ہدایتین صوبہ **بنگال** مین ۱۷۸۹ء مین بھیجی گئین اور سال آئندہ مین **بہار** مین اور
۱۷۹۰ء مین اس انتظام جدید کے لیے مجموعہ قوانین کی اشاعت ہوئی۔ اس سال مین تینون صوبون **بہار**
بنگال۔ اڑیسہ اور **بنارس** سے ۳۰۲۵۴۵۶۳ روپیہ مالگزاری کے وصول ہوئے تھے ۱۷۹۲ء مین
ہر ضلع مین بندوبست دہ سالہ ہوا۔ **لارڈ کورنوالس** کی تحریر کا بندوبست استمراری کے باب مین وہ اثر
کورٹ ڈائرکٹرز پر ہوا کہ اونہی اسی سال مین اوسکی منظوری بھی بھیجدی۔ اور آخر کو یہ اشتہار دیا گیا۔
چونکہ بنظر دوربین اشیا تجارت کو دیکھئے تو وہ پیداوار زمین ہین اگر یہان کے آدمیون کی خوراک کو دیکھئے تو
وہ زمین کی پیداوار ہے غرض سارے کامون کا مدار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اسلیے سرکار انگریزی کی توجہ
ان صوبون کے انتظام مین امور ترقی زراعت پر از حد متوجہ ہوئی اول اوسنے سب سے عمدہ تدبیر یہ کی کہ
اوائل ایام سے تا زمان حال اراضی کی جمع سرکاری کبھی ایک طور پر قائم نہین رہی مگر یہ سرکار نے ملکیت اراضی کو
زمینداروں کے مفوض کیا۔ اور مالگزاری سرکار ہر محال پر برائے دوام مقرر کی۔ ان تدابیر سے مالکون کو
اپنی اپنی اراضی کی حیثیت کی زیادہ کرنیکا حوصلہ ہوگا اور جو سرمایہ کہ ترقی زراعت کی واسطے ضروری ہے
وہ اونکو حاصل ہوگا۔ پیشتر حسب ضابطہ کبھی ملکیت اراضی زمینداروں کو مفوض نہین ہوئی اور نہ اونکو بلا حصول
منظوری سرکار یہ اجازت تھی کہ اپنے حقوق مقبوضہ کو منتقل کرین یا باستغراق اراضی روپیہ لین اور مطالبہ
سرکاری کا حال سب اراضی کی نسبت یہ تھا کہ حسب مرضی سالانہ یا اکثر اوقات زمین مین تغیر و تبدل
ہوتا رہتا تھا اور اوسکی تعداد اس نہج پر مقرر کیجاتی تھی کہ جو لگان رعایا سے ہوتی بابت ہر قطعہ
اراضی مزروعہ کے واجب الادا ہوتا تھا اوسکے مجموعہ کا اہلکاران سرکاری تخمینہ کر لیا کرتے تھے اور اوس مین سے
بعد وضع اخراجات تحصیل کے بطور معمول گیارہ حصون مین سے دس حصے حق سرکار پہنچے جاتی تھی اور باقی ایک حصہ

حق زمیندار ہوتا تھا۔ اگر مطالبہ سرکار کو ادا کرنے مین انکار ہوتا تھا تو اراضی سے اوسکی بیدخلی کیجاتی تھی اور
اراضی خواہ بطور مستاجری دیجاتی تھی یا عہدہ دار سرکاری تحصیل کیواسطے مقرر ہوتا تھا اور زمیندار کا
حصہ مذکورہ بالا یا اوسقدر نذر جو از روے رسم خاص یا بحکم سرکار مقرر کیا جاتا تھا مستاجر کی طرف سے یا خزانہ
سرکاری سے اوسکو دیا جاتا تھا جس صورت مین کہ ازدیاد زراعت صرف باعث ازدیاد جمع کا ہوتا تھا بلکہ
قبضہ ملکیت بھی غیر متعین رہتا تھا تو زمیندار کو اپنی اراضی کی حیثیت کو بڑھانے مین کم رغبت ہوتی تھی
اور اہل زر کو کوئی فائدہ اراضی کی حیثیت کے بڑھانے مین اپنا روپیہ لگانیکے لئے نظر نہین آتا تھا کیونکہ
اوس حال مین صرف منافع بلکہ لگاے ہوے سرمایہ کے محفوظ رہنے کا بھی اطمینان نہین ہوتا تھا۔ بسبب
جن وجوہ سے کہ اراضی کی حیثیت ترقی پذیر نہین ہوسکتی تھی وہی باعث اوسکی مالیت کم ہو جانیکے تھے
زر مال گزاری مین علاوہ محاصلات زمین کے محصولات سائر بھی داخل تھے۔ زمیندار کا کام
اوسکا وصول کرنا بھی تھا۔ ان محصولات کی آمدنی کچھ بہت نہ تھی اسلئے جولائی ۱۷۹۰ء کو محصولات
سائر کی موقوفی کا حکم صادر کیا گیا۔ اخلاق کی ابتلے سے نا مدنی کے خیال سے صرف آبکاری کا محصول
قائم رہا۔ اور جو نقصان مالگزاری کا اس سائر کی موقوفی سے مالکان زمین کو ہوا اوسکا معاوضہ [illegible]
سرکار نے اونکو دیدیا۔ افیون اور نمک بھی آمدنی ملک مین اپنا اثر رکھتی تھین۔ [illegible] ہندوستانی سرکار [illegible]
یہہ طریقہ تھا کہ نمک کا ٹھیکہ [illegible] دار ان کو دیتے تھے۔ ابتداء مین خود اس نمک کا ٹھیکہ سرکار کمپنی نے
لیا تھا۔ اور فائدہ اوٹھایا۔ اسکا بیان ہوچکا ہے کہ ابتدا میں ٹھیکہ ۱۷۶۵ء تک [illegible] تھا اور [illegible]
پانچ برس کا اجارہ دیدیا جاتا تھا۔ لارڈ کورنوالس نے صرف انہین [illegible] تدبیر اختیار کی [illegible]
کا بدل لیا۔ اور نمک بنانیوالون کے واسطے قانون مقرر کردیا۔ پہلے جو قیمت مقرر کیجاتی تھی وہ موقوف کی
اور یہہ تجویز کیا کہ تھوڑی تھوڑی ڈھیریان نمک کی نیلام ہون۔ اور نمک [illegible] جو نیلام ہوتا تھا اوسکو
اونکو فیصلہ کرکے کام لیتے تھے اور جو آمدنی [illegible] غریب [illegible] حاصل ہوتی تھی اون سے [illegible] ۱۷۸۱ء سے
تین سال پہلے کی آمدنی ۶۰۰۴۳۴۶۴۳ روپیہ سالانہ تھی۔ مگر لارڈ کورنوالس کے زمانے میں [illegible]
۸۳-۱۷۸۲ء سے ۸۴-۱۷۸۳ء تک ۰۰۵۳۴۲۲۵ روپیہ غرض یہہ آمدنی بھی روز بروز ترقی کی پہنچی زیادہ صرف

سبب سے کچھہ زبردستی قیمت ٹہرائے ۔ افیون کا ٹھیکہ بہی نمک کی طرح سے سلطنت مغلیہ مین دیا جاتا تہا مگر اب لارڈ کورنوالس نے یہہ ٹہرایا کہ افیون بونے والے کو ٹھیکہ دار اس حساب سے قیمت دیا کرے اور پہر وہ ٹھیکہ دار سرکار کے ہاتہہ اس قیمت سے افیون بیچا کرے - اسسے وہ قاعدہ جو ٹھیکہ دار افیون کے کاشتکارونسے زبردستی خاص قیمت ٹہرا کر لیا کرتے تہے جاتا رہا -

رعایا اور زمیندار کے درمیان جو ایک سلسلہ جبر و ظلم جاری تہا اوسکے انقطاع کے واسطے یہہ قانون مقرر کیا گیا - کہ جو کاشتکار اپنی اراضی کا قبضہ اندازاً دوازدہ سال رکہتے ہون اونپر بیشی لگان کی نہ عہدہ داران سرکاری کر سکتے ہین اور نہ زمیندار یا دوسرا واقعی مالک اراضی کا - جو اپنی اراضی کی بابت اقرار نامہ مالگذاری داخل کر چکا ہو اور جو استمرار دار کہ جو مقرری پر قبضہ اپنی اراضی کا اتنی مدت نہین رکہتے ہین اگر اونکی نسبت بہی زمیندار نے یا دوسرے واقعی مالک اراضی نے بذریعہ سند کے یہہ لکہدیا ہو کہ اونپر بیشی لگان نہین کیجائیگی - تو وہ اپنے نفع کے واسطے مجاز انحراف شرائط مندرجہ سند مذکور کا نہ ہوگا بلکہ اوسکو نسبت لگان کے اسقدر مطالبہ کا پابند رہنا پڑیگا جو برضا و رغبت اوسنے قبول کیا ہوگا اگر کسی حال مین یہہ ثابت ہوگا کہ زمیندار یا دوسرا مالک اراضی اپنے حق سے زیادہ کاشتکار سے اخذ لگان کرتا ہے تو عدالت کو لازم ہوگا کہ اوسے بطور تاوان بقدر دو چند تعداد اوس اخذ بالجبر کے معہ خرچہ نالش فریق دادخواہ کو دلا دے -

لارڈ کورنوالس نے دیوانی عدالتون کے انتظام مین بہت کچھہ ترمیم کی پہلے جو کلکٹر ضلع کا ہوتا تہا وہ دیوانی کا جج اور فوجداری کا مجسٹریٹ ہوتا تہا - اب ۱۷۸۶ء مین حکام کی یہہ مرضی ہوئی کہ یہہ تینون عہدے علیحدہ علیحدہ ہو جائین بعد تجربہ کے لارڈ کورنوالس نے بہی ۱۱ فروری ۱۷۹۳ء مین اپنی یادداشت مین لکہا کہ جو انتظام بالفعل ہے اوسمین ہندوستانیون کی حفاظت و حرمت کلکٹر کے ذات پر موقوف ہے اگر وہ نیک اندیش و انصاف دوست اور شریف اور خوش نیت ہے تو رعایا کی خوش نصیبی ہے اگر اوسکا مزاج اسکے خلاف ہے تو وہان رعایا کی عجیب کم بختی ہے - اگر کلکٹر ظلم کرے تو اوسکے ظلم کا فریاد رس وہ خود ہے - گو اوسکے احکام کے واسطے بورڈ ریونیو اور صدر دیوانی عدالت ہے - مگر وہ اس قدر

فاصلہ پر رعایا سے کہ وہان آتے ہی آتے تنگ خرچ کی زیرباری سے غریب مظلوم کا تو دم نکل جائے چونکہ طرح طرح
یہہ منظور تہا کہ ملک کی زراعت اور تجارت کو ترقی ہو اسلئے یہہ تدبیر عمل مین آئی کہ ابتک سرکار اور زمیندار
کے فیمابین تمام تنازعات اور تشخیص جمع اور مالگزاری سرکار کی تحصیل کی بابت مقدمات اور دعاوی
متنازعہ فیمابین زمیندار اور اونکے رعایا و دیگر اشخاص متعلقہ تحصیل لگان کہ عدالت ہائے مال مین رجوع
ہوتے تہے۔ اور ان مالی عدالتون کے حاکم صاحب کلکٹر ہوتے تہے۔ اور اونکے فیصلے کے اپیل کمشنر و بورڈ مال
مین ہوتے تہے۔ اور بنا ارضی حکم صاحبان بورڈ کے نواب گورنر جنرل کی اجلاس کونسل کے ضیغہ مال مین
اپیل ہوا کرتے تہے پس جبتک کہ حاکمان مال کو یہہ اختیارات تجویز مقدمات مفوض ہین مالکان اراضی
کو جو حقوق دیے گئے ہین اونکی حفاظت پر اطمینان نہین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے اعتراضات ان
عدالتون کی نسبت اس وجہ سے بہی پیدا ہوتے ہین کہ اونکی کاروائیان بے قاعدہ اور بطور سرسری اور
اکثر یکطرفی ہوا کرتی ہین۔ اور نیز صاحبان کلکٹر بسبب اپنے امورات مالی مین مصروف رہتے ہین تو کار عدالت
کو التوا مین یا ملتوی کر دیتے ہین۔ اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اگر احیانًا قوانین تشخیص و تحصیل مالگزاری سرکار
سے انحراف کیا جائے تو خود حاکمان مال انحراف کرنے والے ہونگے۔ اور جن شخصون کو کہ اوسسے اونکے
ایک اختیار کے ضیغہ سے ضرر پہنچا ہو وہ امید نہین رکہہ سکتے ہین کہ حاکمان مذکور اپنے دوسرے ضیغہ مین دوسرے
ضیغہ کے اختیار کر دادرسی کرینگے۔ علےٰ ہذا القیاس حاکمان مال بوجہ کثرت امورات مالی کے فیمابین مالکان
اراضی اور اونکی اسامیون کے انصاف قانونًا کرنیکے لیے لائق نہین ہین اسلئے کہ تکمیل انگریز زراعت کی اون
ترقیون کی امید ہو سکے جو مطلوب ہین یہہ لازم آیا کہ واسطے حفظ ملکیت اراضی اور اون حقوق کے جو اوسسے
لاحق ہوتے ہین کوئی اور تدبیر کیجائے۔ سرکار کو چاہیے کہ جو حقوق و استحقاق کہ سرکار نے بمنصب توضیح
قوانین کے زمینداران کو دیئے ہین اون مین دست اندازی منصب عاملی نکرے پس لازم ہوا کہ عہدہ
مال سے اختیارات عدالت لیلیے جائین۔ سرکار کہ تمام دعاوی مالی جب اونکی نسبت بموجب قوانین کے
تنازع ہو جائے کہ عدالت دیوانی مین سماعت کیے جائین جنکے حاکم صاحبان جج بمنصب اپنے عہدہ اون اور
بنظر نوعیت امور مفوضہ کہ اپنے فیصلون کے نتائج مین بالکل بے غرضانہ عمل کرینگے سلطان اونپر لازم ہوگا کہ

فیمابین سرکار اور مالکان زمین اور نیز فیمابین مالکان زمین اور اونکے اسامیون کے بلا طرفداری فیصلہ کرین اور
صاحب کلکٹر مال صرف اختیار تجویز کرنے خود اپنے کئے ہوئے امورات کا ہی دیا جاوے بلکہ چاہئے کہ بابت
اون امور کے اونپر عدالت دیوانی مین نالش ہو سکے اور سرکاری مطالبون کو اس قید سے وصول کیا کرین کہ
اگر زیادہ ستانے اور تعدی جو منجانب سرکار اونکو مطالبہ کی نسبت جائز ہی انکی طرف سے عمل مین آیا ہو تو وہ
تحصیل کے واسطے مقرر ہین انحراف کرین تو بابت ایسے امر کے خود اونکی ذات پر نالش ہو سکے۔ ایسی
صورت مین کوئی نام ایسا نہ رہیگا کہ جو حقوق کہ زمینداروں کو از روئے قوانین دئے گئے ہین اون مین وہ
دست اندازی کرسکے یا ملکیت اراضی کی اہلیت مین خلل انداز ہو نتیجہ بالضرور اسکا یہہ ہوگا کہ ملکیت اراضی سب
ملکیتون سے زیادہ عزیز ہو جاویگی اور لوگ زراعت کی اون ترقیون کی طرف توجہ کرینگے جو واسطے بہبود
خلائق اور فائدے ملک کے بدرجہ سادی لابد ہین۔ پس بتاریخ یکم مئی ۱۷۹۳ع سے عدالتہای مال موقوف ہوئین
اور دیوانی عدالتین اسطرح قائم ہوئین کہ ہر ضلع مین اور نیز بڑے بڑے شہرون مین ایک عدالت دیوانی اور ایک
حاکم اعلی جج مقرر ہوا جو کلکٹر سے بڑا عہدہ رکھتا تھا اور اوسکے ساتھ ایک رجسٹرار مقرر کیا گیا اور بعض حکام
متعہد اوسکے اسسٹنٹ یعنی مددگار مقرر کئے گئے۔ اور ہر جج کے ساتھ مفتی اور پنڈت مقرر ہوے تاکہ جن مقدمات کا
فیصلہ شرع اور شاستر پر موقوف ہو اوسمین فتوی اور بوستہا مفتی اور پنڈت سے لیا جاوے۔ اس عدالت کے
ماتحت سب قسم کے آدمی تھے باستثنا اہل ولایت کے جنکے واسطے سپریم کورٹ مقرر تھا۔ سو روپیہ تک کے
مقدمات کو رجسٹرار فیصل کر دیتا تھا ہر ضلع مین چھوٹی چھوٹی عدالتین مقرر کی گئین اور اون مین ہندوستانی
کمشنر مقرر کئے جو پچاس روپیہ تک کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اونکی تنخواہ کچھہ نہین مقرر کی بلکہ ایک آنہ فی روپیہ
اونکی فیس مقرر ہوگئی جتنے روپیہ کے مقدمات فیصل کرتے اوتنے روپیہ لے لیتے حقیقت مین یہہ لوگ پنچ تھے
جو مقدمات کو سرسری یعنی فقط اپنی عقل کے موافق فیصل کر دیتے تھے وہ عدالت دیوانی پنچ یا جج
کے دستورات اور تحقیقات مین نہین پڑتے تھے ضلع کی عدالت مین اونکے فیصلہ کا اپیل ہو سکتا تھا
رجسٹرار اور ان ہندوستانی کمشنرون کے فیصلون کا اپیل مین صاحب ضلع کے جج کا حکم ناطق نافذ تھا اور پھر اسکے
اپیل نہین ہوتا تھا پہلا اپیل بورڈ اور دوسرا یعنی گورنر جنرل مع کونسل مین ہوتا تھا۔ انتظام کے بوجہہ

ہلکا ہونیکے لیے گورنر جنرل مع کونسل نے یہہ تجویز کیا کہ ہزار روپیہ کا اپیل نہین سنا جائیگا۔ یہان پر
شاذ و نادر ایسے مقدمات ہوتے تھے کہ جو اس مقدار کے ہون اسلیے گویا اپیل کی عدالت سے ہندوستانی
بالکل محروم کردیے گئے سوا اسکے اگر مقدار کم بھی کردی جاتی تو کلکتے کے جانیکے اور اخراجات ایسے تھے
کہ کون اپیل کرتا تھا۔ اس عیب کے دور کرنیکے لیے لارڈ **کورنوالس** نے چار اپیل کی نئی عدالتین ایک
کلکتے کے قریب جو ارمین اور باقی تین ڈہاکہ۔ پٹنہ۔ مرشدآباد مین مقرر کین۔ عدالت مین تین جج
اور ایک رجسٹرار اور دو ایک دیسی اسسٹنٹ اور قاضی اور مفتی اور پنڈت مقرر ہوے اور یہہ عدالت
ضلع کی عدالت کے فیصلونکا اپیل سنتی اور اسکو اختیار رہا کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلون کو
منسوخ کرے یا ترمیم کرے یا واپس بھیجدے یا از سر نو تحقیق کرے۔ پہر ان عدالتون پر بھی ایک عدالت
صدر دیوانی مقرر ہوئی۔ اوسکے حاکم گورنر جنرل اور اوسکی کونسل کے ممبر اور قاضی القضاۃ اور مفتی
اور دو پنڈت اور رجسٹرار اور کئی اسسٹنٹ تھے۔ وہ عدالتہای مرافعہ اولی اور ضلع کی عدالتون کے
فیصلون کے مرافعہ اخری کو سماعت اور تجویز کرتی۔ اول ہزار روپیہ تک مقدمون کا اس عدالت
مین مرافعہ ہوتا مگر مقدمات کی کثرت ہوئی تو بجائے اسکے یہہ خیال کرتے کہ اپیل کی بہت ضرورت رعایا کو پڑتی
ہے مقدمات کی مالیت کو اپیل سننے کے واسطے زیادہ بڑہا دیا جسسے اپیل کرنے والے اور بہی اسسے محروم ہوگئے
پچاس ہزار روپیہ کا مرافعہ ولایت مین بھی بادشاہ کے حضور مین بھی پیش ہوسکتا تھا۔ دیوانی عدالت کے
جتنے کام گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوئے وہ سب ایسے پیچیدار تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ سادہ دیہاتی کو بڑی
دقت اوٹھانی پڑی۔ سیکڑون اصطلاحین قانون مین داخل تہین اونکے سمجھنے کیلیے بہی سمجھ
درکار تھی عبارتین ایسی پیچیدار اور مغلق تہین کہ صاف صاف مطلب سمجھ مین نہین آتا تھا۔ یہان کے
باشندے دیوانی کی قانون کی پیچیدگیون کے سبب اپنے مقدمہ کو عدالت کے روبرو پیش نہین کرسکتے
تھے اسلیے ضرورت ہوئی کہ وکلا ایسے ہون اور شخص جو اہل مقدمہ کی طرف سے مقدمہ حکم عدالت کے لیے
قانون کے موافق پیش کرے وہ مقرر کیا جائے۔ پہر اس فرقہ کی تیاری کے واسطے ایک قانون جاری
ہوا اور یہ فرقہ تیار ہوا۔ اوسکی داخلی فیس بہی مقرر ہوئی۔ پہلے یہان کا دستور تھا کہ حاکم نیلام

کرنیکے عوض مین جو تہہ یعنے پچیس فیصدی لیتا تہا اسکو سرکار کمپنی نے موقوف کر دیا تہا۔ اسکی جگہہ فیس مقرر کی جو ہر مقدمہ کے دائر کرنے مین اہل مقدمہ کو دینی پڑتی تہی۔ لارڈ کورنوالس اسکے نزدیک یہہ سمجہتے تہے کہ جو چیز دادرسی کو روکے وہ بری ہے اور اس مقولہ پر اونکا عمل تہا کہ جہان انفصال تنازعات کے لئے عدالت ارزان نہین ہے وہان عدالت ہی نہین ہے۔ اسلئے اونہون نے اس فیس کو بہی موقوف کر دیا۔ اور کسی قسم کی فیس باقی نہین رکہی۔ فقط وکیلون اور گواہون کی فیس کو قائم کہا۔ ججون کے واسطے بہی سوا تنخواہ مقرر ہوا کے کوئی اور صیغہ بالائی یافت کا نہین چہوڑا۔ یہہ ایک بڑا احسان ہندوستانیون کی جان پر اونہون نے کیا۔ لارڈ کورنوالس کی توجہ کچہہ مال اور دیوانی سے فوجداری کی طرف کم نہ تہی۔ ۔۔۔ نومبر ۱۷۹۰ع کو اونہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہا کہ جو ملک تمہارے قبضہ مین ہے اوسکا انتظام درست جب تک نہین ہو سکتا اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت بخوبی نہین ہو سکتی کہ فوجداری کی عدالت کا حسن انتظام نہو اوسکا حال نہایت ابتر ہے مجہے اس امر کا دل سے شوق ہے کہ وہ بد انتظامیان جنسے گورنمنٹ کی بے عزتی ہو رہی ہے۔ تجارت کے بازار بند ہو رہے ہین۔ تمدن اور معاشرت سے رعایا مین خلل پڑ رہا ہے اونکا علاج مدراس جا نے سے پہلے کر دون۔ اونہون نے فوجداری کے قوانین کی تعمیل کے واسطے چار دن سر فعدالی کی کچہریون کے ججون کو حاکم مقرر کر کے چار کچہریان فوجداری کی قائم کین۔ اور دیوانی کی طرح اس صیغہ مین ایک رجسٹرار اور اسسٹنٹ اور ہندوستانی افسر اوسکے مددگار مقرر ہوئے۔ اور اونکا کام دورہ کرنیکا مقرر ہوا۔ چارون شہرون مین جہان ضلع کی عدالتین تہین وہان حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کے لئے یہہ مقرر کیا کہ ہر مہینہ مین

ضلع کلکتہ مین چار اجلاس و دباقی اضلاع مین سے ہر ایک ضلع مین دو اجلاس ہوا کرین جج ہر سال دو دورے کرین یعنے دورہ اول یکم اپریل سے اول جج اور صاحب رجسٹرار و مفتی شروع کرین اور دورہ ثانی دو جج اور ہندوستانی افسر اور یہہ صاحبان جج اپنی اپنی قسمت مین جمیع اضلاع کے صاحبان مجسٹریٹ کی صدر مقام مین جایا کرین اور حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کیا کرین۔

پس جب یہہ جج دورہ سائر کے مقدمات مین مقرر ہوئے تو محکمہ اپیل بند ہو جاتا۔ ۱۷۹۳ع ہی مین اسکے

خرابی معلوم ہوئی اور یہہ حکم ہو گیا کہ ایک جج مرافعہ سننے کے لئے دورہ کو نہ جایا کرے۔ مگر مرافعہ سننے کے واسطے قانون
کے موجب دو ججون کا ہونا ضرور تہا اسلئے اس قاعدہ کی کارروائی بخوبی نہ ہوئی اسلئے ۱۸۳۱ء مین حکم ہوا کہ
دو جج دورہ کو نہ جایا کرین۔ سوا ان عدالتون کے صدر نظامت کی بہی عدالت تہی اوسکے حاکم گورنر جنرل
مع ممبران کونسل اور قاضی القضاۃ اور مفتی تہے۔ جب جج دائرہ سائرہ کے ضلعون مین جاتے تو وہان کے
مجرمون کے ثبوت جرم اور عدم ثبوت جرم کے گواہ لیتے اور اونکے اظہار قلمبند کرتے اور اگر مجرم اقرار کرتا تو
اوسکا اقرار لکہتے۔ پہر یہہ کاغذات مفتی اور قاضی کو جو کہ مقدمہ کے صاحب جج کے ساتہہ سماعت کرتے تہے
دیتے اور وہ مسلمانون کی شرع کے موافق جو سزا مناسب تہی لکہتے اور اوسپر اپنی مہرین ثبت کر دیتے
اب اگر صاحب جج اور قاضی اور مفتی کی رایون مین اتفاق ہو جاتا تو مقدمہ فیصل ہو جاتا اور اگر اختلاف ہوتا
تو صدر نظامت کو تمام کاغذات مقدمہ بہیج جاتے صاحب جج اپنی رائے اور سبب اختلاف اوسکے ساتہہ لکہتے
جب جج دورہ سے فارغ ہو کر آتے تو اونکو اپنے تمام کامون کا روزنامچہ صدر نظامت کو بہیجنا پڑتا تہا۔
اور ان ججون سے معمولی رپورٹین طلب ہوتی تہین جنسے یہہ معلوم ہوتا کہ کیا کیا برائیان باقی ہین اور اونکی
کیا کیا علاج ہین۔ یہہ کام تو ایک دانشمند اور فرزانہ گورنمنٹ کا ضرور تہا۔ لارڈ کورنوالس نے قانون کی
تعمیل کے لئے یہہ آلات اور اسباب تیار کئے تہے مگر اب سوال یہہ ہے کہ وہ قانون کیا تہا جسکی چلانے کے لئے یہہ کل
بنائی گئی۔ ہندوستانیونکو جو حقوق سرکار کی طرف سے دئیے گئے تہے۔ قانون کا کام یہہ تہا کہ وہ ان
حقوق کی تعریف کرتا کہ وہ کیا ہین اور اونکا انتقض کیا ہے۔ یہہ بیان ناقص کرنا تمام تہی کہ آدمی قانون
کی تعمیل کے لئے مقرر ہون اور وہ خود قانون موجود ہی نہون۔ ہندوؤن کی طرح مسلمانون اور ہندوؤن کے
قوانین جو اونکے حفظ حقوق کرتے ہین قرآن شریف اور دہرم شاستر ہین۔ مگر وہ قانون تو انسانون کے
حقوق قائم کر سکتے ہین کچہہ ہندوستان کی مخصوص نہین سارے خدائی کے لئے ہو سکتے ہین۔ قاضی
اور مفتی اور پنڈت جو اونکے موافق فتوے اور ویوستہا لکہتے خود متردد اور ڈانواڈول رہتے۔ غرض جو
کام تہا بے ثبات اور غیر محقق تہا اسلئے جو جسکا جی چاہتا تہا وہ کرتا تہا تہوڑی باتین ایسی تہین جو
قانون کے احاطہ مین آئی تہین باقی عدالت کی لئے کوئی قانون نہ تہا جو عدالت چاہتی وہ بنا لیتے قانون

بنالیتی جج کے لئے کوئی مجموعہ قوانین نہین بناسکتا وہ پابند ہوکر کام کرتا۔ اور خلاف اسکی کام کرتا تو سزا پاتا
اسلئے وہ آپ ہی قانون بناتا اور آپ ہی اوسکی تعمیل کرتا بعینہ یہہ حال تہا کہ کوئی شخص بغیر رجی بڑی تنخواہ پر
نوکر رکہہ لے اور تانبے اور چینی کے برتن بہت بڑی بڑی خرید لے مگر نکالنے کے لئے کوئی چیز نہ دے۔ گو یہہ حال تہا مگر
اسپر بہی خیال کرنا چاہئے جو ہم آگے لکہتے ہیں کہ یہہ حماقت کا خیال انگریزون کے دلون مین نہین تہا کہ
خود عدالت اور کچہری ہی قانون ہے اور جب عدالت مقرر ہوگئے تو کچہہ ضرور نہین ہے کہ قانون اوسکی
تعمیل کے واسطے بنایا جائے بلکہ وہ خود ہی قانون ہے یہہ کوئی فلسفہ تو تہا نہین کہ ایک حکیم اوسکو تجربہ کرکے
اپنے خیالات سے بنا لیتا۔ اگر گورنمنٹ ایسی فلسفانہ کام کرے تو اپنی سفاہت سے اپنے تئین برباد کرے۔ غرض
پہلے تجربہ حاصل کرنا ہندوستان کے لئے قانون بنانے کے واسطے ضرور تہا۔ گورنمنٹ نے یہہ اول سبق پڑہنا شروع
کیا اور تدریج اوسمین ترقی کی تجربہ کرنے مین بیشک غلطیان اور نقصان ہوا ہے وہ بیشک ہوا۔ آخر
بتدریج وہ ترقی کی جس سے ملک مین انسداد جرم ہوا۔ ارتکاب جرم کی تعداد کم ہوئی۔ زراعت اور تجارت کی
ترقی ہوئی۔ باوجود ان سب باتون کے لارڈ کورنوالس کی تعریف اس قدر الاطلاق کی نہین ہو سکتی کہ
اونسے اس امر کو دل سے چاہا اور زبان سے کہا اور بطور نمونہ مشتے از خروارے کرکے دکہا بہی دیا کہ حقوق رعایا
کے لئے اور جان و مال کی حفاظت کے واسطے قانون لکہے جائین اور اونکی وجوہات اور براہین اونکی بنیاد پر
تحریر ہون کہ وہ کس اصول پر مبنی ہین اور وہ منطبع ہوکر ملک مین شائع کئے جائین اور اونکا ترجمہ اس
ملک کی زبان مین ہو اور جس طرح ان قانون کی تعمیل ہو وہ قاعدے بہی مقرر کئے جائین۔ اور تمام حکام
اون آئین کے پابند ہوکر کام کا انصرام کرین۔ یہہ امر رفاہ خلائق کے لئے ضروری ہے کہ افراد اپنے ملک کی
قانون سے واقف ہون۔ اور اونکے موافق اپنی حق تلفیون کا تدارک کر سکین۔ قومون کی ترقی اور تنزل
کا منشا صحیح قانون ہوتے ہین۔ جو گورنمنٹ ایک مجموعہ قوانین مقرر کرکے اوسکے موافق حق رسی رعایا
کی کرتی ہو اور رعایا ان قوانین کو جانتی ہو اور اوسے اپنے حقوق کی حفاظت کرتی ہو۔ اور جب تجربہ
سے کوئی غلطی اونمین ہوتی ہو تو اوسکی ترمیم گورنمنٹ کرتی ہو تو وہ بیاض ادا کرتی ہے۔ قومونکی ترقی اور تنزل کے
اسباب ہمیشہ سے اس مجموعہ قوانین کی حالت پر موقوف ہوتے ہین۔ رفاہ انسانی کے لئے کوئی

رائے اس امر سے زیادہ فیض رسان انسان کے ہونٹوں سے نہیں نکلی ہے جیسے یہہ کہ ملک کی
فرمان روائی ایک مجموعہ قوانین کے موافق کیجائے۔ لارڈ کورنوالس کا مجموعہ قوانین ۱۷۹۳ء
جو قوانین ہند کا دیباچہ ہے دیکھہ کر ہندوستانیوں کو اونکا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اونہوں نے
ہمارے لیے بھی رفاہ اور فلاح کا دروازہ کھولا۔ اور ہر ہندو مسلمان کو بتلایا کہ وہ بھی آدمی ہے
اور اپنے حقوق رکھتا ہے اور اگر وہ تلف ہو جائیں تو لیوں پا سکتا ہے۔ لارڈ کورنوالس کی
ترمیم اور اصلاح کا یہہ نتیجہ تھا کہ پہلے جو مسلمانوں کے قوانین کے موافق عضو انسانی قطع کئے جاتے
تھے۔ اور سخت سزائیں جو ہندوستان کی رسم و رواج کے موافق دیجاتی تھیں موقوف ہوئیں اور پہلے
جو قرضداروں کو قرض خواہ گرفتار کر کے جبر اور ظلم سے اپنے وصول قرضہ میں کرتے تھے یا زر لگان کے
وصول کرنے میں زمیندار بیچارے غریبوں کا سر شکنجہ میں لاتے تھے۔ یہہ سب کے لیے موقوف ہوئے اور یہہ معاملے
اب عدالت میں دائر ہونے لگے۔ اب ایک صیغہ پولس کا باقی رہا ہے اوسکی طرف بھی گورنر جنرل نے
توجہ فرمائی ضرور تہا کہ تمام ملک میں پولس ایسا کارگزار مقرر کیا جائے کہ مجرموں کو عہدہ داران عدالت کی
سراغ رسانی سے امید گریز کی نہ رہے۔ لوگوں کو ارتکاب جرم سے باز رکھنے کے لیے اوسکا ہونا ایسا ہی ضرور
ہے جیسا کہ مجرموں کی سزا جلد اور وانصاف لازم ہے۔ یہاں دستور کے موافق زمینداروں اور مستاجروں
کے اقرارناموں میں جو عبارت داخل کیجاتی تھی اوسکے موافق اونپر امن امان رکھنا واجب تھا۔ اور
اگر کوئی چوری اونکے محال یا علاقہ مستاجری میں ہو جاتی تو چوروں اور مال مسروقہ دونوں کا سراغ رسانی
کر کے پیدا کرنا اونپر واجب تہا۔ مگر اس قرار سے انسداد واردات اور جرموں کا نہ ہوا بلکہ بہت جگہ جرم
اور اور بہت سی بدنظمیوں کا ازدیاد اس پیچ پر ہوا کہ زمیندار و مستاجر جو اقرارنامہ کی رعایت
سے پولس اپنا ملازم رکھتی وہ مجرموں سے گٹھ جاتی اور باہم سازش ہو جاتی۔ اسلیے گورنر جنرل نے بنظر
محافظت جسم و مال رعایا کی جو اونکے آرام اور راحت اور فلاح عام کے واسطے ضرور ہے یہہ قانون جاری
کیا کہ آئندہ ملک کی پولس پر صرف انہیں عہدہ داروں کا اہتمام سمجھا جائیگا جو گورنمنٹ کی طرف
سے اس کام کے انصرام کے لیے مقرر ہوں اب زمینداروں اور مستاجران اراضی کو حکم دیا گیا کہ

عملہ تہانہ داروں کے اور اہل کاروں پولس کے جو ملک میں امن رکہنے کے واسطے اونکو ملازم رکہنے پڑتے تہے موقوف کر لئے گئے آئندہ تمام زمیندار اور مستاجران اراضی کو ایسے عملوں کے ملازم رکہنے کی ممانعت ہے۔ اب مستاجر اور زمینداروں اون جرائم سرقہ کے جو اونکے علاقہ میں واقع ہوں جوابدہ نہیں ہیں ضلع کے جج کو حکم ہو گیا کہ وہ اپنے ضلعے و علاقوں میں تقسیم کریں اور ہر علاقہ دس کوس یعنی بیس میل مربع کا ہو۔ اور ہر علاقہ میں ایک داروغہ مقرر کرے۔ اور ہزار روپیہ حاضر ضامنی وہی لیجائے ان داروغون کو اختیار تہا کہ وہ حاضر ضامنی پر مجرموں کو چھوڑ دیتے تہے۔ اب ہم مال۔ دیوانی۔ فوجداری۔ پولس کا انتظام جو لارڈ کورنوالس نے کیا بیان کر دیا۔ ہم ہر انتظام کے نتیجے کو بیان کرتے ہیں مگر ہمین کچھ ہم تاریخ کی طرح زمانہ کی قید کے مقید نہیں رہینگے۔

لارڈ کارنوالس کے انتظامات کے نتائج

(۲) لارڈ کورنوالس ہندوستان کا بڑا محسن تہا جسنے اس فیاضی سے ہندوستانیوں کے حال پر یہہ فیض رسانی کی کہ زمینداروں کو زمین کا مالک بنا دیا اور اونکے ساتہہ بندوبست استمراری کر دیا۔ گویا حقیقت میں ہر زمیندار کو ایک اچہا اور امیر بنانا چاہا۔ مگر اوسنے وہ کام جو برسوں میں ہونا چاہئے تہا دنوں میں کرنا چاہا۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ جس بوجہ کو اوٹہایا ہے اوسکے اوٹہانے کی اور سنبہالنے کی قدرت نہیں ہے۔ اول تو افسر نہیں ہیں کہ ان کاموں کو انجام دے سکیں۔ دوم جو افسر ہیں وہ ملک کی رسم و رواج اور زبان سے ناآشنا ہیں۔ جو کچہہ زر مالگزاری کا بندوبست ہوا تہا اوسکے نتیجے تہوڑے ہی دنوں میں ظہور ہونے لگے۔ یہہ قانون تہا کہ اگر مالکان زمین زر مالگزاری کو وقت معین پر نہ ادا کریں تو بقدر زر غیر ادا شدہ کے اونکی زمین نیلام کر دی جائے۔ یہہ سرکار نے بڑی حکمت کی کہ اپنے پیچہے دیوانی عدالت میں نالش کرنے کا جہگڑا نہیں لگایا۔ جس میں وقت ضائع ہوتا اور بڑی دقتیں پیش آتیں غرض یہہ دیوانی کا عذاب رعایا کی جان کو لگایا اور اپنے تئیں اوس سے بچایا۔ یہہ قاعدہ خود سرکار کے حق میں مفید تہا۔ زمینداروں کو مالک زمین کرنا اور اونکو ہمیشگی کے ساتہہ بندوبست استمراری کرنا اور اس سے اونکی بہبود اور فلاح اور امارت کی امید کرنا غلطی سے خالی نہ تہا۔ ۱۷۹۶ء میں جو زر مالگزاری نہ ادا ہونے کے سبب سے اراضی نیلام پر چڑہی اوسکا زر مالگزاری ۲۸۷۰۰۰ روپیہ تہا جسکے سبب سے بڑے بڑے زمیندار بہت تباہ و برباد ہو گئے۔ اور بڑے بڑے زمیندار مفلس

گنوار کی طرح محتاج ہو گئے ۔ نہ پیٹ کو روٹی تہی نہ بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا تہا ۔ جو جلدی تباہی آئی اوسکا
سبب یہہ تہا کہ رعایا نے روپیہ دینے مین توقف کیا ۔ سرکار نے تو بذریعہ مالگزاری کے وصول کرنیکا طریقہ
زمینداروں سے سرسری مقرر کیا تہا مگر زمینداروں کو رعایا سے لگان وصول کرنے کے بہلے دیوانی عدالت [illegible]
نہی ۔ ایک اچہے لارڈ کورنوالس کو عرضی اس شکایت مین لکہی کہ جو علاقہ گورنمنٹ و زمیندار کے درمیان
ہے وہی زمیندار اور رعایا کے درمیان ہو ۔ اسمین درنگی بات کی کیا وجہ ہے کہ خود گورنمنٹ سرسری
طریقہ سے مالگزاری وصول کرے اور زمیندار کو زر لگان وصول کرنے کے واسطے عدالت دیوانی کے جہلا
جہگڑے دستورات اور قواعد پیچیدگی ہی اوسکا آگے مین دم آجاتی ۔ غرض ملک مین زمینداروں کی حالت مین
بڑا تغیر ہوا ۔ پہلے ہندوستان کے امیر مسلمان ہی جو حاکم تہے وہ لوٹ تباہ ہو گئے انگریز اونکے قائم مقام ہوئے
اب ہندو بڑے امیر زمیندار تہے وہ اس بندوبست کی کم بختی مین آ کر خراب ہوئے ۔ حقیقت مین لارڈ کورنوالس
نے جس چیز کی استمرار سے یہہ خیال کیا تہا کہ دولت ملک و رفاہ خلق زیادہ ہوگی وہ استمرار نہ تہا بلکہ
اوسی سے زمینداری ایسی گردش مین آئی کہ پہلے سے بہی زیادہ متغیر و متبدل ہو گئی جس چیز کا
لارڈ کورنوالس نے استمرار و استقرار چاہا وہ اور زوال پذیر ہو گئی ۔ اب اس انتظام کا اثر زمیندار پر تو معلوم ہوا
اب رعایا کا سننا چاہیئے کہ اوسپر کیا گذری ۔ لارڈ کورنوالس کو یہہ توقع ہی تہی کہ بندوبست استمراری
کے سبب زمیندار اپنی رعایا کے ساتہہ نیک سلوک کرینگے اور زمین کی حیثیت بڑہانے مین اونکو پوری مدد
دینگے اور اونسے ہمدردی کرینگے ۔ مگر یہہ عجیب طرح کا خیال تہا جسوقت کاشتکاروں پر لگان مقرر کر دیا گیا کہ وہ
اسسے زیادہ زمینداروں کو نہ دین تو پہر زمیندار کی بلا کو غرض تہی کہ وہ اپنی دولت کو زمین کی حیثیت کو
بڑہانے مین صرف کرتا ۔ اور اپنی اسامیونکو موٹا کرتا ۔ بلکہ اسکے خلاف وہ تو اونکی تباہ کرنے مین کوشش کرتا
کہ پرانی اسامیان نکلین تو مین نئی اسامیان بلاؤن جو آبادی کے بڑہنے کے سبب سے [illegible]
مل سکتی نہیں ۔ یہان کا یہہ قاعدہ ہے کہ جب پیدا کرتے ہین کہ بغیر دئے کچہہ بن ہی نہیں آتا جب اسامیوں نے
دیکہا کہ زمیندار زبردستی روپیہ نہیں لے سکتا ۔ بعد عرصہ دیوانی عدالت کی جب نگرانی پائیگا تو روپیہ دینگے
انہوں نے زمیندار سے تمردی اختیار کی اور لگان کے دینے مین توقف کیا ۔ زمینداران نالشون کا

زیرباری سے اور تباہ ہوا غرض تعلق جو زمیندار اور رعایا کے درمیان تھا وہ بدل گیا۔ زمیندار نے رعایا کے سر پر سے اپنا ہاتھ اوٹھا لیا۔ رعایا نے اوسکو اپنا ماں باپ سمجھنا چھوڑ دیا۔ اب زمینداروں نے جب دیکھا کہ لگان کو نہیں بڑھا سکتے تو اور پچاس طرح کے جھگڑے اسامیوں کے پیچھے باج خرچ اور لاگو خرچ کے شروع کر دیے۔ غرض انتظام جدید سے زمیندار کو رعیت کی لوٹ کا اقتدار تھا اور رعیت کو زمیندار کے دق کرنے کا اختیار تھا۔ مگر ان برائیوں کو گورنمنٹ نے نہیں تسلیم کیا بلکہ ان باتوں سے جو ہم نیچے بیان کرتے ہیں اور ہی نتیجے نکالے۔ باقی زر مال گزاری کی کم رہنے لگے۔ اور زمینداروں کی جائداد جو گراں فروخت ہوئی اوس سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ جمع نرم زمین پر مقرر ہوئی ہے اور زمین کی حیثیت اور قدر و قیمت بڑھتی جاتی ہے اور لوگ دولتمند ہوتے جاتے ہیں جو ایسے گراں قیمتوں پر زمینوں کو مول لیتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کوڑیوں کے مول نہیں بکتی۔ پرانے نکمے زمیندار اس انتظام سے چھٹ گئے اور نئے عقلمند اور جفاکش زمیندار انکی جگہ پر قائم ہوگئے۔ پرانے درختوں کا باغ اوجڑ گیا اور نئے درختوں کا نہایت سرسبز و شاداب لگ گیا۔

اب عدالت دیوانی کے لئے جو قوانین بنائے گئے تھے اونکا اثر اور نتیجہ دیکھنا چاہیے جب فقط کلکٹری حاکم تھے تو کورٹ ہوس (دربار وکلاء رعایا) نے کہدیا تھا کہ ۳۰۰۰۰۰ آدمیوں کے انفصال مقدمات اور تنازعات کے واسطے ۵ کافی تھے بہت سے آدمی اپنے مقدمات کو پنچایت سے آپس میں فیصلہ کر لیتے تھے یا کسی پیر و مرشد کے مقدمہ کو حوالہ کر دیتے جو وہ اپنی عقل سے اٹکل پچو فیصلہ کر دیتے تھے اور صبر کر کے بیٹھ رہتے تھے۔ لارڈ کورنوالس نے جو انتظام کیا تو ایسی عدالتوں کو سطرح سے مقرر کیا کہ ہر شخص کو اپنی دادرسی کے واسطے عدالت تک رسائی ہو اور کسی کو یہ شکایت نہ رہی کہ ہم کو منازل اور مراحل بہت فریادرسی کے واسطے طے کرنے پڑتے ہیں اور حقیقت میں یہ کام ایک اچھی گورنمنٹ کا فرض ہے اور عمدہ گورنمنٹ کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کے دروازہ پر عدالت منتظر حق رسی کے لئے بیٹھی ہو۔ ایک عدالت کے فیصلہ سے ناراضی ہو تو دوسری عدالت مرافعہ اوسکی تنسیخ یا اصلاح کے لئے موجود ہو۔ مگر تجربہ نے تھوڑی ہی دنوں میں سکھا دیا کہ مرض کے واسطے جو دوا تجویز ہوئی تھی وہ مناسب مرض نہ تھی۔ دیوانی عدالتوں کے قوانین پیچیدگی کے سبب سے جج نہایت کم مقدمات منفصل کر سکے۔ اور مقدمات کی باقیات کی

ڈہیر لگ گئی۔ اب انصاف و عدل کا تقاضا تو یہہ تہا کہ جب یہہ حال تہا تو عدالتون کی تعداد زیادہ کرنی چاہئے تہی یا حاکم زیادہ مقرر کرنی چاہئے تہی جسسے زیادہ انفصال مقدمات ہوتا۔ مگر غضب یہہ کیا کہ اہل مقدمہ کے پیچھے بیس طرح کی کرین لگا دین کہ جسکے سبب سے وہ بیچارے عدالت مین مقدمہ ہی نہ دائر کرسکین۔ اسکے یہہ معنی ہین کہ جو شخص عدالت مین مقدمہ دائر کرے وہ سزایاب ہو۔ قانون جاری کردیا کہ جو شخص مقدمہ عدالت مین پیش کرے وہ اسقدر روپیہ پہلے عدالت مین پیش کرے۔ اسکو زیادہ کیا آسان بات عدالت کے لئے اور کام گہٹانیکے واسطے ہوسکتی ہے کہ [illegible] اپنا یہہ دستور ہو اگر جس شخص کا قد چہ فیٹ سے کم ہوگا وہ عدالت مین مقدمہ نہ دائر کرسکیگا اور بالکل کام نہ کرتا ہو تو یہہ حکم دیدے کہ جس شخص کا قد [illegible] فیٹ سے کم ہوگا اوسکا عدالت مین استغاثہ نہ سنا جائیگا پس جس شخص کے پاس عدالت کے [illegible] نقد ہو اور وہ چہپا چہپن کرتا ہو اور عدالت بہ جائے تو عدالت اوسکو منہ لگائے۔ اور [illegible] روتے کہاتے مقدمات جو عدالت مین دائر ہوتے ہین اونمین یہہ امر ضروری نہین ہوتا کہ فریقین دغاباز ہی ہوتے ہون [illegible] سکتا ہے کہ مقدمہ مین ہر شخص کو اپنے حق کے لئے غلط فہمی ہو جسکے لئے وہ جج سے اپنا انصاف چاہتے ہون لیکن ایسے مقدمات وہان بہت کم ہوتے ہین جہان قوانین کا مجموعہ عمدہ ہوتا ہے حقوق کی تفصیل ایسی ہوتی ہے کہ اونمین غلط فہمی بہت نہین ہوتی۔ مقدمات کی کثرت وہین ہوتی ہے جہان قانون اچہا نہین ہوتا۔ قوانین اور گورنمنٹ دغابازی اخلاق پیدا کرتی ہین۔ جہان وہ برے ہوتے ہین وہین عناد اور فساد زیادہ پہیلے ہوتے ہین۔ اور عدالت مین مقدمات کے ڈہیر لگتے ہین۔ دغاباز ایک فریق دوسرے فریق سے ناجائز فائدہ دغابازی کرنا چاہتے ہین۔ عدالت کا خرچہ اس نظر سے بڑہایا جاتا ہے کہ دغابازون کو موقع نہ رہے کہ وہ لوگ [illegible] لوٹنے کی فکر عدالت مین نہ کرین۔ اور بہاری خرچہ کی سزا مین تو ایسی باتون ایسے جرمون کا انسداد نہین ہوسکتا۔ اگر عدالت انہین ان مستغیثون ہی کے استغاثہ نہ سنے [illegible] کرے تو ایسے جرم نہین کم ہوتے۔

غرض ججون کے انفصال مقدمات مین وہ التوا ہونے لگا کہ متوسط العمر کو تو یہہ توقع سے کرنی ہی چاہئے کہ بجز زندگی مین ڈگری ملیگی۔ بہت آدمی جو جواب کے درپے رہتے ہین اونہون نے اپنے مقدمہ کا آپ ہی

فیصلہ کر لیا۔ عدالت کے فیصلہ کے منتظر نہ رہے۔ ایسے مقدمات اکثر دیہات کے سوا نون کے ہوتے تھے کہ زبردست گانون
والے دوسرے گانون گانووالے کو دبا بیٹھے یہہ جانتے تھے کہ عدالت مین برسون مین فیصلہ ہوگا۔ سوا
اسکے یہہ خرابی تھی کہ حاکم یہان کی زبان نہین جانتے تھے اور جس زبان مین تحریر ہوتی تھی نہ وہ یہان
کے حاکمون کی زبان تھی نہ رعایا کی۔ دیوانی عدالت کے قوانین کی پیچیدگی اور انکے دستورات سے یہان کے
آدمیون کو کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ بلکہ جو بد اطمینانی اس نظر سے پیدا ہوئی گئی نہین۔ کہ شخص اپنی دادرسی
اور حق رسی کے لئے عدالت کو اپنے دروازہ پر دیکھے اوسے اور مفسدون اور فسادون کو تقویت
ہوگئی۔ چونکہ قوانین ملکی اہل ملک کے اخلاق پر بڑا اثر رکھتے ہین۔ اسلئے ان قوانین سے بد اخلاقی
نے بہی خوب اشاعت پائی۔ راست بازی اور دیانتداری روز بروز کم ہونی شروع ہوئی۔ مکاری
عیاری دغابازی بہی شروع ہوئی۔ رعایا کو دزدان راہ سے تو عافیت نہ حاصل ہوئی الا
اور دزدان امین دان کے ہاتہہ مین گرفتار ہوکر ہ لٹے۔ اب فوجداری کی انتظام کا جسمین پولس بہی
داخل ہے۔ نتیجہ سنئے کہ داروغہ صاحب جو مقرر ہوتے اونکی تنخواہ پچیس تیس روپیہ ہوتے نہ وہ کچھہ
اپنے کام مین تعلیم یافتہ ہوتے نہ ایسے خصائل رکہتے کہ وہ اس کام کے واسطے زیبا ہوتے۔ اکثر زمین
محمد منشی سردار دلال اور ایسے ویسے آدمی ان عہدون پر مقرر ہوگئے وہان اس حکومت کے نشے
مین ایسے مست ہوگئے کہ کچھہ اپنی کام سے کام نہ رکہا۔ چونکہ وہ اپنے افسر سے پچاس میل کے فاصلہ پر
ہوتا تہا کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوتا تہا جو جی چاہتا تہا کرتا تہا۔ اوسکے ظلم و ستم کے
افسانے اور داستانین ایسی لوگون کی زبان پر ہین کہ اگر لکھی جائین تو ایک قصہ کی کتاب خوب
مرغوب بنجائے۔ سوا اسکے اگرچہ اسکا تخمینہ کرنا مشکل ہے کہ کہان جہوٹ زیادہ اور کم بولا جاتا ہے مگر
جہوٹ بولنا خوف اور نامردی کی علامت ہے۔ یہان کے آدمی ہمیشہ قاہر اور جابر حاکمون کی محکوم رہے ہین
اسلئے اونکی جہوٹ بولنے کی بہت عادت ہے۔ اول تو داروغہ صاحب کی عنایت سے مجرم پکڑے جاتے
اور جو کم بختی کے مارے پکڑے گئے لوگ اونکے واسطے عدم ثبوت جرم کے شاہد ایسے موجود تہے کہ حاکم کو فیصلہ
کرنا دشوار تہا۔ توقف فیصال مقدمہ مین اتنا لگتا کہ مجرم کو حوالات مین بیٹھے بیٹھے اتنی مہلت ملجاتی

کہ جتنے گواہ جہوٹے چاہے بنالے۔ دولت مند لوگ کسی جرم میں سزا نہ پاتے تہے۔ یہان کے آدمی ایسے بے شرم و
بے حیا ہیں کہ عدالت میں دروغ حلفی کو کوئی جرم نہیں جانتے کسی دوست کی واسطے جہوٹ بولنا اپنی
خوش اخلاقی کا جزو اعظم سمجہتے ہیں۔ کچہہ گواہ جہوٹ بولتے کچہہ صاحب جج اونکے مطلب کو نا آشنائی زبان کے
سبب غلط سمجہتے اسے کیا حق انصاف ہوتا! اور اسی سبب سے سرکار کمپنی کے ملک میں ڈکیتی کا وہ بازار
گرم ہوا کہ شاید کسی جگہ ہندوستانی عملداری میں ہوا ہو گویا اس فرقہ کا موجد یہ انتظام جدید فوجداری تہا
چوتالیان بجاتے۔ ٹہگ راستوں کی رہزنی کا ٹہیکہ دیتے تہے۔ لوٹ مار بر اور دہا کہاتے تہے جس اشراف
کے گہر چوری ہوتی وہ عدالت میں گہسٹے گہسٹے پہرتے۔ اسلئے بیچارے انسوں نے تو چوری کی خبر تک کرنیکی
پولس میں قسم کہالی تہی۔ یہہ مرض ساری گورنمنٹوں کے پیچہے تہوڑا ابت لگا ہوا ہے۔ کہ وہ اپنی تمام
تدابیر کو نہایت ٹہیک صفا جانتے ہیں۔ اور یہہ بہی کہ جو قانون جس مقصود کے لئے ہم جاری کرتے ہیں تو ویسا ہی
ہوتا ہے۔ یہی بلا اس کمپنی کی گورنمنٹ کے پیچہے لگی ہوئی تہی۔ اگر کمپنی ذرا سی بہی کامیابی
ہوتی تو واہ واہ کا وہ غل مچتا کہ اوسکی آواز انگلستان تک پہونچتی اور وہان وزرا کی دم بدم
اور رعیت اور ساری قوم کے کانون تک پہونچتا۔ اس پولس کی بدنظمی آفتاب کی طرح روشن تہی
اوسکے خراب نتیجے روز بروز ظاہر ہوتے جاتے تہے۔ مگر وہ پولس کے ذمہ نہ لگائے جاتے تہے بلکہ یہان کی خلائق
کی بداخلاقی کا نتیجہ سمجہا جاتا تہا اور یہہ کہا جاتا تہا کہ ہندوستانیوں کی عادت نہیں ہے کہ وہ کسی مجموعہ
قوانین کے پابند ہوں۔ اسلئے جب سے اس سلسلہ میں بند ہوکر اب تو ایسے ہی گہبراتے ہیں جیسے کوئی نیا
قیدی قفس میں مضطر و بیقرار ہوتا ہے اسلئے چاروں طرف سے ان قوانین کا غل مچ گیا۔ گر رعایا کی بداخلاقی
میں گورنمنٹ اور اوسکے قوانین کی اصلاح ہی۔ ایک وہ سبب بہی بدنظمی کا تہا کہ اس انتظام میں
ہندوستانی بجز ادنی عہدوں کے کسی حکومت کے کام میں دخل نہ رکہتے تہے۔ ہزاروں ہیں بیکار پہرتے
اور ہزاروں سپاہی بے روزگار ہو گئے تہے وہ بہی لوٹ مار کے لئے رستہ چلاتے تہے۔
لارڈ کورنوالس کے عہد میں تو ماہ جون سنہ ۱۷۹۳ع ابتک کے سہید کمپنی کہیہ یہا ہی انتظام تہا جو کہہ اوسکا
نتیجہ دو اوسے زیادہ متوقع نہیں ہو سکتا تہا جس ملک میں کبہی کوئی مجموعہ قوانین کا حکام اور عمال

دستور العمل مرہا ہوا تہین اول اول اس مجموعہ کا ہونا ہی بہت غنیمت تہا۔ چوری۔ رہزنی۔ ڈکیتی۔ خون قتل ان سب جرمون کا درخت ایسا سرسبز ہو رہا تہا کہ اس مجموعہ قوانین کی آری سے بہی نہ کٹ سکا اور جو شاخین کاٹین ہی تو وہان سے اور پہوٹ پہوٹ کر پہیلین اور خوب پہیل کر بڑہین۔ پہر ہر سال ان مجموعہ قوانین کی ترمیم اور تبدیل ہوتی رہی اور تجربہ کے بعد تجربہ حاصل ہوتا گیا جسسے یہہ معلوم ہوا کہ یہان کے آدمیونکے خصلت اور عادت کا بدلنا قلم کے دس پانچ ڈوبونکا کام نہین ہے۔ یہہ قوانین یہان کے باشندون کی عادات کے موافق و مناسب تہی اسلئے وہ عام پسند اور فائدہ مند اونکو نہ معلوم ہوئے بڑا اصول رعایا کی فارغ البال اور خوش اخلاق کرنے کا یہہ ہے کہ اون سے ٹیکس کم لیا جائے۔ اور اون امور کا انسداد کیا جائے جسکے کہ ایک دوسرے کو مضرت نہ پہنچا سکے۔ اور ایک مجموعہ قوانین بنایا جائے کہ جسسے رعایا اپنے حقوق کو سمجہہ جائے۔ ہم نے جو کچہہ اوپر قوانین کے برائیان بیان کین اونسے یہہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ وہ اون برائیون سے زیادہ تہین جو قوانین بغیر فقط حاکم کی رائے سے خواہ وہ کیسی اچہی ہون پیدا ہوتی ہین۔ اس مجموعہ قوانین کا بننا خود کیسا ہی نامناسب اور برا ہو اس ملک کی خوش اقبالی کا آغاز تہا۔

(۳۳) لارڈ کورنوالس جو مدراس مین دوبارہ آئے تو پہر بنگال نہین گئے بلکہ یہین سے اگسٹ سنہ ۱۷۹۳ء مین وہ انگلستان کو تشریف فرما ہوئے۔ سرکار کمپنی کے دولت و مال مین اونکی عہد مین جو ترقی آیا اوسے بیان کرتے ہین۔ اپریل سنہ ۱۷۹۲ء مین جو مالی سال ختم ہوا تو سرکار کمپنی کو ۸۳۲۵۶۲۸۰ روپیہ آمدنی سب قسم کی ہوئی۔ اور سب قسم کا خرچ ۷۰۰۷۰۵۰۰ روپے اسلئے ۱۲۱۱۸۵۷۸۰ روپیہ اس سال مین سرکار کمپنی کو نفع رہا۔ اس آمدنی مین ۱۹۱۱۴۹۳۰ روپیہ جو ہندوستانی رئیسون اور ملک مقبوضہ و مفتوحہ سے حاصل ہوا داخل ہے۔ اور خرچ مین ۷۰۲۴۴۳۰ روپیہ جو قرض کی بابت سود کا دیا گیا ہے حساب مین لگایا گیا ہے۔

ہندوستان مین قرض ۷۰۹۷۱۶۶۵۰ روپیہ تہا۔ اور انگلستان مین قرض جسے سرمایہ کمپنی خارج ہے ۱۰۹۸۳۱۸۰ روپیہ۔ سرکار کمپنی نے سنہ ۱۷۸۹ء مین اپنی سرمایہ مین ایک کروڑ روپیہ

اور زیادہ کیا تھا۔ ۴۴ روپیہ سیکڑہ چندہ ہوا۔ یا دے ۰۰۰ ۴۴۷ ۱ روپیہ پیدا ہوا۔ اب سرکار
کا کل مال سرمایہ پانچ کروڑ روپیہ کا تھا۔ اور سیر ساڑھے دس روپیہ سیکڑہ نفع کا تقسیم کیا گیا۔ اب اگر
اس دولت کے حساب کو وارن ہیسٹنگز صاحب کے عہد سلطنت سے مقابلہ کریں تو کچھ تھوڑا سا
قرض کم ہو گیا تھا مگر اور کرنسی نقد روپیہ خزانوں میں کم تھا۔ پس سرکار کمپنی کو [illegible] دیکھئے تو ایک
لحاظ سے انکا حال پہلے سے اچھا تھا مگر دوسرے اعتبار سے خراب تھا۔ اسلئے کچھ ترقی تھی نہ تنزل
مگر اس سبب سے کہ اب انتظام گورنمنٹ میں وزراء انگلستان کی شراکت ہو گئی تھی سرکار کمپنی کے کام
کی تعریف و ستائش ہوتی تھی۔ اور اسکا اثر پارلیمنٹ اور تمام قوم پر ہوتا تھا۔

(۴) اب ۱۸۳۳ء میں وہ زمانہ آیا کہ سرکار کمپنی کا اجارہ تجارت و حکومت ہند کا زمانہ ختم ہوا اسلئے
نئی سند حاصل ہونی چاہیئے تھی اور جو گورنمنٹ کا انتظام جدید ہوا تھا وہ مستقل ہوا یا نہ ہوا۔
انگلستان میں یہہ زمانہ وہ تھا کہ ساری قوم کی آنکھیں نئی بہبود و فلاح کے اوپر لگی رہتی تھیں
اور مساوات سب درجہ کے آدمیوں میں ہوتی جاتی تھی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز نے درخواست
سند جدید کے لئے پارلیمنٹ میں دی اور مسٹر چیسٹر [illegible] اسکو پیش کیا
تاجروں کی درخواستیں کامنس ہوس میں آتی [illegible] تھیں کہ تجارت کا اجارہ سرکار کمپنی کو نہ دیا
یہہ مقامات صنعت و تجارت کے تھے۔ وہاں کے باشندے آزادی تجارت کو پانا چاہتے تھے
بالفعل جو انتظام جدید گورنمنٹ کا ہوا تھا اوسمیں وزراء سلطنت انگلستان کا [illegible]
وہ اوسی انتظام کے خواہان تھے۔ لورڈ [illegible] کمشنر بورڈ آف کنٹرول نے تحقیقات تجارت مشرق کے
واسطے ایک کمیٹی ڈائرکٹروں کی مقرر کی اور اونکو ہدایت کی کہ جو آزادی تجارت کی بابت [illegible]
وہ بیان کریں۔ ۲۵ فروری ۱۸۳۳ء [illegible] صاحب نے کامنس ہوس میں اس بارہ میں [illegible]
تقریر دل پذیر سرکار کمپنی کی آمدنی کے باب میں کی۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ مال [illegible]
کیفیت جیسی اچھی اس سال میں سرکار کمپنی کی تھی ایسی کبھی نہ تھی۔ اگر یہی صورت [illegible]
سال میں سارا قرض ادا ہو جاتا۔ ایک کروڑ گیارہ لاکھ نوے ہزار روپیہ کی توفیر [illegible]

سرکار کمپنی کی تجارت و حکومت کا زمانہ ختم ہونا

لوگون کے دلون پر بڑا اثر کیا اور اس عالی دماغ مدبر نے کہا کہ اب بنا بر یقین کے مرتبہ کو پہنچ گیا
ہے کہ آئندہ ہمیشہ دولت کی آمدنی ہندوستان سے روز افزون رہیگی - وہ ہماری دولت کا خزانہ اور سرچشمہ
رہیگا جسے دولت کو دریا بالکل کر ہماری ملک کو رونق دیتی رہینگی جب صاحب یہہ کہہ چکے اور اپنی خوش بیانی
کی تاثیر سے لوگون کو حیرت اور تعجب مین ڈال چکے تو یہہ فرمایا کہ فقط اس
خیالی امر پر کہ آزادی تجارت سے قوم کو زیادہ فائدہ ہوگا اس واقعی امر پر جو عملاً انکھون کے روبرو
دیکھنے مین آیا تم ہیچ دو گے کہ سرکار کمپنی کا اجارہ ٹوٹ جاوے - اب اس کمیٹی تحقیقات تجارت نے آزادی
تجارت کی درخواست دینے والونکو جواب دیا کہ قومی اغراض اور فائدون کے واسطے ضرور ہے کہ ہندوستان
کی گورنمنٹ اور تجارت کا اجارہ سرکار کمپنی کے ہاتھہ مین رہے - ڈنڈس صاحب نے دلائل اس اجارہ
کے لئے یہہ بیان کین کہ اگر سب کے لئے باب تجارت کا وا ہو جاوے تو سرکار کمپنی ادا قرض نہین ادا کر سکیگی
اور تجارت جو روز بروز بڑہتی جاتی ہے وہ کم ہو جائیگی اور یقین ہے کہ یہان سے لوگ نقل مکان کر کے
ہندوستان مین جا بسینگے جس سے انگلستان کی قوت کم ہو جائیگی غرض انہون نے اس کمپنی کے
ٹوٹ جانیکی اور خرابیان بہی بیان کین کسی نے ان دلائل کی تائید کی کسی نے تردید کی سب کا
نتیجہ آخر کو یہہ ہوا کہ بیس برس کے واسطے اور سرکار کمپنی کو اجارہ مل گیا اور اوسمین یہہ اصلاحین ہوئین
بورڈ کنٹرول اب تک پرائیوٹ کونسل بادشاہی کا ممبر ہوا کرتا تہا اور کچھہ تنخواہ اپنے خاص کام کی سبب سے نہیں
پاتا تہا اب یہہ ٹہرا کہ وہ تنخواہ پایا کرے اور اس عہدہ کے لئے یہہ قید نہ رہی کہ جو بورڈ کنٹرول ہو وہ ممبر
پرائیوٹ کونسل ہی ہو - دوسری ترمیم یہہ ہوئی کہ اور تاجرونکو بہی اختیار دیا گیا کہ وہ تین ہزار ٹن
(۳۰۰۰ ٹن) مال یا سرکار کمپنی کے جہازون مین لیجایا کرین اور اوسمین کوئی سامان جنگی اسلحہ
اور اسباب کا نہ لیجاوین - اور سرکار کمپنی جس بہاو سے اشیا کو بیچتی ہے اوسی بہاو سے بیچین غرض
تمام اون قیود کا پابند رہین جو سرکار کمپنی اونکے لئے تجویز کرے مگر یہہ تجارت ان جھگڑون کے سبب سے
کچھہ بارونق نہ ہوئی - ولبر فورس صاحب نے یہہ درخواست بہی دی کہ مشنری اور معلمان انکے
ہندوستانیون کے تلقین اور تعلیم کے لئے بہیجے جائین - اس درخواست کو بہی ڈنڈس صاحب نے نہ چلنے دیا -

سر جان شور کا گورنر جنرل ہونا نظام علی کی سات عہد و پیمان کا ٹوٹ جانا نظام پر مرہٹوں کا حملہ اور فرانسیسیوں کا زیادہ ہونا اور اوس میں انگریزوں کا دخل دینا

اوسکی بہت خرابیاں مبتلا ہین غرض جو ۱۷۹۳ء مین سند سرکار کمپنی کو ملی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک اہل انگلستان کے خیالات تنگ و تاریک تھے اور نہ اونمین وہ وسعت تھی جو اب ہے نے وہ روشنی تھی جو اب چمک رہی ہے اول تجارت و حکومت کو اسمین شامل کرنا دانشمندی سے بعید تھا تجارت کا کام تو صرف یہہ ہے کہ وہ کام کیجیے جسے حاصل ہو سیم و زر حکومت کا مقتضا عدالت اور انفصال حقوق ہے۔ ان دونون مین تباین ہے پہر تجارت کی جان آزادی ہے اس آزادی کی اونہون نے گردن مروڑ دی۔ اور اجارہ جو تجارت کے حق مین زہر ہے وہ اوسکو پلا دیا جس سے تجارت بیجان ہو گئی بعض مدبران سلطنت یہہ خیال کرتے تھے کہ سرکار کمپنی تجارت بہی خوب کرتی ہے اور حکومت بہی بہت اچھی طرح کرتی ہے اونکی برابر دنیا کے پردہ پر کوئی گورنمنٹ ایسی نہین ہے کہ وہ ہندوستانیون کی ترقی اور آسودگی کے لیے اپنی اغراض اور فوائد سے قطع نظر کرتی ہو۔ حکومت کا برا اور اچھا ہونا ایک امر اضافی ہے اگر سرکار کمپنی کی حکومت یہہ کہیے کہ وہ شائستہ اور مہذب گورنمنٹون سے جو آج کل یورپ مین ہین اچھی تھی تو اوسکے کچھہ اوسکو نسبت نہین اگر یہہ کہیے کہ مغلون کی ایشیایانہ سلطنت سے زیادہ عمدہ نہین تو یہہ امر مشتبہ ہے۔

فصل سوم

سر جان شور کا عہد سلطنت

(۱) لورڈ کورنوالس کے جانے کے بعد اونکی کونسل کے ممبر سر جان شور اونکے منصب عالی پر سرفراز ہوئے لارڈ صاحب کا نام اس ملک مین جبتک یادگار رہیگا کہ بندوبست استمراری ہندوستان مین برقرار رہیگا۔ پارلیمنٹ اور کل اہل انگلینڈ کے دل مین انگریزی سلطنت کی توسیع سے نفرت کا جوش مار رہا تھا اسلیے اونکے جانشین ہونیکے واسطے سر جان شور کی عادات سلامت روی اور انتظام مالگذاری مین سلیقہ مندی انکے دلون پر بڑی وقعت و اعتبار رکہتی تہین۔ اسلیے وہ اونکو ایسا عالی دماغ اور روشن ضمیر جانتے تھے جیسے حقیقت مین وہ نہ تھے۔ سر جان شور نے اس عہدہ جلیل القدر کا کام لیا ہی تہا کہ بنگالہ کا نواب مبارک الدولہ چھبیس برس کی عمر مین تینتیس برس فقط براے نام سلطنت کر کے اس جہان سے

سولہ ۱۶ بارہ بیٹے اور ایک ... بیٹیاں اپنے پیچھے چھوڑیں اونمیں سے ۲۸ دسمبر ۱۷۹۳ء کو وزیر الدولہ
مسندنشین ریاست ہوا پہلا معاملہ جو گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا اور جسمین اونکو اپنی عقل و ذہن کو کام
مین لانا پڑا وہ نظام اور مرہٹون کا باہم فساد تہا۔ گو یہہ دونو ٹیپو سلطان کے لوٹ لینے کے لئے انگریزون کے
ساتہہ متفق ہو گئے تہے مگر اس اتفاق چند روزہ نے اونکے کینہ دیرینہ مین تغیر نہین پیدا کیا۔ انگریز اور نظام
اور مرہٹے تینون ٹیپو سلطان سے دلی نفرت رکہتے تہے لڑائی سے پہلے تینون مین آپسمین معاہدہ ہوا تہا کہ
اگر سلطان ٹیپو سے صلح ہو جائے اور پہر وہ کسی ایک فریق کو ستائے تو پہر تینون متفق ہو کر اوسکو سزا دین۔
مگر لارڈ کورنوالس نے یہہ حکمت عملی کی تہی کہ اس معاہدہ کی تکمیل اور تعمیل بعد جنگ قرار دی تہی۔
کیونکہ اس دانشمند کا مقصد اس معاہدے سے یہہ تہا کہ انگریزون کی محافظت ہو جائے نہ یہہ کہ ان دونون
رفقاء جنگ جو کی ناحق خون ریز لڑائیون مین اپنے تئین پہنسائے۔ لڑائی کے ختم ہوتے ہی اس دور اندیش
نے یہہ سوچا کہ اب مرہٹون اور نظام مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگا۔ معاہدہ کو یون ترمیم کیا کہ اگر ہم رفقا
مین سے کسی ایک پر کوئی حملہ آور ہو تو باقی رفقا کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب جانین اور اپنی کمک کو فریقین انصاف
سمجہین تو مستعانت اور امداد کرین ورنہ اونپر کچہہ امداد کرنا واجب و لازم نہین ہے۔ غرض یہہ عہدنامہ
بہی عجیب و غریب ہو گیا اور اوسکا عدم وجود برابر ہو گیا۔ اور کسی فریق پر نقض عہد کا الزام نہ لگا۔
مسودہ اس عہدنامہ کا حیدرآباد اور پونہ مین بہیجا۔ نظام کو یہہ یقین تہا کہ فقط انگریزون کے ساتہہ
ایک جہتی رکہنے مین طرف کے خطرات سے نجات ہی۔ اسلئے وہ اس عہدنامہ سے زیادہ انتفاع حاصل کرنا چاہتا
تہا۔ ٹیپو سلطان سے بہی اوسکا ایک جہگڑا شروع ہو گیا تہا کہ نواب کرنول اوسکے تابعین مین سے تہا۔
سلطان اوسکو اپنا تابعین مین سے بنانا چاہتا تہا جب نظام نے اس معاملہ مین انگریزی مستعانت کو اس
عہدنامہ کے منظور کرنے مین مشروط کیا تو گورنر جنرل ڈسیر نہایت خفا ہوا اور اوس سے کہا کہ تم نے بڑی گستاخی
کی ہے اسلئے بیچارے نظام کو عفو خطا کے لئے بہت تملق انگریزون کا کرنا پڑا۔
مرہٹون کی جمعیت گو متفرق تہی ویسی ہی اونکا مزاج متلون تہا۔ نانا فرنویس بارلونہ مین
مدار المہام تہا جب وہ کہ پیشوا کے منصب کو بہی انگریزی مستعانت سے مایوسی ہوئی تو اونسے معاہدہ مین

جنکی منظوری کے لیے لارڈ کورنوالس نے کشمکش ہوئے تہے اوسمین توقف کرنا شروع کیا۔ آخرکو نانا فرنویس نے عہدنامہ خود لکہا اور اوسمین شرائط معاہدہ وہ لکہین جنکا منظور ہونا غالباً نہ معلوم ہوتا تہا منجملہ اون شرائط کے ایک شرط یہہ تہی کہ وہ سلطان ٹیپو سے چوتہہ وصول کرے ۔

انگریزی گورنمنٹ کی ترقی روز افزون مرہٹون کی نظرون مین خار تہی۔ وہ نظام کی ضعیف الحالی کو دیکہکر اوسکے لوٹنے کے لیے بیتاب تہے۔ مگر انگریزون کی حمایت نے اوسکی تقویت ایسی کردی تہی کہ مرہٹون کے ارمان پورے نہ نکلنے دیتی تہی۔ سیندہیا جو اپنی برتری سب چاہتا تہا اور مرہٹون مین سب پر غالب ہوگیا تہا۔ انگریزونکو اپنے مقاصد مین خلل انداز جانتا تہا اور نظام اور انگریزون کی باہم موافقت اوسکو بہی ناگوار خاطر تہی۔ غرض جو اتفاق لارڈ کورنوالس نے چاہا تہا وہ بعد برس دن کے ٹوٹ گیا جب نظام نے دیکہا کہ مرہٹے اپنے معاہدے سے پہر گئے تو اوسنے دل سے یہہ چاہا کہ تنہا اونہین کے ساتہہ معاہدہ اتحاد کرلیوین اور اوسنے کہا کہ معاہدہ کے ٹوٹنے کی یہہ کوئی دلیل نہین کہ اگر رفقاء ثلاثہ مین سے ایک فریق اپنے عہد سے پہرجاے تو باقی دو مین بہی معاہدہ قائم نہ رہے۔ سر جان شور نے جو اوسوقت تہا مصلحت اسی مین سمجہا کہ مرہٹون کی آتش حسد کو نہ بہڑکاوے۔ اسلیے نظام سے صرف زبانی باتین ملاطفت آمیز ہوئین اور مرہٹون سے اتفاقاً ایک اقرار ہوگیا کہ وہ موافق عہد و پیمان کے ہم کام کرینگے ۔

آخر کو نظام الملک نے ... جنوری ... کو سر جان کینیاوی متعینہ حیدرآباد نے گورنمنٹ کو لکہا کہ نظام علی الدوام کو واسطے اپنا ملک انگریزون کو دینے کو مستعد ہوا کر اوسکے ساتہہ عہد و پیمان موافقت کیا جاے کیسے موقع کو ہاتہہ سے دینا گورنمنٹ انگریزی کی عقلمندی سے بعید ہوگا مرہٹے نظام سے چوتہہ لیتے تہے۔ اور اوسکے ... تک ... ایا الملک اب کہتے تہے کہ خود وزیر نظام کو مرہٹون کی خاطرداری کا زیادہ خیال نسبت ... کے تہا جب نظام اور مرہٹون نے اور انگریزون مین اتفاق ہوا تہا تو تہوڑے عرصے کے مرہٹون نے نظام سے چوتہہ کا مطالبہ نہین کیا مگر اب یہہ دعوی زیادہ شد و مد سے شروع کیا جب انگریزون نے بیچ مین پڑ کر اسکا انفصال چاہا تو نظام نے انگریزون کا کہنا مانا مگر مرہٹون نے یہہ سمجہکر کہ انگریز ہتیار وغیرہ نظام کی اعانت نہین کرینگے تو اونہون نے

اونکے کہنے پر کچھہ خیال نکیا بہلا اسے کہ نظام اور مرہٹون مین معرکہ جنگ برپا ہو مہاداجی سیندہیا کا انتقال
ریزیڈنٹ پونہ کو یہہ خیال ہوا کہ اوسکے مرنے سے مرہٹون مین ایسے انقلابات پیدا ہونگے کہ نظام اور مرہٹون
مین انگریزون کو مصالحت کرا دینا آسان ہوگا۔ مگر گورنر جنرل نے فقط اس بات پر ساری توجہ اپنی
کی کہ دربار پونہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نکرون۔ نظام کی طرفداری مین فقط زبانی باتین بنایا کیا
اور کچھہ نکیا۔ مہاداجی سیندہیا کا بہتیجا دولت راو سیندہیا فوج کو جمع کرکے اپنے چچا کا قائمقام
ہوگیا۔ آخرکار وہ طوفان برپا ہوا جسکے آثار پہلے نظر آتے تہے۔ نظام بیدر کو روانہ ہوا۔ کچھہ اسکا خیال یہہ
نہین کہ اول وہ خود ہی جاکر لڑائی شروع کرے بلکہ اس خیال سے کہ مرہٹون کے معاملات خانگی مین
دخل پیدا کرے پہلے اس سے کہ وہ اپنا لشکر اوسپر چڑہا کر لاوین۔ مارچ ۱۷۹۵ء مین دولت راو سیندہیا
سپاہ کو لیکر نظام کی طرف چلا۔ اسوقت سلطان ٹیپو نے بہی مرہٹون کی امداد کا قصد کیا مگر اوسکو اپنی
ہی فقنہ ایسی پیش آئی کہ وہ مرہٹون کے لشکر کے ساتہہ نہ مل سکا۔ اور نظام اونکی طرف چلا۔ اور ایک لڑائی
ہوئی۔ دونو لشکرون مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوا اور کسی کو فتح نصیب نہوئی۔ مگر نظام کے گہر کی عورتون
نے واویلا مچا کر میدان جنگ ہی رات کو اوسے اپنے پاس بلا لیا۔ ایک چہوٹا سا قلعہ کرڈل تہا اوسمین جا
پناہ گزین ہوا۔ یہان آکر مرہٹون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ اور رسد کی راہ سب طرف سے بند کر دی۔ چند ہفتے
نظام یون گہیرے مین گہرا رہا۔ آخرکو ایسا مجبور ہوا کہ مرہٹون نے جو شرائط پیش کین اونکو منظور
کرکے صلح کرلی۔ اگرچہ شرائط صلح کی تصریحیا نہین معلوم مگر مرہٹون کو سوا اونکی سابق کے دعوون
کے تسلیم کرنیکے اوسکو تیس لاکہہ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک اور تین کروڑ روپیہ اور دولت آباد کا
مشہور قلعہ دینا پڑا۔ ایک کروڑ نقد دیا گیا اور باقی روپیہ کے واسطے پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ کی قسط
ٹہری۔ اور اسکے واسطے اپنے وزیر عظیم الامرا کو اول مین دینا پڑا۔

اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انگریزون کی اعانت نظام اور پیشوا نے کی تہی تو اوسکی عوض
مین اونپر واجب تہا کہ وہ اونکی استعانت کرتے مگر کیونکر کرتے کیا یہہ کرتے کہ کچھہ سپاہ اپنی نظام پاس
بہیجتے اور کچھہ مرہٹون پاس۔ عہدنامہ مین یہہ شرط ٹہری تہی کہ تینون رفیقون مین کوئی کسی رفیق کے

دشمن کی مدد نہ کریں تو جب دو رفیقوں میں آپس میں دشمنی ہوئی تو انگریز کسی طرف کی طرفداری نہیں کر سکتے
تھے۔ جب انگریزوں کے ہندوستانی رفیق کسی کارزار میں ہوئے تو کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔
مگر اوس ہندوستانی رئیس نے اپنی بدکرداری اور زشت فعالی سے اوس اپنے حق کو باطل نہ کر دیا ہو
جو اتحاد کے سبب سے انگریزوں پر واجب ہوا تھا۔ ایسی باتیں بنانے کے لئے سو میں مگر اس میں شک نہیں کہ
یہہ معاملہ عظیم الشان ایسا گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا کہ اوسکا انفصال ذکی عقل کی قوت سے
باہر تھا۔ اونہوں نے نظام کو بیچ میں چھوڑ دیا۔ اور اوسکو مرہٹوں کے آگے ڈال دیا جنکے ایمان وفا عہد کے
کچھہ معنی نہ تھے اور ٹیپو سلطان کے سامنے پھینک دیا جو اپنی ذلت شکست کے انتقام لینے کے لئے نظام پر
دانت پیس رہا تھا کہ جا ہے جس طرح اوسکو پامال کرے۔ گورنر نے وقتی صلح اور امن امان خریدا کہ جسکے قائم
رہنے کی دیر تک امید نہیں رہی اور اوسکے فوائد کی قیمت میں قومی اور ملکی عزت و آبرو و صداقت
و وفاء عہد ایسی بیش بہا چیزیں دیدیں اور ایک متاع فاسد کو موتیوں کی قیمت میں خرید لیا
امر کا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے کہ کسی سلطنت کو اپنی صفات عزت و ریاست [illegible] قائم رکھنے کو
مواقع میں کس قسم کی سعی اور کوشش کرنی چاہئے اور کیونکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ اون صفات پر
موقوف ہوتی ہیں کہ جنکی مقادیر ایسی مجہول ہوتی ہیں کہ انکی قیمت ہی صحیح صحیح نہیں دریافت کی
سب قوموں کی تاریخ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنتوں کا عروج ہوتا ہے اور وہ اپنی [illegible]
پہونچانا چاہتی ہیں اوسکو ضرور اوسکا خیال ہوتا ہے اور جو قومیں کہ تنزل کی حالت میں [illegible]
اور تنزل میں گری جاتی ہیں وہ اس خیال نہیں کرتی ہیں پس اگر یہہ قاعدہ صحیح [illegible]
برٹش گورنمنٹ کے جو اپنی سلطنت ہندوستان میں تجاوز [illegible] عظمت [illegible]
نقطہ راسی قائم ہوئی تھی اول خود انگریزوں کے دلوں میں اپنی گورنمنٹ [illegible]
خوف اور اوسکے [illegible] عدالت و انتظام قانونی کی [illegible]
واسطہ توجہ
اور پھر ہندوستان ہر قوم کی عقل میں [illegible] برٹش گورنمنٹ کی صداقت [illegible]
اور وفاداری کا اعتماد پیدا ہوا اور اونکی سپہگری کی ہیبت پیدا ہوئی [illegible]

بالاستقلال قائم ہو جاتا اور بتدریج اپنی معراج پر پہونچ جاتا ثبوت کامل اس امر کا ہے کہ اوسمین وہ صفات موجود نہین جو سلطنت کی نیکنامی اور عزت کے لئے ضرور ہین۔

نظام انگریزون کی ان حرکتون پر ایسا آزردہ خاطر ہوا تہا جیسا وہ اس بات پر دل مین جل بھن کر خاک ہوا کہ وہ دو پلٹنین انگریزی جو اوسکی سرکار سے تنخواہ پاتی تہین میدان جنگ مین مرہٹون سے لڑنیکے لئے منع کی گئین۔ اوسنے سوچا کہ جب سپاہ جسکے لئے یہہ زر کثیر صرف کیا جاتا ہے مرہٹون سے لڑنے کے کام کی نہین ہے تو اوس سے کیا فائدہ ہے بلکہ نقصان ہے۔ اسلئے اوسنے حیدرآباد مین پہونچکر تہوڑے دنون بعد ان دونون پلٹنون کو اپنی خدمت سے جدا کر دیا اور وہ سرکار کمپنی کے ملک مین چلی گئین۔

بوسی کے زمانہ سے کبھی ایسا نہین ہوا تہا کہ فرانسیسی فوج صوبہ دار دکن کی خدمت گذار نہ رہی ہون۔ ٹیپو کے لڑنے مین بھی دس بارہ پلٹنین قواعد دان نہین جسکے افسر فرانسیسی تہے اور اوسکا سپہ سالار موشیر ریمون تہا۔ وہ اپنی نوعمری سے سپہ گری کا کام کرتا تہا۔ پہلے اس پاس تین سو آدمی تہے جنکے ہتیار اوسنے اپنے ایک ہم وطن سے اٹہارہ مہینہ کے کرایہ پر لئے تہے۔ مگر وہ بہرو نظام کے ہان روز بروز بڑہتا گیا اور بڑا سپہ سالار اوسکا ہاتہ ہو گیا۔ گو وہ فن سپہ گری سے خوب ماہر نہ تہا مگر جوڑ توڑ لگانا اوسے خوب آتی تہی اب نظام نے اپنی لشکر کی موجودات لیکر اوسکی سپاہ کی تنخواہ اور خرچ کے واسطے ایک ملک کا حصہ مخصوص کر دیا اور سرکار کمپنی کی سرحد پر کرپاہ اور کمم مین سپاہ لیکر بہیجا۔ بغرض اوسنے انگریزون کے جلانیکے لئے فرانسیسیون پر مہربانیان کرنی شروع کین۔ رزیڈنٹ انگریزی نے جب یہہ حال دیکہا تو اوسنے نظام سے کہا کہ اس سپاہ کو واپس بلا لو نہین انگریزی لشکر اوسکی سرحد پر بہیجا جائیگا۔ اب انگریزون کو اور زیادہ خوف اسی پیدا ہوا کہ اوسکے پاس جمع فرانسیسی ہزار نہون لئے یہانتک کہ موشیر ریمون سے ملنے کا قصد کیا تحقیق نہین معلوم ہوتا کہ نظام کی نیت تہی۔ ۲۸ جون ۹۵ء کو اوسکا بڑا بیٹا عالیجاہ باغی ہو گیا۔ اسلئے نظام نے پہر سے موشیر ریمون کو بلا لیا۔ اوسنے عالیجاہ کو پکڑکر نظام کے حوالہ کیا جسنے اوسے قید کیا اور تہوڑے ہی دنون مین اس قید مین قید حیات سے رہا ہوا۔ اب نظام کو انگریزون سے بالکل مایوسی ہو گئی تہی کہ وہ مرہٹون کی محافظت مین اوسکی امداد نہ کرینگے۔

اسلئے وہ فرانسیسیون سے اپنا زیادہ توسل ڈھونڈھتا تھا۔ اور بہت سا نشان اور علم فرانسیسی اوسکی سپاہ مین
قائم ہونے لگے۔ سرکار کمپنی کی سرحد پر یہہ سپاہ متعین تھی۔ اوسکے افسرون نے مدراس کی انگریزی پلٹن
کو بہکا کر باغی بنا دیا۔

انگریزی گورنمنٹ کو یہہ فرانسیسیون کی ترقی نظام کے یہان ناگوار خاطر تھی۔ نظام نے پہر انگریزون سے
کہا کہ مین ابھی اس سپاہ کو موقوف کئے دیتا ہون اگر انگریز یہہ حامی بہرین کہ وہ اتنی اپنی سپاہ کا التزام
کر دین کہ اوسکی حمایت اور حفاظت کے واسطے کافی ہو۔ بعض اہل چلے انگریز اسلئے مستعد کئے گئے
کہ وہ نظام کی خدمت گزاری سے اعزاز اور اعتبار پیدا کرین مگر فرانسیسیون نے اونکی دال نہ گلنے
دی اور اس تدبیر خام سے کوئی کام نہ نکلا۔

(۲) نظام کو ان واقعات سے کچھہ فائدہ ہوا ہو مگر انگریزی گورنمنٹ کو اتنا نقصان نہین پہنچا
ان دنون مین ۲۷ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو نوجوان پیشوا مادھو راؤ نے خودکشی کی۔ اوسکے نام حکومت
بڑے بڑے سردار ریاست اور امارت کرتے تھے۔ اور اپنی عظمت شان کے جوش طلب تک نکلتے تھے۔ اب اونمین
آپسمین سازشین اور کار سازیان شروع ہوئین۔ نانا فرنویس چاہتا تھا کہ ایک طفل خورد سال کو
گدی پر بٹھا کر مین خود پیشوائی کرون۔ سیندھیا باجی راؤ پسر راگھوبا تھا اوسکو وارث سلطنت
سمجھتا تھا اوسکو تخت نشین کرانا چاہتا تھا۔ نانا فرنویس نے اپنی کار برآری کے واسطے نظام سے
مدد شروع کی۔ اوسکے وزیر عظیم الامرا کو چھوڑ دیا۔ اور کردل کا ملک جو ابھی لیا گیا تھا وہ واپس دیدیا
دولت راؤ سیندھیا اپنی سپاہ کو لیکر پونہ آیا اور باجی راؤ کو مسند ریاست پر بٹھایا۔ نانا فرنویس
اوسکے سامنے کچھہ نہ کر سکا۔ سیندھیا نے بھی نظام سے مصالحت کر لی۔ غرض سوقت انگریزون نے اپنی بے طرفی
دی۔ نظام کو ایک زبردست قوی دشمن کے ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا مگر مرہٹون کی آپس کے نفاق نے
اوسکو سنبھال لیا اور بچا دیا۔

(۳) اول اگست ۱۷۹۲ء کو جنرل میڈوز کی جگہ سر چارلس اوکلی گورنر مدراس ہوئے۔ انہون نے
کئی اپنا کام کرتے رہے اور پہر اونکی جگہ لارڈ ہوبرٹ گورنر ہوئے ۱۳ اکتوبر ۱۷۹۴ء

والاجاہ اسّی برس کی عمر میں اس دنیا کی کشمکش سے رہا ہوئے۔ اور عمدۃ الامرا اونکا بڑا بیٹا جانشین ہوا
لارڈ کارنوالس نے جو ایام اس ہی ۱۷۹۲ء میں شرائط روپیہ دینے کی ہوئی تہین وہ روپیہ قرض لیکر
پوری ہوتی تہین لوگ بجو روپیہ قرض دیتے وہ اوسکے بدلے میں ملک کا کوئی حصہ لیتے وہان جاکر رعایا پر وہ
ظلم کرتے کہ جسکی مثال دنیا مین نہین۔ برابر اس جبر و ظلم سے ملک ویران و بے چراغ ہو گیا تہا۔ جب
عمدۃ الامرا مسند نشین ہوا تو لارڈ ہوبرٹ نے اوس سے کہا کہ وہ بعض اضلاع کو حوالہ کرے۔ اور جس
مہینہ مین نواب مرا تہا اوسی مہینہ کی ۲۴ کو گورنر جنرل نے ایک اسکے گورنر مدراس کو بہیجا اور
اوسمین لکہا کہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کرناٹک کی آمدنی کا کام آگے نہین چلیگا تمام
بنک انگریزی اور ملازمان کمپنی نواب کو روپیہ قرض دیتے جاتے ہین اور سود پر سود چڑہاتے جاتے ہین
اور نواب کے اور اوسکے ملک کے مالک بنتے جاتے ہین۔ رعیت پر روز بروز وہ ظلم کرتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا
ملک کو ویران کرتے جاتے ہین۔ یہہ ویرانی ملک آمدنی کو اسقدر کم کردیگی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ نہین
وصول ہوگا گو بہت سی تدبیرین کی گئین کہ لوگ نواب کو روپیہ قرض نہ دین مگر کوئی اونمین کارگر
نہوئی اور نہ ہوگی جب انگریزونکو ممانعت کیجاتی ہے تو وہ ہندوستانیون کے نام سے قرضے لکہتے ہین
اگر سرکاری قسطین نواب ادا کرے تو ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ اوسکی آمدنی سے روپیہ کا پورا
پڑے اسلئے لارڈ ہوبرٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ جو اضلاع سرکار کمپنی کے روپیہ کی کفالت مین ہین وہ
نواب کی عملداری سے بالکل علیحدہ کر لیے جائین تا کہ روپیہ کے وصول ہونے کی اطمینان ہو اور رعایا
بہی سودخورون کے ہاتھ سے نجات پائے اور اوسنے نواب سے یہہ بہی کہا کہ اگر وہ یہہ منظور کرلے تو بست لاکہہ
روپیہ وہ چہوڑدیگا۔ گورنر جنرل نے اسی رائے سے اختلاف کیا اور یہہ چاہا کہ نواب کے کل ملک اخذ کر لیا جائے
غرض ملک کی خواہان دونون گورنمنٹین تہین مگر فرق اتنا تہا کہ ایک بالجبر لینا چاہتی تہی اور دوسری
بالکل لینا چاہتی مگر بالرضا اور اگر نواب کی رضا نہو تو اس کام کو کرنا نہین چاہتی تہی غرض بات آگے
دونون گورنمنٹون مین مباحثہ نا طول کہینچ گیا نواب خوشی سے ملک دینے پر راضی نہین ہوا۔ فقط نام ہی کی نوابی
پر دم دیتا تہا اوسنے کہا کہ یہہ درخواست گورنمنٹ کی مین نہین منظور کر سکتا۔ مگر یہہ اوسکی سمجہہ کا پہیر تہا

اگر حقیقت مین وہ نواب ہوتا تو ایسی درخوست کا منظور کرنا اصول شریعت کے خلاف تہا۔ مگر وہ کوئی
کام بہی بغیر گورنمنٹ انگریزی کے نہین کرسکتا تہا سارا ملک وسکا مدراس کے سودخوارون کے پاس
گرو تہا جسکے بوجہہ کے نیچے وہ خود اور اوسکی رعایا پسی جاتی تہی اور بیاج پر بیاج چڑہتا جاتا تہا
سوا اس خرابی کے یہہ بڑی خرابی تہی کہ اناج گران ہوتا جاتا تہا اسلئے جب فصل تیار ہوتی
تو رعایا سارا اناج بنئے اور مہاجن ساہوکار خود لے لیتے اور جس قدر چاہتے بیچتے اور اگر دوسری
فصل تک وہ اناج باقی رہتا تو وہ ساری رعایا مین برابر بانٹ دیا اور بازار کے بہاؤ سے زیادہ
قیمت لے لیتے۔ علاوہ یہہ کہ ملک کی ویرانی آمدنی کو گہٹاتی چلی جاتی تہی جب نواب نے انڈہوسٹ کو
کہنے کو کسی طرح نہ مانا تو اونکو ملک کے لینے پر اصرار ہوا۔ مگر گورنر جنرل نے کہا کہ یون زبردستی ملک کا لینا
عہد و پیمان کے خلاف ہے۔ اسپر گورنر نے کہا کہ نواب نے پہلے خود پیمان شکنی کی ہے۔ اوس عہد ہو چکا تہا کہ
جو اضلاع کہ سرکاری روپیہ دینے کے کفیل ہین اونکو فوجداروں کے حوالہ کرے۔ مگر اوس نے یہہ نہین کیا
پس جب اوسنے عہدنامہ کی شرط کو توڑ ڈالا تو سارا عہدنامہ باطل ہو گیا۔ انصاف یہی ہے کہ ایسی
ضرورت کی حالت مین اوسکا ملک لے لیا جائے۔ غرض جب یہان دو گورنمنٹوں مین اختلاف رائے ہوا
تو یہہ مقدمہ ولایت مین انفصال کے لئے بہیجا گیا۔

(۴) سپریم گورنمنٹ کا ایک وزیر بہت جماعت نے جسکا قاعدہ ملک کی بدنظمی سے تہا ملکی انتظام کو نہ
مقابلہ کیا کہ اصلاح ملک مین وہ کامیاب نہوا۔ انقلاب فرانس کے وقت سے انگریز اوسکو فتحیاب کرایا۔
سنہ ۱۷۹۶ع مین ایک بیڑا مدراس مین تیار کیا گیا اور اوسکی مدد اور شاہی بیڑے نے بہی جسکے افسر
امیر البحر میر صاحب تہے اوسنے فتح کئے تمام علاقے سیلون۔ ملکا۔ باندا۔ امبوئنا بیچ
مقابلہ کے لئے۔ صرف کوچین نے بڑا مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو وہ بہی فتح ہوا۔ اور اسی سال کیپ
گڈ ہوپ مین بہی اونکے علاقے انگریزون کے ہاتہ آئے۔ سنہ ۹۷ع مین ہوم لیفٹنس سپین کے علاقے
مینلا کے لینے کے لئے تیار ہوئے۔ مگر ٹیپو سلطان کے سبب سے گورنمنٹ نے ارادہ چہوڑ دیا۔

(۵) سیلون مین فقط ایک سردار اپنی قوم کا اسے بیان کی نسبت کرنل کے بہادر اوسکے پوشیدہ
باقی تہا

ڈچ علاقونکا انگریزی عملداری مین آنا

فیض اللہ خان کی وفات۔ بغاوت کا ہونا اور دبنا

سوا اوسکو بہی سوت بجے کشتی مین ڈالدیا۔ نواب اودہ کی صلاح کر اوسکا بڑا بیٹا محمد علیخان باپ کا جانشین
ہوا۔ مگر اوسکا چھوٹا بہائی غلام محمد غضب بلا کا بنا ہوا تہا۔ اوسنے جب بڑے بہائی کو گرفتار کر کے ملک عدم کو
رخصت کیا اور نواب اودہ کو بیش بہا تحائف بہیجکر درخواست کی کہ مجہے نوابی مرحمت کیجئے۔ اوسکی
عوض مین خراج و باج مجہسے زیادہ لیجئے۔ نواب تو بجہہ نیم راضی سی ہوگئے مگر یہہ معاملہ ایسا نہ تہا کہ بغیر
انگریزی گورنمنٹ کے مرضی کے طی ہوتا جب اونسی کہا گیا تو اونہوںنے غلام محمد کی جانشینی سے انکار کردیا۔
مگر ایک ورتماشا کیا کہ یہہ تجویز ٹہری کہ فیض اللہخان کا سارا ملک لیکر نواب اودہ کو دیدیجیے۔
یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ سزا گناہ گار اور بیگناہ دونو کو ہوتی ہے غلام محمد تو باغی تہا اوسکو سزا ہونی
چاہئیے مگر جو خاندان کہ اوسکے ہاتہہ سے ستم رسیدہ تہا اوسپر کیون ظلم توڑا جائے۔ سوا اسکے فیض اللہخان
کے حسن انتظام سے اوسکا ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ
ایسے ملک کو ایک ظالم گورنمنٹ کے حوالہ کرنا کب انصاف تہا۔ اسوقت سر رابرٹ ابیرکرومبی کی بابت قسمتی جا
و تیرہوشی کام کر گئے وہ نواب ہی کی فوج لیکر غلام محمد کے سر پر جا پہونچے۔ اور ہٹواڑہ پر اوسکو
شکست دی۔ اور پہر آخر کو یہہ عہد و پیمان ہوگئے کہ فیض اللہخان جو خزانہ چہوڑ مرا ہے وہ تو نواب
آصف الدولہ لے لے اور جاگیر بدستور قائم رہے اور اوس مین نواب مرحوم کا بیٹا احمد یار آصف جاہ
باپ کا جانشین ہو۔

(۶) نواب آصف الدولہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تہا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود وقت پر
سے ادا ہوتا تہا اگر کوئی بڑا قرضہ ادا ہونا تہا تو اوسکے لئے نیا قرض لیا جاتا آمدنی ملک سے نہین ادا ہوتا تہا
بلکہ سود پر سود بڑہتا جاتا تہا۔ اوسکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے سے قلبی نفرت
تہی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتا تہا جہاؤلال پر مرتا تہا اوسیکو اپنا وزیر بنانا
چاہتا تہا اس غرض کی خاطر اوسنے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتہہ مین لیا اور حقیقت مین
اوسکو دیدیا۔ انگریزی سپاہ روز بروز اوسکے ملک مین بڑہتی جاتی تہی وارن ہیسٹنگز کی وقت
مین ایک برگیڈ سپاہ رہتی تہی لارڈ کورنوالس کے زمانہ مین دو برگیڈ رہنے لگے اور پچاس لاکہہ روپیہ

اوسے لیجانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہ گئی۔ ۲۲ اپریل ۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا کہ
بنگال میں جو دو رجمنٹ ہندوستانی سوارونکی ہیں اونمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی
کا خرچ نہ بڑھے اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنی ملکی سوار موقوف کر دے اور اونکی تنخواہ کی
بچت سے ان سوارون کی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرے۔ جب نواب سے یہہ درخواست کی گئی تو اوسنے صاف انکار کر دیا
مارچ ۹۷ء میں گورنر جنرل لکھنؤ میں خود گئے دو مطلب نکلے تھے ایک یہہ کہ ان سوارون کی تنخواہ کا خرچ
نواب اپنے ذمہ لے جس سے وہ انکار قطعی کر چکا تہا دوسرے انتظام ملکی میں اصلاح کرے گورنر جنرل کا کہنا
خالی نگیا اس شامت کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سارے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ نہ ہو تو
ایک رجمنٹ گورون کے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے تفضل حسین خان
جنکی ذہانت اور لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتبار تہا اوسکے وزیر مقرر ہوئے۔

چند مہینے کے بعد نواب آصف الدولہ کچھہ تھوڑا سا بیمار رہا کہ اجل کا پیغام آ پہونچا۔ اوسکے بہائیون
میں سب سے بڑا سعادت علی خان تہا اس اندیشہ سے کہ کوئی سازش نکرے وہ بنارس میں رہنے کیلئے
مجبور کیا گیا تہا۔ اوسنے آصف الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا علی کی جانشینی پر یہہ اعتراض کیا کہ آصف الدولہ
کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور جو بیٹے اوسکے مشہور ہیں وہ اوسکے نطفہ سے نہیں ہیں اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا
ہے۔ اور اس جہگڑے کے انفصال کیلئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹھیرے۔ آصف الدولہ مرزا علی کو
اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتا تہا۔ اور یہہ کہنا اوسکا شرع اسلام کے موافق اوسکے استحقاق
سلطنت کو مستحکم کرتا تہا۔ آصف الدولہ کی بیوی اور ماں کی مرضی تہی کہ وہ تخت نشین ہو ساری
دار السلطنت کے آدمی اوسکے نواب ہونے سے خوش تہے۔ غرض مرزا علی جسکو اکثر وزیر علی کہتے ہین
مسند آرائے ریاست ہوا اور انگریزون نے اوسکی وجوہات پر خیال کر کے اوسکی جانشینی کو تسلیم کر لیا۔
اور وہ افواہین جو اوسکے نطفہ نا تحقیق ہونیکی نسبت مشہور تہین اونپر خیال نہین کیا۔
اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کی مزے اوڑائے تہے کہ گورنر جنرل پاس اوسکی چال چلن کی
اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہونچنے لگین۔ اسلئے گورنر جنرل کے بر موقع آنکی تقرری

اسلئے اوسنے لکھنؤ کی طرف سفر کیا۔ بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی ماں وزیر علی کی بد افعالی کو
روکنا چاہتا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئین۔
الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جنہی نواب کی سرکاری خدمتون سے اوسکو جدا
کردیا تھا اب اوسنے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین رکھا تھا۔ اور اس
ریاست مین بڑے رتبہ کا آدمی گنا جاتا تھا جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہو گیا تھا تو اوسنے الماس علی
خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا۔ اوسنے بیگم اور نواب کی ظاہرین صلح کرادی۔ گورنر جنرل جب
لکھنؤ مین پہونچے ہین تو اوسکو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ ایسے استوار ہین
کہ ٹوٹنے کے نہین ——— اور حسین رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن بھی اونکے
پہلوؤن مین گہس گئے نواب کے مزاج مین اوسکا خسر اشرف علیخان بڑا اثر رکھتا تھا۔ ان تمام گروہ کا
یہ مطلب تھا کہ انگریزون کی مداخلت کا مقابلہ کیجیے۔ تھوڑی ہی دن گورنر جنرل کو آئی ہوئی تھی کہ
کہ نواب کو چیچک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین۔ سر جان شور خود لکھتے ہین کہ مجھے اپنے ہوش سے
آج تک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکاری اور حرام کاری کے معاملہ مین دقت اور دشواری
اوٹھانی پڑی ہو۔ ۲۰ دسمبر کو الماس علی خان جو تمام امور کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا
وہ وزیر کے پاس گیا اور کئی روز تک اوسکے ساتھ صلاح و مشورہ کرتا رہا اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ
ناتحقیق ہے اور وہ بہت اسراف اور عیاش ہے بیگم صاحب کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاعت الدولہ
کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہین نطفہ ناتحقیق ہین۔
غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی۔ بیگم صاحب
اور الماس علی خان دونو مرزا جنگلی جو سعادت علیخان سے چھوٹا بھائی تھا نواب
بنانا چاہتے تھے۔ اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اس پر راضی ہو جائین تو اوسکا عوضانہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا۔

وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت سے اور سلیقہ سے گورنر جنرل کے

سامنے پیش ہوتی نہین کہ جسے اوسکا دل وزیر علی سے پہر جائے۔ لوگون نے کہا کہ نواب یا مرحوم کہ سارے ملک کی آمدنی اپنے گہوڑون مین اڑا دیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہان سے ادا کریگا مزاج اوسکا اکہڑ اور شیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجہانے سے سمجہتا نہین اسلئے خالبًا وہ انگریزونکا محکوم نہین رہیگا بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا اور جہانتک وسی ہوسکے گا وہ اونکے جوئے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا۔

جب یہہ باتین سرجان شور کے گوش گزار ہوئین تو اوسکا دل بہی وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا۔ اور وہ اوسکی اور تحقیقات کے درپے ہوا۔ تو یہہ معلوم ہوا کہ یہہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔ تحسین علیخان جو نواب کا بڑا معتمد خواجہ سرا تہا اوسنے یہہ فسانہ سنایا کہ وزیر علی کی ماما کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تہی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تہی جب وزیر علی اوسکے ہان پیدا ہو ہے تو اوسسے پانچ سو روپیہ کو نواب نے مول لیا تہا۔ نواب کی عادت تہی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لے لیتا تہا اور اونکے ہان جب بچے پیدا ہوتے تہے تو اونکو اپنا بتایا کرتا تہا اور اونکی پرورش بیٹونکی طرح کیا کرتا تہا یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی ماں ایک امیر کے گہر مین ماما تہی یہین لڑکے اوسکے تہے بڑے بیٹے کو اوسکے نواب نے پانچ سو روپیہ کو مول لیا تہا اور اوسکا نام محمد امیر رکہا تہا۔ دوسرا بیٹا اوسکا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تہا تیسرا بیٹا یہہ وزیر علی تہا اس وزیر علی کے ساتہہ کبہی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہ سوئی تہی۔ نواب کے بلانے پر بہی اوسکے بیاہ مین شریک ہوئی اور اوسنے خاوند سے کہا کہ تہا مین ایسے ذلیل کمینے کو دیدہ و دانستہ اپنے خاندان کے نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی۔ نواب کے حقیقی دو بیٹے تہے وہ صغیر سنی مین مر چکے تہے اب کوئی بیٹا نہین تہا۔ گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچہا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال تہا یہہ کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے۔ اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کی حاملہ ہونیکی بہی خبر نہین ہوئی جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوسکا حاملہ ہونا معلوم ہوا ہے۔ اب سرجان شور نے یہہ کہا کہ جس شخص کو مین نے نواب و وہ مان لیا تہا اور سعادت علیخان اور سب امراء عالی تبار نے اوسکا اقرار کر لیا تہا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے کہ وہ

معزول کیا جائے۔ گو گورنر جنرل کے خیال مین یہہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین سارے ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھہ مین لیجئے مگر بہت سے اعتراضات و سپر ہوتے تہے اسلئے اس خیال سے ہاتھہ اوٹھایا۔ گو سر جان کی فہم مبارک ذہنی پیلتے کہا ہے مگر تمام اوسکی تحریرات اس معاملہ مین پڑہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات ساده مزاج کی نظر حق رسانی اور انصاف پر تہی۔ وہ اپنی موٹی سمجہہ سے مجبور تہا کہ اوسنے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم پر کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا۔ جب وزیر علی کی معزولی کی ٹہری تو سعادت علیخان مستحق سلطنت ٹہرا جب گورنر جنرل نے اوسکے نواب بنانے کے لئے شرائط پیش کین تو اوسکا کیا مقدور تہا کہ اوسمین چون و چرا کرتا سب شرائط پر سر جہکا دیا۔ اور بنارس سے کانپور مین آیا اور کانپور سے اوسکے جلو مین اردوے بزرگ ساتہہ ہوا۔ اس شان سے لکھنؤ مین آیا۔ سارا لشکر اوس پاس انگریزی تہا کیونکہ اس بیکس بیچارے پاس اور کہان سے سپاہ آتی۔ غرض ۲۱ جنوری ۱۷۹۸ء کو وہ مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا۔ اور حق بحقدار رسید کا غلغلہ سارے شہر مین بلند ہوا۔

نواب سعادت علیخان سے یہہ عہد و پیمان ہوئے کہ نواب چہتیس لاکہہ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیا کرے قلعہ الہ آباد حوالہ کرے۔ انگریزی سپاہ اکثر اودہ مین دس ہزار رہا کریگی۔ اگر تیرہ ہزار سے زیادہ ہوگی تو نواب کو خرچ زائد دینا پڑیگا اور اگر آٹہہ ہزار سپاہ سے کم رہوگی تو تناسب کے حساب سے روپیہ منہا کیا جائیگا انگریزون نے جو محنت و شفقت نواب کی جانشینی کے لئے اوٹہائی اوسکے عوض مین نواب نے بارہ لاکہہ روپیہ دئے۔ اور یہہ قرار کیا کہ بغیر اونکی اجازت کے وہ کسی ریاست غیر سے خط و کتابت نہ رکہیگا۔ نہ کسی اہل یورپ کو نوکر رکہیگا نہ اپنے ملک مین بسنے دیگا۔ وزیر علی کو ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ کے واسطے دیگا۔ اور وہ بنارس مین رہیگا۔ اور باقی اور جو بہتیجے مشہور ہین اونکو بہی تنخواہ دیگا۔

(۷) ہندوستان مین صوبہ اودہ اور اضلاع کرناٹک نہایت مرفہ الحال و سر سبز و شاداب و حاصل خیز تہی مگر جب سے کہ اونکے نوابون نے سرکار انگریزی کی سعادت متابعت حاصل کی تہی تو اونمین وہ نحوست پہیلی کہ رعایا کو دیکہئے تو نہ کوروتی نہ بدن کو کپڑا نہ رزق نہ موت۔ زمین کی پیداوار کو دیکہئے تو خاک

[illegible]

جہان سو مین غلہ پیدا ہوتا تہا وہان سو سیر بہی نہ پیدا ہوتا تہا۔ اب سوال نہایت توجہ کے قابل یہہ ہے کہ
کیون اس سعادت متابعت انگریزی سے ملک و اہل ملک پر یہہ شامت اور نحوست آ گئی۔ یہہ آثار بد کیون
اونہین نمودار ہوئے۔ اسکا جواب بیا کچہہ مشکل نہین ہے۔ ہندوستانی سرکارین ہمیشہ ضعیف ہوتی ہین اسلیے
اونکا ظلم و ستم بہی ضعیف ہوتا ہے۔ مگر جب انگریزون کی قوت جابر نے اونکی تقویت کی تو اونکے ظلم و ستم
مین بہی جان آ گئی اور وہ ایسا زبردست ہوگیا کہ کوئی چیز اوسکے مقابلہ مین سوا سرکشی و بغاوت
رعایا کی نہ رہی۔ اب تک ہندوستانیونکو علم نظم و نسق حل و عقد ملکی کا اتنا کم آتا ہے کہ تمام گورنمنٹون
(سلطنتون) مین ہلوا ایک گہر کا خراب گورنمنٹ کی مزاحمت کیلئے کوئی چیز سوا سرکشی اور ہمدردی رعایا
نہین ہے۔ ایشیا کی تمام گورنمنٹون مین رعایا کی سرکشی عجب اثر رکہتی ہے اور وہ حکمرانون کو خاندانون
مین انقلابات زیادہ تر کرتے رہتے ہین جب مصیبتون اور آفتون کے سبب سے رعایا ناراض ہوتی ہے اور
ہر ناراضی بڑہ کر بلندی پر پہونچتی ہے۔ سپاہ بہی اسوقت کی منتظر سرکشی کے لئے بیٹہے رہتے ہین۔ جب ظلم
سے ملک کی آمدنی مین تنزل ہوتا ہے تو مالگزار گورنمنٹ کے تنزل ہونے سے روپیہ نہین دیتے اور جب روپیہ
نہین ملتا تو سپاہ کی تنخواہ نہین بٹتی تو سپاہ اول بہت غل مچاتی ہے اور دہ سر ہلا دیتی ہے اور آخر کو
بغاوت اختیار کرتی ہے پہر ساری رعایا اس سپاہ کے ساتہہ ہوتی ہے اسی انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے
کوئی دل چلا دلاور صاحب سیر پیدا ہوتا ہے اور رعایا اور سپاہ کو سر پر ہاتہہ رکہکر کہتا ہے کہ اوٹہو میرے ساتہہ
ہو مین حاکم ظالم کے گریبان کو پہونچ ڈالکر ابہی پہاڑتا ہون۔ پہر وہ سب اوسکے ساتہہ ہو گئے ہین وہ
حاکم کو زوال کرتا ہے اور جو جلدی جلد بسنا اول حکومت کے کرکے معراج سلطنت پر پہنچتا ہے۔ اور جو یون حکمران
بنتے ہین اونکے خاندان مین بہی دو تین نسل تک فرمان روائی ہوتی رہتی ہے اور پہر اونکا بہی وہی
حال ہوتا ہے جو فرمان روایون کا ہو چکا ہے۔ ہندوستان چہوٹی چہوٹی ریاستون مین منقسم ہے
بد انتظامی سے ضعف سلطنت ہوتا ہے اور یہہ ضعف سلطنت اور دشمنونکو اوسکے فتح کرنے پر رغبت دلاتا ہے
بس کہ آنکہ ضعف سلطنت نے سلطان ٹیپو کو اوسکے فتح پر دلیر کیا اور اودہ کی بد نظمی نے سرکار انگریزی کو درازدستی
پر مستعد کیا یہان کے خاندانون کو بہی خاک مین ملا دیا اگر سرکار انگریزی کی اونکی سرپرستی نہ کرتی۔ ایشیا اور

یوروپ مین تمام سلطنتون مین ظلم ہونیکا یہہ ایک ہی سبب ہے کہ حکومت کرنیکی اجرت رعایا سے روز بروز زیادہ لیجائے جب ان ضعیف نوابون کی انگریزون نے استعانت اور امداد اور اعانت کی تو اوسکے عوض مین زر کثیر مانگا اور جب روپیہ مانگا تو ان نوابون کو اپنی رعایا سے زیادہ خراج لینا پڑا۔ تو رعایا ناراض ہوئی اور اس ناخوشی سے وہ سرکشی کر کے اپنے دل کا غبار نکالتی مگر قوت انگریزی اوسکے سرکشی کا سر دبائے ہوئی تہی وہ کب اوٹہنے دیتی تہی۔ پس اس سبب سے کچہہ اور رعایا کو نہ بنا سوا اسکے دکہہ بہرتی روپیہ دیتی۔ اور دل مین کوستی۔ اس ظلم و ستم کی اصلاح انگریزونکے دل مین بہی جب ہی آتی کہ وہ دیکہتے کہ ہماری زر موعود ادا کرنے مین کچہہ خلل آنے والا ہے۔ پس ان باتون نے کرناٹک اور اودہ کو وہ ویران اور تباہ کیا کہ کوئی قطعہ ہند کیا کوئی قطعہ دنیا بہی ایسا نہ تہا۔ جسمین رعایا کی یہہ خستہ حالی اور ملک کی یہہ لاثانی ویرانی ہو کہ سیکڑون گانؤن مین چراغ بہی ٹمٹماتا نظر نہ آئے۔ چکی کی آواز کی جگہہ اُلّو کی آواز کان مین آئے۔

احوال سرجان شور

(۸) ولایت مین ایک شور تہین سر جان شور کے کامون پر تہا۔ بادشاہ نے اونکو لقب لارڈ ٹین متہہ کا عنایت کیا۔ ۱۷۹۸ع کے شروع مین اونہون نے استعفا دیدیا اور انگلستان کو روانہ ہوئے۔ لارڈ کلایو جو بڑے لارڈ کلایو کے خلف الصدق تہے لارڈ ہوبرٹ کے قائم مقام دسمبر ۱۷۹۷ع مین مقرر ہوئے۔ اور ۲۱ اگست ۱۷۹۸ع کو مدراس کے عہدہ گورنری کا کام لیا۔

فصل چہارم

(۱) جب سر جان شور نے ۱۷۹۸ع مین استعفا دیا تو اونکے قائم مقام مقرر کرنے مین ارکان شاہی کو کچہہ تامل ہوا۔ لارڈ ہوبرٹ ۲۳ اکتوبر ۱۷۹۳ع کو گورنر مدراس مقرر ہوئے اور ۲۴ دسمبر کو یہہ حکم ہوا تہا کہ مارکوئیس کورنوالس کے جانیکے بعد گورنر جنرل ہند مقرر ہونگے۔ مگر لارڈ ہوبرٹ نے جو نواب کرناٹک کے معاملات مین دست اندازی کی اور سپریم گورنمنٹ سے اپنی بگاڑی۔ وہ اس عہدہ سے محروم رہے۔ اور سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوگئے۔ اور اب سر جان شور کی جگہہ ہی وہ

اس منصب عالی پر سرفراز ہوئے - مگر اسکا معاوضہ یہہ ہوا کہ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اونکی مقرر ہو گئے
کچھہ ایسے آنسو پونچھے گئے - اب پہر اس عہدہ پر مارکوئیس کورنوالس کا تقرر دوبارہ ہوا - اور اوسکا اشتہار
ہندوستان میں ہوگیا مگر اوسپر عمل نہوا - سوفت کا رنگ دیکہکر سب حیران تھے کہ یہہ شخص پہر کیوں مقرر
ہوا ہے - مدبران ملک بہی حیران تہے کہ یہہ تقرر عجیب ہے کوئی اسکا سبب بہی عجیب ہوگا - مگر یہہ
عجیب و غریب معاملہ پردہ مستوری ہی میں رہا کچھہ کہلا نہیں کہ کیا ہوا - مارکوئیس کورنوالس نے
استعفا دیدیا وزیر اعظم کی سمجھہ میں آ ہوئی کہ اب بہ تقاضائے حال ہندوستان کی انتظام کیلئے کوئی
شخص ایسا تجویز کرنا چاہئے کہ کارنوالس سے زیادہ اولوالعزم ہو - تو لارڈ ولزلی (ارل مارننگٹن)
۴ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو گورنر جنرل ہند مقرر ہوا - یہہ نامی گرامی امیرزادہ ۲۰ جون ۱۷۶۰ء میں ڈبلن
دار الخلافہ آئرلینڈ میں پیدا ہوا تہا - ایٹن کے مدرسہ میں چند سال میں داخل ہوا - وہان جاکر ہم سبقوں میں
بڑا نام پیدا کیا اور اپنا کمال دکہلایا - اور آخر کو بڑا عالم فاضل ہوا - اور ۱۷۹۳ء میں اوسنے کامنس سبہا
میں فرانس کے خلاف میں ایک تقریر دلفریب فصاحت و بلاغت سے ایسی ادا کی کہ سب ہی لوٹ پوٹ
ہوگئے - اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ امیرزادہ بہی انگلستان کے نامآوروں میں اپنا نام پیدا کریگا
وہ اکثر جلیل القدر عہدوں پر ممتاز رہا - اور اونمیں کار نمایان اور خدمات شایان کرتا رہا ہندوستان
کے حالات معلوم کرنیکا اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا کچھہ اسی سبب سے نہیں کہ وہ گورنر جنرل ہونا چاہتا تہا
یہہ عہدہ تو اوس زمانہ میں اوسکے رتبہ عالی سے بہت پست تہا - وہ چار برس تک بورڈ کنٹرول کے
جلسہ کمشنری میں رہ چکا تہا - وہ تمام ہندوستان کے معاملات ملکی کا ایسا علم رکہتا تہا جیسا کہ گورنر جنرل
ہونیکے لئے علم رکہنا چاہئے سوا اسکے وزیر اعظم پٹ اور ڈنڈس صاحب صدر بورڈ کنٹرول سے بہی اتحاد اور
اخلاص دلی رکہتا تہا - نومبر ۱۷۹۷ء میں ولایت سے چلا اور کیپ میں فروری ۱۷۹۸ء میں پہنچا
وہان لارڈ میکارٹنی سابق گورنر مدراس سے اور لارڈ ہوبرٹ سے جو ابہی مدراس کی گورنری
سے واپس بلائے گئے تہے ملا - اوسنے ان دو بزرگوں کے خیالات اور رائیں دکہن کے معاملات میں
اونسے پوچہیں اونہوں نے بتلادیں - یہان وہ میجر کرک پیٹرک سے جو سیندہیا کے دربار میں وزیر اور

حیدرآباد مین رزیڈنٹ رہ چکا تہا ملاقی ہوا۔ اور جنرل ڈی وڈ بی آرڈ جو سری رنگ پٹن
کے جیلخانہ مین رہ چکا تہا اوس سے بہی ملاقات ہوئی۔ غرض ان سب آدمیون سے اوسنے وہ حالات دریافت کرلیے کہ
جن سے تمام ہندوستانی رئیسون کی قوت وقدرت اور انتظام اور اونکی تدابیر پر علم ہوگیا۔ اور تمام معاملات
کی صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوگئی غرض جو باتین ہندوستان مین برسون رہ کر معلوم ہوتین وہ
بیٹھے بیٹھے چند روز مین معلوم کرلین۔ ایک جہاز ہندوستان سے کیپ مین پہونچا تہا وہان لارڈ
ولزلی نے اوسکو ٹہرا کر جو مراسلات ولایت جاتی تہے اونکو کہول کر پڑہ لیا۔ اور پہر اپنی خرد وزرین
اور کارشناسی سے خیالات انتظام ہند کے باب مین ایسی لکہے کہ لوگون کو یہہ قوی امید ہوگئی کہ وہ
ہندوستان کا خوب انتظام کریگا۔ وہ فرانسیسیون کے ساتہ نفرت قلبی اور اونکی عظمت کا خوف ولایت
ہی سے ساتہ لایا تہا۔ اونکے قلع وقمع کے منصوبے اوسنے پہلے ہی سوچ رکہے تہے۔

اصول موازنۂ قوائے سلطانی

(۳) اہل یورپ کے ہان امن وامان ملکون مین کبہی کا یہہ اصول ہے کہ سلطنتون کی قوتون کا باہم
موازنہ ہوتا ہے یعنی کوئی سلطنت اپنی قوت کو بڑہا کر اورون کو زبردست نہین کرسکتی اور اگر کوئی
سلطنت ایسا کرتی ہے تو اور سلطنتین ملکر اوسکی قوت کو کمزور کردیتی ہین۔ غرض قوائے سلطانی
میزان معادلت مین ہتی ہین کوئی پلہ اوسکا گرانبار ہوتا ہے نہ سبک بار۔ ایسے اصول کو لارڈ کورنوالس نے
دکن مین ٹیپو سلطان کو شکست دیکر ۱۷۹۲ء مین مصالحت باہم کرکے قائم کیا تہا۔ اور اوسپر اوسکو بڑا
افتخار تہا۔ اوسکو وہ مستقل و مستحکم جانتا تہا۔ ولایت مین وزرائے شاہی کو یقین دلا دیا کہ اب موازنہ قوائے
کے اصول قائم ہونے سے سرکار کمپنی کو کوئی اندیشہ نہین ہے۔ مگر یہہ اوسکی غلطی اور اہل ولایت کی لاعلمی
ہندوستان کے حالات سے تہی کہ اونہون نے اوس اصول کی بقا کا خیال ہندوستان مین کیا۔ اس اصول کا
ہندوستان مین قائم رکہنا یہان کے فرمان رواؤن اور رئیسون کی شان سے ہی بعید ہے۔ اونکا اصول تو غارتگری
اور شمشیرزنی ہے جنگ و پیکار کو اپنی شان اور شکوہ جانتے ہین جب وہ یہہ سمجہتے ہین کہ ہم مین قوت اور قدرت
اورون کے مغلوب کرنے کی ہے اوسوقت اونکو کوئی وجہ اٹہنے کے لئے نہین چاہیئے۔ عدالت اور صداقت اونکو میدان
جنگ مین جانے سے نہین روک سکتی مگر ان دشمنون کا مقابلہ و مجادلہ اونکا نچیرا ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ [illegible]

لارڈ کورنوالس کے کہنے مین اگرچہ یہہ حکم دیدیا کہ آئندہ کوئی گورنر جنرل نہ ہندوستانی رئیسون کی آپس کی
لڑائیون مین مداخلت کرے اور نہ کبھی اونسے کوئی نئی مصالحت پیدا کرے۔ کوئی اونمین ہنگامہ جنگ برپا
کرے۔ سب کے ساتھہ صلح کی ساتھہ رہی مگر سرجان شور تو ایک ایسا سادہ مرد تہا کہ اوتہا رہا چپکے تک اپنی
آنکھون سے دیکھتا رہا کہ سلاطین دکن کی قوتون کا موازنہ ٹوٹا جاتا ہے۔ مگر اوسکے سنبھالنے مین اوسنے
دست و زبان کو نہ ہلایا۔ کردل کی لڑائی مین پیشوا اور اور مرہٹون نے ملکر نظام کو ہزیمت دیکر پامال
کردیا۔ سرجان شور سے مدد طلب کی اوسنے کہدیا کہ ہم کسی کے جہگڑے مین نہین پڑتے۔ علاوہ اسکے یہہ ہوا کہ
انگریزی فوج جو حفاظت کے لئے نظام کی قلمرو مین رہتی تہی اوسکو بھی مرہٹون کے مقابلہ سے روک دیا
پہر پیشوا کی کمبختی سیندہیا کی ہاتہہ آئی پیشوا نے سرکار انگریزی کے آگے دامن پہیلایا۔ مگر تہی دامن رہا
یہان تو پہلے ہی کورٹ ڈائرکٹرز کا حکم آچکا تہا کہ تم کسی کے جہگڑے مین مت بولو پیشوا کا حال بھی وہی
ہوا جو نظام کا ہوگیا تہا۔ گو مرہٹون کی آپس کی نااتفاقی سے نظام نے اپنے تئین سنبھالا مگر پہر بھی اوس
بلندی پر نہ چڑہ سکا جس سے گرا تہا۔ سرجان شور کی صلح کل ہونے نے گورنمنٹ انگریزی کو ہندوستانی
رئیسون کی نظرون مین گرادیا۔ اور وہ سمجھنے لگے کہ انگریزون کے اقبال کا چاند گہٹنے لگا۔ اوسکی کمال کے
دن پورے ہوئے اونکے مہر جہانداری کا نور جہانتاب گرہن شتاب بنا۔ سرجان شور کی
بے نمک گرانے سمجہے ہون یہی تو یہہ مصالحت کا کوشش تہا۔ لارڈ کورنوالس نے اپنی غلطی نہین قبول
کو تسلیم کیا تہا اور سرجان شور اوسکی غلطی کو نہین سمجہا۔ مگر مارکوئس ولزلی آتے ہی اس اصول کی
غلطی کو جان لیا۔ گو اوسنے لارڈ کورنوالس کی نصاحت باتی کہین اپنی تحریر مین نہین
بیان کیا جس سے معلوم ہوتا کہ وہ اوسکو دل مین بھی برا نہین سمجہتا تہا۔ ورنہ دل کی بات زبان پر اور زبان سے
قلم کی نوک پر ضرور آتی۔ مگر وہ اس اصول مواخذہ سابق کی غلطی کو خوب سمجہہ گیا۔

(۳) تاکہ یہہ امر خوب معلوم ہوجائے کہ لارڈ ولزلی نے کن کن دشواریون اور دقتون کو رفع کیا۔ ہندوستانی رؤسا کا حال ۱۷۹۸ء
ضرور ہے کہ ہندوستانی رؤسا کا مختصر حال بالاجمال جو ۱۷۹۸ء مین تہا بیان کردین۔
دکن مین سلطان ٹیپو ہزیمت خوردہ تہا اور غصہ کو پیئے بیٹھے ہوئے تہے۔ انتقام کا طمع اوسکے

دل مین جوش زن تہا۔ اوسکی سب سے زیادہ دلی تمنا یہہ تہی کہ مین انگریزون سے اپنا انتقام لون جو اونہون نے
مجہے دکہایا ہے وہ اونکو دکہاؤن۔ اسی ادہیڑ بن مین رات دن لگا رہتا تہا۔ اس پانچ برس کے عرصہ مین کوئی تدبیر
اوسنے اپنی کامیابی کی کسر چہوڑی نہین۔ آمدنی ملک کو بڑہا لیا۔ لشکر کو درست کر لیا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس نے
اوس سے آدہا ملک چہین لیا تہا اور اوسکی سپاہ کو آدہا کر دیا تہا۔ مگر پہر بہی ایک سپاہ جرار اپنے پاس رکہتا تہا۔ فرانسیسی
افسرون سے اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا۔ کسی وقت وہ اوس سے جدا نہ ہوئے۔ یہہ فرانسیسی ہمیشہ اس تاک مین بیٹہے ہی
رہتے تہے کہ کوئی موقع ہاتہ آئے تو ہندوستان مین پہر ہم ہی ہو جائین۔ انگریزونکو نکالدین اور اپنا ڈنکا بجائین۔
سلطان فرانسیسیون کے اتحاد سے بہت کام اپنے نکالنے چاہتا تہا۔ اور اونسے وہم دیتا تہا۔ ٹیپو کے پاس اسوقت چہتیس
ہزار چہہ سو پیادہ سپاہ تہی جمین تخمیناً چالیس ہزار آدمی قواعد دان تہے۔ نظام سر جان شور کی استعانت
اور عہد ادا نہ کرنے سے انگریزون سے برہم بیٹہا تہا۔ اونکو چہوڑ کر وہ بہی فرانسیسیون کے ساتہہ مین جا بیٹہا۔ اور
زیادہ تر اوسکی سلطنت مین اونہین کا دخل ہو گیا۔ موسیو ریمنڈ یا ریمون کے تحت چودہ ہزار سپاہ تہی اور ۳۶
میدانی توپین اور اٹہارہ لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ اس سپاہ کا تہا۔ ایک ملک اس آمدنی کا اوسکے واسطے مقرر تہا
یہہ سپاہ زبردست تمام نظام کی سپاہ مین شمار ہوتی تہی۔ سیندہیا پونہ مین بڑا اقتدار و اختیار رکہتا تہا
اس نے بادشاہ شاہ عالم کو اپنی مٹہی مین کر لیا تہا اور جو اس بادشاہ سے فائدہ حاصل ہو سکتا تہا وہ اوسکو
حاصل تہا۔ دکن مین اوسکا ملک دریاے تنگ بہدرا کے کنارہ تک تہا اور نظام اور پیشوا کا ملک اوسکے ملک
کے گرد حاشیہ تہا۔ شمال مین اوسکے ملک کی سرحد سرکار کمپنی اور نواب اودہ کے ملک سے ملی ہوئی تہین۔ فرانسیسی
سپاہ اوسکے ہان بہی بڑی قوت رکہتی تہی۔ ڈی بوئن نے جو سپاہ مرتب کی تہی اب اوسکی تعداد بڑہ کر
چالیس ہزار ہو گئی تہی اور ۴۶۴ توپین تہین اور ایک بڑا ضلع ملک کا اونکے خرچ کے واسطے معین تہا
اس سپاہ کے ساتہہ اور تمام ساز سامان جو اوسکے لئے ہونے چاہئے تہے موجود تہے۔ قلعے نہایت مستحکم اور استوار تہے
سلاحخانہ نہایت آراستہ و پیراستہ۔ توپین ڈہالنے کے کارخانے۔ اور اور اسباب حرب و ضرب بکثرت اوسکے ساتہہ
غرض اس سپاہ کی قوت وغیرہ انگریزون کی سپاہ سے جو ہندوستان مین تہی کم نہ تہی۔ اودہ مین جو نیا نواب
سر جان شور نے بٹہایا تہا اوسکا حال یاد ہوگا۔ وہان الماس علیخان شہ بست انگریزون سے

لڑنے کیلئے تیار بیٹھے تہے۔ پہلیوں کی سرکشی خبر گرم تہی۔ نواب ارکاٹ تو یہی مندیاست پہ بیٹہے ہی تہے۔ اپنا ملک خود آگے
دیکر کہاتا تہا۔ ریاست تنجور کا حال کچھہ اچہا تہا۔ وہان راجہ کے مرنے پر فساد برپا کر رکہا تہا۔ سوا ان سب آفات کے
لارڈ ولزلی کی لئے یہہ آفت اور تہی کہ سرکار کمپنی کی انگریزی فوج مطیع اور فرمان بردار نہ تہی اور اسوقت سرکار
کے ساکہہ ایسی بگڑ رہی تہی کہ بارہ روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض نہ ملتا تہا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس کے آخر وقت
مین آمدنی ملک کی تو فیر ایک کروڑ پچاس لاکہہ روپیہ کی چہوڑ گئی تہی مگر اوسکے جانشین سر جان شور کے
عہد مین بغیر جنگ کے وہ سال بسال کم ہو گئی۔ اور یہہ پہلی ہی دفعہ تاریخ سلطنت انگلشیہ مین تہی کہ امن
کے زمانہ مین سرکار کے ہان ٹوٹا ہو۔ غرض اسوقت گو سرکار کمپنی کے پاس بڑا ملک تہا۔ مگر وہ متصل نہ تہا
جدا جدا منتشر تہا۔ اور وہ اپنی سلطنت کے ہاتہ پانو جیب اب رکہتی تہی۔ ملکی حالات اوسکے ایک مفلس کے
گہر کا چراغ بن رہے تہے۔ ادہر چارون طرف طوفان ایسے خطرناک آنیوالے تہے کہ دن کو تارے دکہائی
دینے کو تہے۔ فرانسیسیون کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تہا۔

(۳) لارڈ ولزلی کلکتہ مین ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء کو پہونچا۔ اُسمین دن ہی گذرے تہے کہ یہہ واقعہ پیش آیا
کہ کلکتہ کے اخبارون مین ایک خبر یہہ ملی کہ موریشس کے گورنر جنرل ملارٹک کا ایک اشتہار فرانسیسی زبان
مین اس مضمون کا چہپا کہ ٹیپو سلطان کے دو قاصد ہمارے پاس آئے ہین اور وہ اون پاس خطوط شاہ
فرانس کے نام ہین وہ فرانس سے ربط و ضبط بڑہانا چاہتا ہے۔ اور فرانسیسیون کی دستگیری سے انگریزون کا
ہندوستان سے نکالنا چاہتا ہے اور اپنی سپاہ مین فرانسیسی سپاہ بہرتی کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے ہم
جزیرہ فرانس اور بوربون کے باشندونکو یہہ ہدایت کرتے ہین کہ سلطان کی فوج مین بہرتی ہو کر
بیشک انگریزون سے لڑین۔ لارڈ ولزلی کو اول اول تو یقین نہ آیا کہ یہہ اشتہار اصلی ہے کیونکہ اس بات کا
باور کرنا ہی عقل سے خلاف تہا کہ ٹیپو سلطان یا گورنر جنرل فرانس ایسے امور کو جو نہایت راز داری
کی تہی اسطرح مشتہر علی الاعلان کرین۔ مگر جب اشتہار کی تصدیق بہت سے شاہدان معتبر کی شہادت
سے ہوئی جو موریشس سے کلکتہ مین آئے ہوئے تہے اور کیپ گڈ ہوپ سے لارڈ میکارٹنی نے لکہا کہ
موریشس مین جنوری ۱۷۹۸ء کو دو قاصد منگلور سے آئے ہین اور فرانسیسیون نے شہری بابت بیگنت اوسکی

مورخہ ۸ جون ۱۷۹۸ع

مہمانداری کی ہے۔ اور ماہ مارچ کو یہان کے دو فرانسیسی جہاز مین بیٹھکر منگلور کو روانہ ہوئے ہین جب یہ گمان
غالب ہے کہ ٹیپو نے حقیقت مین فرانس سے کمک طلب کی ہے مگر جب یہ دو سو فرانسیسی ساحل ملیبار پر منگلور مین
۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء مین اوترے اور سلطان نے حد سے زیادہ اونکی مہمان نوازی کی تو یہہ یقین ہوگیا کہ اشتہار سچا تہا
گو یہ لکہا ہے کہ ۹۹ ہی آدمی تہے۔ یہہ آدمی خواہ کتنے ہی ہون ناکارہ محض تہے۔ نہ اون مین کسی مین افسری کی لیاقت
تہی نہ سپاہی پنے کی۔ مگر ہان انگریزون سے دشمنی کرنے پر سب مستعد تہے۔ شاید یہہ حماقت اس سبب سے سلطان کے قاصدون سے
سرزد ہوئی کہ ہندوستان کے آدمیون کی گفتگو ہمیشہ مبالغہ سے خالی نہین ہوتی۔ اور اوسمین شیخی اور نمود
ضرور پائی جاتی ہے۔ اور سلطان ٹیپو کی لاف زنون مین شیخی باز مشہور تہا۔ اوسکے قاصدون نے ڈینگ مین
آکر یہہ اشتہار دیدیا تاکہ خلق یہہ جانے کہ ہمارا سلطان ایسا بے باک اور دلاور ہے کہ انگریزون کی حقیقت کچھہ نہین سمجھتا
اور ایسے اشتہار یون مشتہر کردیتا ہے۔ غرض ٹیپو کی ان حرکات سے لارڈ ولزلی کے دلمین یقین ہوگیا کہ اوس سے لڑنا
مصلحت اور انصاف اور عقل کا مقتضا ہے۔ اگر اس مین تخفیف کی جاے گی تو
معلوم نہین کہ سلطان فرانسیسون سے سازش کر کے کیا گل کہلاے
اور پہر کیسی ہوا چلے۔

(۵) اب لارڈ ولزلی کو ایسی تدبیرین کرنی پڑین کہ جو ٹیپو کے ارادون کو اوبہرنے نہ دین۔ جنرل ہیرس
کو جو بالفعل قائم مقام گورنر مدراس تہے اشتہار کے دوسرے دن لکہہ بہیجا کہ ساحل کورومنڈل پر جہانتک
جلد ہوسکے فوج جمع کرنی چاہئے تاکہ وہ سیدہی سری رنگ پٹن کو روانہ ہو لیکن ابہی یہہ کام ایسے طور سے
کیا جاے کہ فراہمی افواج کا باعث کسی پر کہلنے نہ پاے۔ ولزلی اس بات کو خوب سمجہتا تہا کہ ٹیپو سلطان سے
ملاپ کی باتین کرنی کبہی سودمند نہ ہونگی اور جب تک وہ بے دست و پا نہوگا فتنہ انگیزی کے لئے ہاتہہ پیر ہلاتا رہیگا
اسنے نظام اور پیشوا کو بہی ٹٹولا کہ وہ کتنے پانی مین ہین اور اونکو لکہا کہ صلحنامہ سری رنگ پٹن کی
بارہوین دفعہ کے موافق اپنی سپاہ کو بہیجنے کے لئے حکم دین۔ جس وقت یہہ حکم گورنمنٹ مدراس پاس آیا تو اوسکا دم
ہی نکل گیا۔ اور اوسکو سو سو طرح کے اندیشے اور وسوسے پیدا ہوے۔ جنرل ہیرس کو تو یہہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ
گورنر جنرل کو خود لکہے کہ اس خطرناک ارادہ سے باز رہے اور بیٹہے بٹہاے اپنے سر آفت نہ لاے مگر دیوان

سکرٹری صاحب تدبیر اور منشی بے نظیر گورنمنٹ مدراس کے چیف صاحب ہوے صاحب کا اون کیتیں بس کا تہا۔ ڈیوک
ولنگٹن جو اوسوقت جنرل ولزلی تہے اونکی شان مین یہہ کہا کرتے تہے کہ جتنے لائق آدمیونکو مین جانتا ہون
اونمین سے ایک یہہ بہی ہے اور وہ نہایت دیانتدار ہے۔ اونکا رنگ بہی اس حکم کو دیکہہ فق ہوگیا وہ اپنی آنکہون
سے دیکہہ چکے تہے کہ کرنیل بیلی کے لشکر کا کیا حال ہوا کرناٹک کیا تباہی اور بربادی آئی۔ حوالی
مدراس مین کیا مکانون کے جلنے سے آگ روشن ہوئی۔ غرض ایک چٹہی جسمین بہت سی فصاحت وبلاغت
وطلاقت اونہون نے خرچ کی لارڈ ولزلی کو لکہی اور اوسمین اونکے ارادہ کی یہہ خرابیان بیان کین کہ ۱۷۹۱ع
مین لارڈ کورنوالس پہلی دفعہ کس سامان سے سرنگاپٹن پر چڑہا تہا اور ناکام رہا تہا۔ اسوقت تمام کرناٹک
مین آٹہہ ہزار سپاہ ہے۔ نہ درست وہ جس لڑائی کا سامان ہے۔ اس سپاہ سے ملک کرناٹک کی حفاظت
بہی بمشکل تمام ہوتی ہے۔ اگر ٹیپو سلطان کو ہماری تیاریون کی خبر پہونچیگی تو وہ اوسیوقت اوٹہہ کہڑا ہوگا
خزانہ مین روپیہ نہیں ہے اور دوالہ ہے۔ قرض کے پہنچے ہیں آٹہہ برس مین ستر لاکہہ سے پچاس ہوگیا یہہ نوبت
پہونچ گئی ہے۔ بارہ روپیہ سیکڑہ کے لون پر پانچ روپیہ سیکڑہ بٹا ہے۔ اب دشمن کی حالت کو دیکہیے کہ اوس پاس
ساٹہہ ہزار سپاہ ہے جسمین ہوا ایسے ہین جو لڑنے کام مین مشہور ہین۔ پیادہ فرانسیسون کے قواعد سکہائی
ہوئی ہے ہمراہ توپین ہین۔ اور ایک سپاہ بان پہینکنے والون کی جدا ہے۔ ہاتہی اور باربرداری کے
لئے چوپائے اور سامان رسد ذرائع سے ہے جسوقت ہمارا لشکر حرکت کریگا تو سلطان ٹیپو کا دل ہم سے
سیر ہو جائیگا۔ اور کورنوالس کے عہد وپیمان شکستہ ہو جائینگے اور انجام اسکا یہہ ہوگا کہ ہمپر بہی
آئینگے۔ اور یہہ بہی لکہا کہ نظام اور مرہٹے جو ہماری دوستی کا دم بہرتے ہین اونکے کسی طرح اسکی
عبث ہے یہہ لوگ جبتک ہماری بیماری نہ دیکہینگے سرگرمی سے ہمکو خاطر خواہ مدد نہ دینگے۔ غرض جنرل ہیرس اور
منشی بے نظیر نے لارڈ ولزلی کو اپنے ارادہ سے باز رکہنے کی ایسی قباحتین بیان کین اور ایسے خوف دلائے
کہ اگر وہ بودے دل کا آدمی ہوتا تو اس تحریر کو دیکہہ کر کندہا ڈال دیتا۔ مگر وہ تو لارڈ ولزلی تہا جیسا
ہوشمند اور عالی دماغ تہا ویسا ہی دلاور اور بہادر تہا۔ اوسکی قوت دل وزبردست بازو کے سامنے
یہہ خوف کیا تہے فوراً اسکے جواب مین صرف یہہ لکہہ بہیجا کہ اس حکم کی تعمیل مین جو دیر کرنی ہے

مین اس باب مین کونسل سے بحث کرنی عبث سمجھتا ہون۔ مین یہہ چاہتا ہون کہ میرے حکم کی تعمیل نہایت
سرگرمی سے شروع ہو۔

(۶) لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے مقدمات کی طرف توجہ کی۔ ریمنڈ صاحب جنہون نے نظام کی سپاہ کا عمدہ
انتظام کیا تہا۔ اس سال کے موسم بہار مین اوسکی بہار عمر پر خزان اجل آگئے۔ اوسکی جگہ پیرون ایک فلاور
سپہ‌سالار مقرر ہوا۔ اوسکو انگریزون سے دلی نفرت تہی۔ سپاہ نظام کے لشکر کی جان تہی۔ البتہ ڈولزلی نے
خیال کیا کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی یقینی ہونی والی ہے اگر اوس مین اس لشکر کو نظام کی طرف سے اپنی
امداد کے لئے لیجاونگا تو وہ ضرور میدان جنگ مین دغا دیگا اور سلطان کے لشکر سے جا ملیگا کیونکہ فرانسیسی
افسرون سے اوس کا دوستانہ ارتباط و اختلاط ہے۔ اور اگر اوسکو پیچہے چہوڑ جاونگا تو اوسکی
خبرگیری کے واسطے ایک لشکر کثیر متعین کرنا پڑیگا۔ اگر یہہ لشکر نظام سے ٹوٹ کر والی میسور یا سندہیا
پاس چلا گیا تو نظام اور پیشوا کا کام تمام ہو جائیگا۔ اور پہر فرانسیسیونکو وہ قوت اور سطوت حاصل ہوجائیگی
کہ دکن اور ہندوستان کو اپنے ساتہہ ملا کر سرکار کمپنی کے ملک سے اپنی دست درازی شروع کرین تو
تعجب نہین۔ پس ولزلی کا کام یہہ ہے کہ حیدرآباد کے اس فرانسیسی سپاہ کو کسی طرح غارت کیجئے۔ اسیوقت زمان شاہ
امیر کابل کا خط آیا کہ اگر انگریز کمک کرین تو مین ہندوستان سے مرہٹونکو نکال دون۔ شاہ ابدالی کا وہ پوتا
تہا اور اسکا حملہ بہی ہندوستان کے اندیشہ سے خالی نہ تہا۔ دادا نے جو پہلا حال مرہٹون کا پانی پت مین کیا
تہا وہ ابتک لوگون کو یاد تہا۔ غرض ہر طرف سے آفتون کے طوفان اوٹہہ رہے تہے۔ اسوقت لارڈ ولزلی کی
دانشمندی پر خیال کرنا چاہئے کہ اوسنے اپنی سلطنت کی حفاظت مین کورٹ ڈائرکٹرز۔ اور بورڈ کنٹرول
کے حکمونکا مطلق خیال نہین کیا۔ اوسنے انکی اس غلطی و نامعاملہ فہمی کو پالیا کہ سرکار کی عملداری کی بہتری
عافیت نہ گہر بیٹہے رہنے مین ہے نہ پیچہے ہٹنے مین۔ بلکہ آگے بڑہنے مین ممکن نہین کہ سب سے جدا رہکر عالم تجرید مین
عافیت و طمانیت سے بسر ہوسکے اوسنے کلائو اور ہیسٹنگز کے اصول کو قائم کرکے تمام ہندوستان کے رئیسون
کے ساتہہ راس کماری سے لیکر جمنا کے کنارہ تک عہد و پیمان کے لئے رسل و رسائل کہ آناً فاناً مین بجلی کا تار
بنا دیا۔ یہان کے رئیسون نے جانا کہ ہان اب پہر سرکار کمپنی کے عزم مردہ مین جان آئی ہے اور کوئی گورنر جنرل

ہمیشہ لنگر اور کلا الوکا بہائی آیا ہے لیکن یہہ امر باعث طلب ہے کہ لارڈ ولزلی نے کیون اس پر کمر باندھی کہ سلطان
ٹیپو کو خاک مین ملا دے اور فرانسیسیون کو بالکل ہندوستان سے نکال دے۔ مدبران ملکی کی تحریرات بہت شد و مد کے ساتھ
موجود ہین بعض کی رای یہہ ہے کہ جو حال ۱۷۹۲ء مین تہا وہی اب ۱۷۹۸ء مین تہا۔ کوئی خوف نہ فرانسیسیون سے
زیادہ ہو گیا تہا نہ ٹیپو سلطان سے کوئی اندیشہ تہا۔ بلکہ ٹیپو سلطان کی دشمنی انگریزون کے حق مین اس سبب سے
مفید تہی کہ اوسکے ہمسایہ مرہٹے دبے ہوئے تہے اور وہ اوسکے خوف کے مارے انگریزون کے آگے امداد اور کمک کے
واسطے دامن پہیلا رہے تہے چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۷۹۸ء کو جو ایک جلسہ کلکتہ مین فرانسیسیون کے ساتھ لڑائی
کے باب مین ہوا تو اوس مین ایڈورڈ کیبٹ جنرل لوروس صاحب نے یہہ تقریر کی کہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ
جسقدر اسوقت ہمارے پاس ملک اور لشکر ہندوستان مین ہے وہ کبہی پہلے نہین ہوا تہا۔ جو قدرت ہمارے
تئین اب حاصل ہے وہ پہلے کبہی نہ تہی کسی کا حوصلہ نہین ہے کہ ہم پر حملہ کرے جو لشکر ہمارا ہندوستان مین ہے
وہ دلیری اور قواعد دانی مین پہلے ہمارے لشکر سے کہین زیادہ ہے ہندوستانی رئیسون مین ایک بہی ایسا نہین
کہ ہم پر حملہ کرنے کا قصد کرے مگر ہان ہمارا قدیمی دشمن سلطان ٹیپو ہے جو یہہ آرزو رکہتا ہے مگر اس سلطان
ٹیپو کی آخر زمانہ مین وہ مرتبت و شان ہے کہ اوسکو بہی حملہ کرنے کا حوصلہ تب نہین ہوگا کہ فرانس کی
امداد اور کمک معقول و سکونہ حاصل ہو اور اب فرانسیسیون کی امداد آنی ناممکن ہے کیونکہ فرانس مین
[illegible] انگریزی بیڑون نے فرانسیسیون کی راہین چارون طرف سے بند کر دی ہین فرانسیسی
[illegible] ہم اپنے بندرگاہ کا ... چنانچہ اندیشہ اور جنوب تک نہین روانہ کر سکتے جانب
[illegible] ہوئے ہین ٹیپو نے ایسا اتفاق فرانسیسیون سے کر لیا تہا۔ وہان کے
[illegible] اتفاق و اتحاد کے ... ہین کہ اول ... پر حملہ کرین ... یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان سے لڑنے کی کوئی وجہ نہین تہی سوا اسکے دلائل ذکر کرنے کے لئے بیان جاتی ہین
کوئی بات ۱۷۹۲ء سے زائد خوف کی ہو کبہی تہی نہ تیاری جنگ شروع کیا تہا کوئی سلطان کی سرکار کمپنی کا
ملک نہین دبا لیا تہا نہ کوئی مال چہین لیا تہا نہ کوئی حق تلف کیا تہا نہ کوئی حملہ کیا تہا۔ مرہٹون اور نظام
جیسی باوفا اور ثابت دوست پہلے تہے وہ اب بہی تہے مگر ان دلائل کی تردید یون ہوتی ہے کہ سلطان

گو وہ کام نہین کئے تھے جو اصل لڑائی کی سبب تھے ہین مگر اونسے باوجود عہد و پیمان موثق کے یہہ عہد شکنی کی کہ دشمنان کی امداد بالکل انگریزون کی جڑ پیڑ کاٹنے کے لئے مانگی اور اس مدد کے حاصل کرنے مین کسی بات مین اونے کسر باقی نہین رکھی گو وہ فرانسیسون کی نا قابلیت کے سبب سے بہم نہ پہونچی - مگر فرانسیسون نے بہی اسکو صاف جواب نہین دیا - اب کیا یہہ مناسب تہا کہ جب اوسکے منصوبہ پختہ ہو جاتی تو ہم سب شکست نامات ہونیکے لئے منتظر بیٹھے رہتے - نظام کا حال بہی کچہہ اور ہو گیا تہا جیسا ان او پر ہوا - وہ فرانسیسی سپاہ کے قبضہ مین تہا جہان اہل قلم کے ماتحت اہل سیف ہوتی ہین وہان خونریزی و فساد انگیزی کا اندیشہ نہین ہوتا - مگر نظام کے ہان اہل سیف کے زیر حکم اہل قلم تہے - ہمیشہ قلم سیوف کی دشمنی رہتی ہین - مرہٹون مین دولت راو سیندہیا سب مین بڑا تہا وہ انگریزون پر رشک و حسد رکہتا تہا غرض یون اقوال ہزار بہت سے ہین مگر قول فیصل لارڈ ولزلی کی ہی رائے ہے -

(۷) اب لارڈ ولزلی نے حیدر آباد کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکو مقدم سمجہا - اسوقت نظام الملک کا وزیر مشیر الملک معروف میر عالم مدار المہام تہا - وہ مرہٹون کے ہان جس زمانہ مین قید تہا اوس عرصہ مین فرانسیس نظام کے سر پر بہت چڑہ گئی تہے - اس میر عالم کا دل فرانسیسون سے ہٹتا چلا تہا اونے وہ زمین جو اس سپاہ کے خرچ کے لئے معین کی تہی اپنے قبضہ مین لے لی - اور بار بار رزیڈنٹ سے کہا کہ اگر انگریزی سپاہ آجائے تو ان فرانسیسون کے عذاب سے جان چہوٹ جائے - یہہ درخواست سر جان شور سے بہی نظام نے کی تہی مگر اونہون نے انکار کر دیا تہا - سر جان شور کی اس غلط فہمی و نا معاملہ دانی کو لارڈ ولزلی نے درست کر دیا - اور یکم ستمبر ۱۷۹۸ کو نیا عہد نامہ دس شرطون کا لکہا گیا - اول پانچ شرطین تو خرچ سپاہ کے باب مین تہین - کہ ستاون ہزار سات سو تیرہ روپیہ جو انگریزی سپاہ کے خرچ کے لئے پہلے سے مقرر تہے اب اوسکی جگہہ دو لاکہہ ایک ہزار چار سو پچیس روپیہ مقرر کئے جائین - اور چہہ ہزار سپاہ انگریزی حفاظت کے لئے قلمرو نظام مین رکہی جائے - چہٹی شرط یہہ تہی کہ جسوقت انگریزی لشکر حیدر آباد مین پہونچے تو تمام فرانسیسی افسر اور سرجنٹ موقوف کئے جائین اور اونکی سپاہ دیسی منتشر اور پراگندہ کر دی جائے کہ کوئی نشان اونکے پہلے کارخانون کا باقی نہ رہے - اور نظام کے تمام ملک مین کوئی فرانسیسی نہ پائے

کوئی اہل یورپ بغیر اجازت سرکار کمپنی کے نہ اونکا ملازم ہو نہ اوسکے ملک مین سکونت اختیار کرے۔ باقی شرائط یہہ تہین کہ نظام کو مرہٹون کے ناجائز مطالبون سے انگریز محفوظ رکہینگے نظام کا حال یہہ تہا کہ وہ اپنے ۶۵ برس کی عمر مین وہ ہوش اور عقل نہ رکہتا تہا جو اوسکے باپ کی سو برس کی عمر مین عقل و ہوش تہے اوسکو ایسی شرائط کے منظور کرنے مین تامل ہوا کہ اوس قوم کو جسکو اپنی سلطنت کی ابتدا اوسی بر سر عروج دیکہا تہا اوسکو یون نکالدے جسمین سیکڑون خوف ہون۔ وزیر کے دلمین سوسو وسوسے آتے تہے کہ معلوم نہین کیا ہوجائے مگر آخرکو وزیر خوش تدبیر نے نظام کو سمجہایا کہ اوسکی سلطنت بالکل بے حفاظت ہے اسلئے بہتر ہے کہ اوس قوم کے ساتہہ اتحاد پیدا کیجئے کہ جو اپنے ایمان مین ایماندار اور وفاء عہد مین استوار ہو۔ یہہ حالت ابہی نہین گذرے تہے مرہٹون کی دست بازی اور سلطان ٹیپو کی ترکتازی کے ہی خوف و اندیشہ مین رہتے غرضکہ اس وزیر نے جون تون کرکے نظام سے عہدنامہ پر دستخط کرالئے۔

(۸) اب لارڈ ولزلی نے یہہ قصد کیا کہ جو نظام سے عہد و پیمان ہوئے ہین اوسی قسم کے قول قسم پیشوا کے ساتہہ بہی ہوجائین۔ مگر یہہ تدبیر کارگر ہوئی جب سیندہیا پیشوا پر چڑہ آئے تو اوسنے انگریزون سے درخواست مدد کی تہی مگر اوسوقت سر جان شور نے اوسے انکار کردیا تہا۔ اسلئے پیشوا نے نظام کو ایک لاکہہ روپیہ کا ملک لیا ہوا دیدیا۔ اور عہد و پیمان اوسنے کرلئے مگر سیندہیا نے جب اسکا عوض لیا۔ اور نانا فرنویس جو قید مین تہا اوسکو چہٹا کر اور ٹیپو سلطان کو ملاکر نظام پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اس سبب سے سیندہیا اور پیشوا مین چندروزہ مصالحت کی صورت ہوگئی تہی۔ مگر نانا فرنویس کے جہگڑے بیچ ہی بیچ مین چلے جاتے تہے کہ اسوقت ریذیڈنٹ نے لارڈ ولزلی کی طرف سے یہہ شرائط عہد و پیمان پیش کی کہ سیندہیا کی دست درازی سے پیشوا کے بچانیکے واسطے ایک لشکر کثیر انگریزی اوسکی خدمت مین رہا کریگا۔ اور اوسکے خرچ کے واسطے مدا پر مناسب کیجائینگی۔ فرانسیسونکو بالکل اپنے ملک سے ہمیشہ کیلئے نکالنا پڑیگا۔ جو نظام و سیندہیا مین قضیئے پیش ہونگے اونکا انفصال انگریز ثالث بنکر کیا کرینگے گورنر جنرل نے اس صلح کا ایسا شوق ظاہر کیا کہ جیسے اوسکا مطلب حاصل ہوا۔ غرضکہ اس صلح کو گورنر جنرل کی یہہ نیت تہی کہ پیشوا کو یہہ سلطنت دہلی درسلطنت قدیمی حاصل ہوجائے مگر وہ اپنی بیان سے اس صلح کو یہہ سمجہا کہ حقیقت مین وہ مرہٹون کی عظمت دبا کے

تصفیہ سلسلہ عہد و پیمان

شان و شوکت کو مٹانیوالی ہے پیشوا نے نانا فرنویس کی صلاح سے یہہ عہد و پیمان تو نہ کئے مگر رزیڈنٹ سے کہدیا کہ مین اون عہد و نکا جو ہم تینون کے درمیان ہوئے ہین ہمیشہ پاس اور لحاظ رکھونگا - اور مرہٹون کی سپاہ عظیم کو تیاری کا حکم دیدیا - کہ وہ گورنر جنرل کے ساتھہ ٹیپو سلطان سے لڑنے جائین مگر اوسکی نیت مین یہہ نہ تہا کہ یہہ سپاہ جاکر وہان اونکی مدد بہی ہلائے غرض مرہٹون نے مواعید کا ذہب سے انگریزون کو دم دلاسے مین رکہا اونکے ساتھہ لڑائی مین ہاتہہ نہ ہلایا -

سندھیا اور ناگپور کے راجہ سے عہد و پیمان

(۹) جب پونہ مین یہہ عہد و پیمان ہورہے تہے تو کرنل کولنس رزیڈنٹ دربار سیندھیا نے زمان شاہ کا خط اوسکے روبرو پیش کیا جسمین لکہا ہوا تہا کہ اگر انگریز زمان شاہ کی امداد کرین تو وہ مرہٹون کا استیصال بالکل ہندوستان مین کردے اور شہنشاہ دہلی کو اونکی قید سے چہٹائے - مگر رزیڈنٹ نے سیندھیا سے یہہ کہا کہ گورنر جنرل کا ہرگز یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ زمان شاہ کو امداد دیکر اور اوسکے ساتھہ ملکر ہندوستان کی حالت کو تہ و بالا کرے اور تمہارے قبضہ مین جو ملک ہے اوسکو زیر و زبر کردے - اگر سیندھیا شمال کو چلا جائے تو انگریزی سپاہ اوسکی امداد کے واسطے موجود رہیگی - سیندھیا نے انگریزون کے ساتھہ عہد و پیمان کرنے سے تو انکار کیا مگر یہہ اقرار کیا کہ مین شمال مین اپنے ملک مین جاتا ہون مگر اوسکو پورا نکیا - سیندھیا اور پیشوا اسوقت انگریزون کی عالی ہمتی کو دیکہہ کر جلتے تہے اور سلطان کی طرف ہوا چاہتے تہے - مگر سیندھیا کو یہہ خوف لگا ہوا تہا کہ شمال مین جو اوسکا ملک ہے اوسپر کہین انگریز نہ حملہ کرین - اس خوف کے مارے وہ سلطان کے ساتھہ نہوا - غرض اس پیغام سلام کا نتیجہ یہہ تہا کہ مرہٹون سے نہ امداد کی امید ہوئی نہ مخالفت کا خوف ہوا - راجہ ناگپور اور سرکار کمپنی کا اس مہم مین اتحاد تہا جب کول بروک صاحب جو مشرقی زبانون کے فاضل اجل مشہور ہین اوسکے دربار مین بہیجے گئے کہ اتحاد قدیم کی از سر نو تجدید کرین تو راجہ نے صاف کہدیا کہ مین عہد و پیمان کے جہگڑون مین نہین پڑتا -

سنہ ۱۷۹۸ع حیدرآباد پہنچی

(۱۰) اب موافق عہدنامہ جدید کے مدراس سے چار رجمنٹین مع توپخانون کے حیدرآباد کی طرف چلین اسوقت خزانہ سرکار مین اسقدر روپیہ نہ تہا کہ وہ اس سپاہ رستہ کا بہی خرچ کا متحمل ہوتا اسلئے لارڈ ولزلی نے نہایت ۔۔۔ روپیہ قرض لیکر اوسکو بہیجا اور وہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۹۸ کو حیدرآباد مین پہنچی

اور کسی پر یہہ نہ کہلا کس مطلب کے لئے وہ آیا ہے یہان انگریزوں کو یہہ دقتین پیش تہین کہ تو روز نیک ارباز مین
الجھ گئین اسواسطے ہوتی رہین کہ شرائط معاہدہ پوری نکی جائین اور فرانسیسی نہ نکالے جائین۔ نظام
اور وزیر دونو سمجھے جاتے تہے اور ڈرتے بھی تہے نقطا ونکو یہی خوف نہ تہا کہ انگریزون اور فرانسیسیون
مین ہنگامہ کارزار گرم ہوجائے بلکہ یہہ ڈر تہا کہ آخر کو مجبور ہوکر جانب غالب کی اطاعت نا اختیار
کرنی پڑے۔ نظام تو اپنے ڈیرے سے اٹھکر گولکنڈہ کی نواح مین چلا گیا۔ اب انگریزی رزیڈنٹ کرک پیٹرک
صاحب نے وزیر کو سمجھایا کہ آپ ایفاء عہد مین بہت توقف نہ کیجئے اگر کوئی اس نقض عہد کا نتیجہ بد ظہور مین
آئیگا تو اوسکی جوابدہی نظام کے ذمہ ہوگی۔ اس سپاہ کثیر کی توقیر انگریزون کی نظرون مین ایسی حقیر ہو اگتی
تہی کہ کرنیل روبرٹس جو انگریزی سپاہ کے افسر اعلے تہے وہ اپنی سپاہ قلیل سے ہی اس جھگڑیکا فیصلہ پہلے اسے
کرنا چاہتے کہ نظام کے سوار اونسے آملے۔ ان سوارونکو حکم ہوا تہا کہ وہ انگریزی لشکر کی کمک کرین مگر
اونکی فرانسیسیون سے سازش تہی۔ اسلئے کرنیل صاحب اونکی شراکت کو پسند نہین کرتے تہے کہ کہین دوستی
کے لباس مین دشمنی نکرین۔ آخر کو وزیر کی فہم مبارک مین آگیا کہ ایفاء عہد مین وہ اندیشہ نظام کے لئے
نہین ہے جو عہد شکنی مین خوف ہے اسلئے اشتہار دیدیا گیا کہ کل افسر فرانسیسی نظام کی خدمت سے موقوف
کئے گئے۔ کوئی سپاہی اونکے حکم کو نمانے۔ اچانک جب یہہ حکم آیا تو تمام افسر اور سپاہی عالم تحیر مین تہے کہ یہہ
آناً فاناً مین سمان کیسا پلٹ گیا اور کیا تہا کیا ہوگیا۔ اب انگریزی سپاہ اور نظام کے سوارون نے
فرانسیسی لشکر کو اونکے کیمپ مین جا گھیرا جہان اونکے اختیار مین یہہ نہ تہا کہ فرانسیسی کچھ ہاتھ لگائین تو
اونکے تمام سامان حرب و ضرب غلہ وغیرہ کو آگ لگائین۔ فرانسیسیونکا افسر موسیو پیرون تہا جس نے
اوسنے کپتان کرک پیٹرک صاحب کو یہ پیغام بھیجا کہ مین اور میرے اور ہمراہی افسر اپنے
انگریزون کے حوالہ کرنے کے لئے موجود ہین اور آپ کی ذات سے مجھکو قوی امید ہے کہ ہم سب کے ساتھہ
مدارات اور لطف سے پیش آئینگے جو شائستہ قومون مین مروج ہے۔ مگر سپاہی جنکی تنخواہین
مدتون کی چڑھی ہوئی تہین برسر بغاوت ہوئی اور اونہون نے اپنے افسرون کو قید کر لیا۔ یہہ افسر
بڑی مشکل اور دشواری سے اونکی قید سے نکل کر انگریزی خیمون مین پہونچے جسکے کم صاحب

ایک نوجوان ہوشیار افسر تھے اور اونکے کام کی شہرت ہوتی جاتی تھی وہ اس ہندوستانی سپاہ کے سمجھانے کے لئے اور یہہ کہنے کے لئے بھیجے گئے کہ چڑھی ہوئی تنخواہ سب سپاہی اپنی لے لین - صاحب نے اس بیدار مغزی اور دانشمندی سے کام سرانجام دیا کہ چودہ ہزار آدمیون نے جو قواعد جانتے تھے اور بہادر توپخانے مسلح اور سامان حرب و ضرب تیار رکھتے تھے - اونہون نے صاحب کے سامنے ہتیار رکھدئے اور کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی - اس کام کو دیکھہ کر سارے ہندوستانی رئیسون کے عقل دنگ رہ گئی اور وہ خیال اونکے دل سے کافور ہوگیا کہ سرکار کمپنی کی صولت و شوکت مین ضعف آتا جاتا ہے غرض یہہ بسم اللہ جنگ ٹیپو مین ایسی ہوئی کہ اوسکی برکت سے تمام منصوبے لارڈ ولزلی کے بخیر و خوبی انجام کو پہونچے - افسران فرانسیسی کی لارڈ ولزلی نے بڑی خاطر کی - اونکو کلکتہ بھیجا اور یہان سے فرانس بھجوادیا - غرض کوئی مدارات اونکی ایسی نہین کی جسسے وہ قیدی اور اسیر معلوم ہوتے -

(۱۱) لارڈ ولزلی گرد اوری اسباب اور فوج کے اہتمام مین جنگ ٹیپو کے لئے مصروف تہا کہ کورٹ ڈائرکٹرز کا بھی مراسلہ مورشس کا اشتہار دیکھہ کر آگیا تیس برس کے عرصہ مین تین دفعہ والی میسور سے انگریز جنگ کرکے نقصان اوٹھا چکے تہے - اسلئے اوسکا خوف اہل ولایت کو بھی بہت ستاتا تہا -

اسوقت سلطان ٹیپو کے ارادون کو سنکر اونکے پیرون تلے کی زمین نکل گئی - اور اندیشہ پیدا ہوا کہ اب سارا ملک حاصل کیا ہوا اونکے ہاتہہ سے نکلا - اسلئے اونہون نے لکہا کہ اگر فی الحقیقت ٹیپو سلطان نے فرانسیسیون سے سازش کی ہے تو وہ سارا امن و امان کے عہد و پیمان سے پہر گیا - کچہہ ضرور نہین کہ ہم اسکے منتظر بیٹھے رہین کہ جب وہ لڑائی شروع کرے تو ہم لڑین بلکہ انکا علاج پہلے سے کرنا چاہئے اور اشتہار جنگ دیدیا چاہئے گو ہمکو یقین نہین ہے کہ یہہ اشتہار مورشس کچہہ اصل رکھتا ہے یا یونہین ڈھکوسلہ ہے - لارڈ ولزلی کی رائے جب اہل ولایت کا بھی صاد ہوگیا تو اوسنے پوری پوری آمادگی سپاہ اور ساختگی اسباب کا ارادہ کیا -

۱۸ اکتوبر کو اوس پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بونا پارٹ مصر مین لشکر سمیت آن پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ مشرق مین فرانسیسی سلطنت کے اساس محکم قائم کرے - اگر یہہ آرزو اوسکی پوری ہوجاتی - اور مصر شام مین اوسکی سلطنت جم جاتی تو مہرانک کے کنارہ پر کرنیل ولزلی اور اوس مین دو دو ہاتہہ ہوجاتے اور

واٹرلو کی لڑائی کا انتظار کرین صاحب دنیا مین اپنی امور کی حال کرنیکی لڑنکر نا پڑتا بغیر سرکاری بی انگریزون کی پہر کی
خبر پہونچی اوراد انگلستان نے لارڈ ولزلی کو لکھا کہ اس صورت مین گورون کی سپاہ ہندوستان مین زیادہ کرنی
چاہئے۔ چار ہزار گورے بھیجے جاتے ہین جو عنقریب پہونچینگے۔ اس خبر کے پہنچنے کے بعد ولزلی نے احکام تاکیدی مدراس
کو روانہ کئے کہ ہر کارخانہ مین اسباب حرب کی تیاری بہت جلد کیجائے اور سرحد پر بھاری توپین اور بھاری
اسباب بے توقف روانہ ہو۔ اور اوسنے ساحل کی سپاہ کو بھی مرتب کرنا شروع کیا اور اونمین تین ہزار دو لشکر
(جو اپنی خوشی سے سپاہی نہین ابھی بھرتی کی اور ۳۳ رجمنٹ شاہی روانہ کی جسکے افسر کرنیل ولزلی
جنکا خطاب پیچھے ڈیوک ولنگٹن ہوا روانہ کیا۔

(۱۲) ۸ نومبر ۱۷۹۸ء کو کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ حیدرآباد مین فرانسیسی سپاہ کی برطرفی بخوبی
عمل مین آئی تو اوسنے ایک خط ٹیپو سلطان کو یہہ لکھا کہ تمہاری اون سازشون اور کارسازیون
سے سرکار کمپنی ناواقف نہین ہے جو تم فرانسیسیون کے ساتھہ کر رہے ہو جو کہ سخت دشمن جان مین اور
ولایت مین اونسے ہماری لڑائی ہو رہی ہے۔ پہر فرانسیسیون کی خصلت کے باب مین بہت کچھ لکھا اور آخر
کو یہہ کہا کہ مجھے مناسب نہین ہے کہ مین تم سے یہہ بات کو چھپاؤن کہ جو تعلق و ربط تمنے فرانسیسیون سے
پیدا کیا ہے اوسکے نتیجے فقط یہی نہین ہین کہ ہمارے تمہارے اتحاد کی بنیاد برباد ہو جائے بلکہ تمہاری ملک
کے اندر کہلبلی اور چل چل ایسی پڑ جائیگی کہ تمہاری سلطنت اور مذہب دونون خاک مین ملجائینگے
غرض یہہ کام تم آپ اپنی تخریب کا کر رہے ہو۔ لارڈ ولزلی پہلے صلح کا سامان کرنا چاہتا تھا
اسلئے اوسنے سلطان کو لکھا کہ حجت تمام کرنیکے واسطے میجر ڈوٹن صاحب کو سفیر بنا کر بھیجنے کا قصد کیا
ہے۔ اکتوبر کے آخر مین یہہ خبر آگئی تھی کہ نلسن صاحب نے خلیج ابوقیر مین فرانسیسیون کے بیڑے کو شکست فاش
دی مگر اسپر بھی گورنر جنرل نے جنگ کی تیاریان بدستور جاری کین۔ اب لارڈ ولزلی کو یہہ یقین تھا
کہ ٹیپو سلطان کو فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اور حیدرآباد مین فرانسیسیون کے خارج ہونے سے اور انگریزی
سپاہ کی قدرت سے اور ساحل ملیبار پر انگریزی بیڑے کے ہونے سے دل پر ضرور ایسا اثر ہوا ہوگا کہ وہ
شرائط صلح کو جو مین پیش کرونگا مان لیگا۔ لارڈ صاحب کو منظور یہہ تھا کہ اضلاع ملیبار جنگ جو کچھہ

لارڈ ولزلی اور سلطان ٹیپو کی خط و کتابت

جلد ہو- اسلئے اوسنے یہہ چاہا کہ مدراس چلئے- جہان سب معاملات کا تصفیہ جلد ہو جائیگا- اور ادسنے اردگرد خط سلطان کو بہی اس اطلاع کا لکہا کہ مین مدراس مین عنقریب پہونچنے والا ہون- ۳۱ ڈسمبر کو وہ مدراس مین آگیا اور یہان سلطان ٹیپو کے خط کے جواب کا منتظر تہا-

یہان سلطان ٹیپو کا خط بہی ویسا ہی محبت آمیز باتون سے بہرا ہوا تہا جیسا کہ لارڈ ولزلی کا خط تہا- اوسنے اول انگریزون کی فتح کی جو فرانسیسون پر ساحل مصر پر حاصل ہوئی تہنیت دی اور اپنی بڑی خوشی اور مسرت ظاہر کی- فرانسیسونمین ساری جہان کی برائیان اور انگریزون مین دنیا کی بہلائیان بیان کین- ملاد سفیرون کے بہیجنے کے جواب مین یہہ لکہا کہ یہان سوداگرون کی ایک قوم ہے اوسکے گماشتے ایک جہاز مین بہت سا اسباب لادکر منگلور شہر مین لے گئے تہے اوسمین چالیس فرانسیس اور دس بارہ کالے رنگ کے کاریگر بیٹہے ہوئے روزگار کی تلاش مین میسور مین آگئی تہے بعض اونمین سے میرہان نوکر ہین بعض چلے گئی ہین- فرانسیس بڑے بدکار اور عیار ہین اونہون نے اس جہاز کی روانگی کی خبر کو اسطرح مشتہر کیا ہے کہ جسسے میرا اور سرکار کے دلون مین غبار کدورت آجاے- میجر ڈوٹن کی ساتہہ مشورہ اور صلاح کرنیکی ضرورت اس سبب سے نہین کہ جو انگریزون نظام پیشوا- اور مجہہ مین معاہدہ اور مصالحت قائم ہوا ہے وہ ایسا مستحکم اور استوار ہے کہ وہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہین سکتا- اوسکی استواری اور نظام فرمان روایان زمانہ کے لئے ایک نمونہ ہے ان عہد و پیمان نے ہمارے درمیان وہ الفت و محبت و مودت و موالست استحکام کے ساتہہ قائم کی ہے کہ اوسسے زیادہ خیال و گمان مین بہی نہین آتی-

اس خط کے جواب مین لارڈ ولزلی نے ۹ جنوری ۱۷۹۹ء کو تحریر کیا اوسمین سلطان کے تمام وہ افعال اور حرکات مفصل بیان کئے کہ جسسے وہ سارے عہد و پیمان سابق سرکار کمپنی کے ساتہہ باطل ہوگئے- ہر کام سے اوسکی بیوفائی اور بد عہدی ٹپکی پڑتی تہی- جب سلطان نے سب دوستون کی دشمن سے جدید عہد و پیمان کر لئے ہین تو ضرور ہوا کہ دوستون کے ساتہہ بہی اب معاہدہ جدید کیا جاے- دوستانہ سلطان کو فہمائش کی کہ وہ میجر ڈوٹن صاحب کی صلاح و مشورہ کو بگوش ہوش سنے اور یہہ بہی لکہدیا کہ اگر خط کی پہونچنے کے بعد ایک دن سے زیادہ توقف جواب مین کروگے تو اوسکا خمیازہ اوٹہانا پڑے گا- اب جنوری

ختم ہوا سلطان کا جواب آیا اسسے اوسکی گستاخی اور سرزوری معلوم ہوئی اور اوسسے دشمنی کی آگ
اور بھڑک اوٹھی پہلے تو لارڈ نے اوسسے ساحل ملیبار ہی مانگا تہا - اب آخر جنوری ۱۷۹۹ء میں اوسکا
ارادہ ہوا کہ بہت سا روپیہ و سب خرچ سپاہ کا مانگون - اب ۳ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل کو
معلوم ہوا کہ سلطان نے ڈبلو ایک فرانسیس افسر کو ٹیپو کے علاقہ ترنکوبار سے پیرس روانہ کیا اور درخواست
بہیجی کہ دس یا پندرہ ہزار سپاہ انگریزون کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے بہیجو اوسکا سارا خرچ
مین دونگا اور زمان شاہ سے سازش کرنی شروع کی اور لکہا کہ دریائے سندہ سے پار اوترکر
اور کفار اور مشرکین پر جہاد کرو خدا کے فضل و کرم سے آپکے غازیون کی شمشیر تیغ سے انگریز طعمہ
بنینگے جب ۹ جنوری کا خط لارڈ ولزلی کا سلطان ٹیپو کے پاس پہنچا تو اوسکے کان کہڑے ہوئے
اور جو عہد و پیمان فرانسیسون سے کئے تہے اوسسے خوف اوسکے دل مین پیدا ہوا - اب نپولین بوناپارٹ
کا خط سلطان کے پاس اس مضمون کا روانہ ہوا کہ مین بحر قلزم کے کنارہ پر بے شمار سپاہ لیکر آن پہنچا
ہون اور عنقریب انگریزی لوہے کا جوا اوسکے کندہے سے اوتہا دونگا - اگرچہ یہہ خط ٹیپو سلطان
پاس نہین پہونچا تہا مگر افسران فرانسیس اوسکو یقین دلاتے ہے کہ بوناپارٹ نے لشکر ہندوستان
کو روانہ کیا ہے اور وہ عنقریب آنیوالا ہے اور وہ اسی انتظار مین بیٹہا ہوا آنکہین سینکا کیا آخر
لارڈ کے خط کا جواب بہی مشرقی تحریر کے طور کا کہ القاب و آداب بہت لمبا چوڑا اور مطلب تہوڑا
یہہ لکہا کہ میری عادت شکار کہیلنے کی ہے مین شکار کو جاتا ہون اب حضور ڈیوٹن کو تنہا یا تہوڑی
آدمیون کے ہمراہ بہیج دیجئے -

(۱۳) اسوقت ٹیپو سلطان جو چال چلا تہی چلا وہ یہہ نہ سمجہا کہ مجہے کس صاحب تدبیر و شمشیر سے
پالا پڑا ہے اوسکے آگے یہہ دغا و فریب کاری کیا خاک سرسبز ہونگے اس لیت و لعل سے کیا
فائدہ اوٹہیگا - لارڈ ولزلی نے اب مصمم کر لیا کہ ایک ہی لڑائی مین تمام کام سلطان کا تمام کیجئے
اور دار الخلافہ سری رنگ پٹن کو لے لیجئے - یہی دار السلطنت اوس کا سرمایہ ناز اور افتخار
تہا - اور یہی استحکام پر اوسکو گہمنڈ تہا - یہی سلطان کی ساری سلطنت کی جان تہی - اور اسکا

[illegible]

لے لینا سلطان کو بے جان بنانا تہا۔ برخلاف اور قلعون کے یہہ قلعہ جون سے نومبر تک ممتنع الوصول تہا۔ اسکا سبب یہہ
تہا کہ وہ ایک جزیرہ مین واقع تہا۔ اس موسم مین جزیرہ کے گرد دریاے کاویری کی طغیانی خود ایک قلعہ
خدا آفرین بن جاتی تہی پہر وہان کسی کا پہونچنا مشکل تہا۔ پس اگر وہ اس موسم سے پہلے فتح نہو تو دوسری لشکرکشی بیفائدہ
تہی اور دوسرے موسم کے لئے خرچ لشکرکشی کی زیرباری جدا تہی۔ اسلیئے شروع سال کا ایک ایک دن گنا جاتا تہا
اب گورنر جنرل نے اپنے خط مورخہ ۲۸ جنوری ۱۷۹۹ء کے جواب کا انتظار نہ کیا۔ اور ۳ فروری کو حکم دیدیا کہ جنرل ہیرس کے
ساتہہ انگریزی سپاہ اور میر عالم کے ساتہہ نظام کی سپاہ فوراً میسور کو چلی جائے۔ کیونکہ اتنے دنون تک جو
وہان سے کچہہ جواب آیا اس سے یہان خیال پیدا ہوا کہ باوجود جواب کی جلد لکہنے کی تاکید کے اوسکا کچہہ اثر
نہین ہوا۔ یہہ امر گستاخی اور چال بازی سے خالی نہین۔ جب وہ گستاخانہ جواب ۱۳ فروری
کو آیا جو اوپر بیان ہوا تو لارڈ ولزلی نے کہا کہ میجر ڈیوٹن کی سفارت کی اب ضرورت نہین۔ مگر اب
جنرل ہیرس جو سپاہ کو لیکر سب سے پہلے روانہ ہوئے تہے اختیار ہے کہ وہ اگر ضرورت جانے تو ٹیپو سلطان
کے کسی سفیر کی باتین سن لے۔ کیا تعجب کا مقام ہے کہ چہہ مہینے پہلے کیا بیسامانی تہی کہ گورنمنٹ مدراس نے
لکہا تہا کہ آٹہہ ہزار آدمیون سے زیادہ لشکر جمع نہین ہو سکتا۔ اور یہہ سپاہ اسقدر بہی نہین ہے کہ اگر سلطان ٹیپو
حملہ کرے تو کرناٹک کی بہی حفاظت کر سکے۔ مگر یہہ گورنر جنرل کے حسن تدبیر اور دانش اور فرزانگی کا۔ اور
کرنیل ولزلی کا حسن اہتمام اور لارڈ کلائیو گورنر مدراس کے تنسیق مہام کا کارنامہ ہے کہ ایک لشکر
۲۰۸۰۲ سپاہیون کا آراستہ اور پیراستہ ویلور مین ہو گیا۔ اور اسمین چہہ ہزار گورے تہے۔ اور ۴۰
توپ ہمہ
اور ۴۰ توپین میدانی تہین اور پیرا سپرا اور لشکر نظام کا اضافہ تہا اوسمین دس ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے تہے۔ اور ان پیادون مین ۳۶۰۰ وہ سپاہی تہے جنکو ریمنڈ فرانسیسی
نے قواعد سکہائی تہی۔ اور اس سپاہ نظام کے افسر کرنیل ولزلی اور کپتان مالکم تہے۔ اسلیئے اب کی دفعہ
نظام کا لشکر حقیقت مین لشکر تہا۔ لارڈ کورنوالس کے عہد کی طرح وہ نام کا لشکر نہ تہا۔ اور اوس نے اوسوقت
بڑے بڑے کام کئے۔ جتنے افسر اس سپاہ مین تہے سوا ایک کے سب پہلے میسور کی لڑائی مین شریک تہے۔ جنرل ہیرس
صاحب خوب ہوشیار اور مقامون سے واقف تہے۔ لارڈ ولزلی اوسوقت سلطان کو ایسا ہی حقیقت جانتا تہا

کہ اوسنے اس لشکر کو یہہ حکم دیدیا کہ وہ سری رنگ پٹن پہنچ جائے اور اسکی بہیر و بار کی پروا نہ کرکے ہیچ
میں سلطان کے قلعے نہایت مستحکم اوسکے پیچہے دفینے کے رہ جائینگے۔ لارڈ صاحب کے فرمان روائی اور
حکمرانی کی قابلیت اور سپہ داری خداداد ایسی ہی کہ کمتر حوالہ کی ہے دو کام اپنی عقل و دانش سے ایسے
بڑے کیے کہ کاہے کو کسی سے ہوتے ہیں اول یہہ کہ جس شخص کو باب مہم تجویز کیے وہ سب کارروان۔ دلاور
ہوشیار تہے اور انکو وہ کام دیے جو انکے مناسب حال تہے۔ دوم ان کاموں کے کرنے کے واسطے اقتدار اور اختیار
دیا جسکے بغیر وہ اپنے کام سرانجام نہ کرسکتے تہے جنرل ہیرس با اعتبار سپہ سالار ہونیکے معاملات جنگ میں
کل اختیار رکہتے تہے اسکے سوا لارڈ ولزلی نے اس مہم میں انہی کو اختیارات اونکو دیئے فقط اتنی بات کی
ہدایت کردی کہ اگر ٹیپو اپنی سینہ زوری سے باز نہ آوے تو جسقدر تمہاری سپاہ آگے بڑہ سکے چلی جائے اور قلعہ
سرنگاپٹن پہلی ہی محنت کرتے جانا اور پہر اونکے ساتہ ایک مجمع دانشمند جو امور دیوان کا سا انتظام تہا۔ ساتہ کے
انگلستان کے محرا و سرا جل کرنیل ویلزلی جسکے آمدہ کام اموران اور اسباب و رسد کی داد
بہلادیا۔ دوم کرنیل کلوز کرنیل ولکنسن سب کے سکریٹری کپتان میکولی تہے جو سپاہ روانہ ہوئی
اوسمیں ۲۲ ہزار سپاہی تہے اور اونمیں سے ۱۴ ہزار گورے جنرل سٹورٹ اوسکے افسر اعلی تہے اور اونہوں نے
یہہ سپاہ کنانور میں ساحل ملیبار پر جمع کی تہی اوسکو حکم تہا کہ وہ سری رنگ پٹن کی طرف
کوچ کرے اور کرناٹک کے اضلاع جنوب ہی سے ایک لشکر کرنیل رید اور کرنیل بیرون کے ماتحت روانہ ہوا
اوسکی تعداد نہیں معلوم۔ ان سارے لشکروں کو حکم تہا کہ سب سری رنگ پٹن کو جائیں حقیقت میں
خیال کیجیے تو ہر وقت سلطان پر آسمان ٹوٹ پڑا تہا اوسکی عقل و دانش کیسے ثابت و سلامت رہ سکی
چہہ برس پہلے اوسکو لارڈ کارنوالس نے آدہا سا بنادیا تہا۔ ایک کروڑ روپیہ کا ملک اس پاس باقی تہا
سرکار پاس تین کروڑ کا ملک تہا پہر اوسکے ساتہ نظام تہا۔

(سنہ ۱۷۹۹) اب سلطان نے اپنے افسران سپاہ کو حکم دیدیا کہ وہ مدراس کی سپاہ کی خبر رکہیں اور خود بارہ ہزار
سپاہ منتخب ساتہ لیکے ساحل ملیبار پر چلا گیا کہ وہاں سپاہ بمبئی کو روکے یہہ سپاہ ۱۱ فروری کو چل کر
۵ مارچ کو سیدسیر میں پہنچی تہی۔ یہاں ۵ مارچ کو دفعتہً سلطان اپنی سپاہ کے ہمراہ اونکے سامنے آموجود ہوا

[illegible]

یہہ ملک ایسا تہا کہ جنرل سٹوورٹ نے اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کر دیا تہا وہ جدا جدا سفر کرتا تہا تب
جنرل سٹوورٹ اور جنریل ہارٹلی کے سپاہیون کے درمیان چنین دس میل کا فاصلہ تہا کہ سلطان
نے ان دونون کے بیچ مین اپنا لشکر ڈالدیا ساحل ملیبار پر جنریل ہارٹلی کا نام بڑا مشہور تہا
اوسنے اور کرنیل مونٹریسور نے چہہ گہنٹہ تک اوسکا سخت مقابلہ کیا - اور جسوقت اون پاس فقط
ایک کارتوس رہ گیا تہا تو جنیل سٹوورٹ بہی عین ضرورت کے وقت آن پہنچا اور اوسنے آتے
ہی لڑائی کا فیصلہ کر دیا ٹیپو سلطان شکست کہا کر اور دو ہزار آدمیون کو میدان جنگ مین قتل
کرا کے جنگل مین چلا گیا - انگریزون کے بہی ۱۴۳ آدمی ضائع ہوئے جنرل ہیرس کی سپاہ نے معہ
لشکر نظام کے ۵ مارچ کو دشمن کی سرحد پر قدم رکہا - اوسکے ساتہہ قلعہ شکن توپین بہاری بہاری
تہین - اور بہیر بنگاہ بہت کچہہ تہا نظام کے لشکر کا سامان بہت تہا - بنجارون کی بہیڑ بہاڑ جدا تہی
غرض بڑی مشکل سے اور جر ثقیل یہہ لشکر ہر روز پانچ میل چلتا تہا - اور قحط بہی دو چار منزل پیچہے ہی اوسکے ساتہہ
ساتہہ چلا آتا تہا - اگر سلطان مین دسمان باقی ہوتے تو وہ اپنے سوارون سے ان بنجارون کی خبر لیتا -
وہ ایسے پراگندہ اور منتشر تہے کہ انگریزی لشکر اوسکا کچہہ انتظام اور علاج بہی نہین کر سکتا تہا -
غرض یہہ لشکر کے سفر کی مانع ہوتی اور برسات کا موسم آجاتا جسمین لشکر کا سفر دشوار ہو جاتا
اور لارڈ کورنوالس کی مراجعت کا سا حال ہو جاتا - جب سلطان جنرل سٹوورٹ سے شکست کہا کر
اپنی دار السلطنت مین آ گیا ہے تو اوسنے اب ارادہ کیا کہ جنرل ہیرس کے لشکر پر حملہ اس سے پہلے کرون
کہ بمبئی کا لشکر اوس سے شامل ہو - بنگلور پر جنرل ہیرس کا لشکر ۱۵ مارچ کو پہنچا تہا - بنگلور
سے سری رنگ پٹن کو تین رستے جاتے تہے جس راہ پر جنرل ہیرس چلا وہ سلطان کو نہین معلوم
تہی - اسلیئے راہ وسط پر سلطان چلا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ جنرل ہیرس کا لشکر کس رستہ پر گیا ہے
تو وہ اودہر کو روانہ ہوا - اور اس جنوبی راہ مین وہ بہت جگہ انگریزی لشکر کو روک سکتا تہا - اور اوسنے
ایک عمدہ مقام اوسکے روکنے کے واسطے تجویز کیا مگر تعجب ہے کہ اوسے چہوڑ کر ملاولی سے دو میل پر لڑنے کا
ارادہ کیا - جہان انگریزون کو اپنی پناہ کے لیے بہت سی اوٹین مل گئین - ۲۷ مارچ کو سلطان کے لشکر کی

یہان کرنیل ولزلی کے لشکر پر حملہ کیا اور اوسکا مقابلہ کرتے کرتے سانتگری کے فاصلہ پر جا پہونچے معلوم نہین
نتیجہ کیا ہوتا کہ عین وقت پر کرنیل فلوڈ سوارونکو لیکر آگئے اور سلطان کے لشکر کا سنبھل کر دیا ایک ہزار
سے زیادہ آدمی اوسکے مارے گئے اور ۵ سپاہی انگریزی ضائع ہوئے - اور پہر سلطان جنرل ہیرس کے
عقب مین چلا گیا سلطان کو یہہ خیال تہا کہ جنرل ہیرس اوسی بیچ کی شمالی راہ سے آئیگا جس پر پہلے
لارڈ کورنوالس آیا تہا - اسلئے اوسنے اس راہ کو بالکل ویران اور برباد کر دیا تہا اور پرکاہ بہی وہان
نہ چہوڑا تہا - مگر جنرل دس روز کے جو پہلے راہ کے مقابل تہی چلا اور کاویری سے سوسلا پر پایاب آیا
یہہ مقام مشرق مین سری رنگ پٹن سے بیس میل پر تہا اور کوئی اوسکا مزاحم نہوا - تب سلطان
کو یہہ معلوم ہوا کہ جو مین منصوبہ باندہتا ہون اوسمین مات ہوتا ہون - اور کسی تدبیر سے نشانہ نہین
بیٹہتا ساری تدبیرین اولٹی ہوئی جاتی ہین تو اب اوسنے تدبیر کا دامن چہوڑ تقدیر کا ہاتہ پکڑا - حق
ہے کہ مسلمانون کو مصائب اور نوائب مین دل کی بڑی تسلی بخش تقدیر ہی ہے - سچ مگر اوسکے
اوسان خطا تہے - اس حال مین بہی اوسنے اپنے سب افسرونکو بلایا اور آبدیدہ ہو کر مشورہ و صلاح پوچہی
سب نے کہا کہ ہم سب نے یہہ جان تصدق کرنیکو موجود ہین اور ہم سب کی اور آپکی دار السلطنت و سلطنت
کے بچانے مین جان دینے سے جد و جہد کرینگے - دشمنون کو مارینگے یا خود مر جاوینگے انگریزی سپاہ ایک مہینہ
سلطان کی عملداری مین سفر کرکے ۵ اپریل کو دار السلطنت کے نزدیک مقام پر پہونچے انگریزی لشکر
اپنی عملداری مین سات میل روزانہ اور سلطان کی عملداری مین پانچ میل روزانہ [illegible]
لشکر نے مورچون کی لین دولت باغ سے ہیر ہچم کے پل تک چہ سات سو گز فاصلہ پر باندہ دی
ان مورچون اور دریا کے درمیان سلطان کا لشکر تہا کرنیل ولزلی و شاہزادہ نے اوسپر حملہ
کیا مگر ناکامیاب ہوے دوسرے روز مستعد لشکر بہیجا گیا کہ دشمن اوسکا مقابلہ نکر سکتا تہا اوسنے اس لشکر
کو نکال دیا اور اس طرف مورچے ہزار سو گز پر قائم ہو گئے - اور بمبئی کی سپاہ بہی ۱۴ کو جنرل
ہیرس کے لشکر کے ساتہ شامل ہو گئے - سلطان نے یہہ حال دیکہہ ۲۰ اپریل کو جنرل ہیرس
پاس صلح کا پیغام بہیجا اوسکا جواب جنرل ہیرس نے یہہ دیا کہ مجہہ اجازت ان شرائط پر صلح کرنے کی ہے

کہ سلطان آدہا ملک واسطے ہم کے سرکار انگریزی کے ہوا خواہون کو دیدے اور دو کروڑ روپیہ لڑائی کے خرچ کا
ادا کرے۔ فرانسیسونکی دوستی سے ہمیشہ دست بردار ہو اور انکے ایک ایک متنفس کو اپنے ہان سے موقوف
کردے۔ اور اپنے چار بیٹے اور چار سپہ سالار اول مین ہمارے ہان بہیجدے اور یہہ بہی لکہا کہ سب شرطین
چوبیس گہنٹہ مین منظور کرنی ہونگی۔ اور اول کے آٹہون آدمی اور ایک کروڑ روپیہ ۴۸ گہنٹے مین
بہیجنا ہوگا۔ ٹیپو سوقت بہی اپنی آفتونکو نہ سمجہا۔ آٹہہ دن تک کچہہ جواب نہ دیا اور یہہ کہا کہ ان شرائط
کے ساتہہ کافرون کے ماتحت رہ کر جینا مرنیسے بدتر ہے عزت سے مرنا ذلت کے ساتہہ جینے سے ہزار درجہ
بہتر ہے۔ ۱۶ اپریل ۹۲ء کو انگریزی لشکر مین یہہ معلوم ہوا کہ چاول معلوم نہین کون اوڑا کر لیگیا
کہ اٹہارہ دن کا کہانا سپاہیونکے واسطے بشرطیکہ وہ اپنی خوراک آدہی کہائین باقی رہ گیا اسنے
بڑی کہلبلی اور تلاطم لشکر مین مچی۔ اسلئے دریہہ فتح کرنے کی جلدی پڑی۔ اور چارون طرف سے
مورچے قلعہ پر گولون کا مینہہ برسانا شروع کیا اور دشمنون کو وہ مورچے لیلئے جو فصیل سے چار سو گز پہ
تہے۔ آگے بڑہتے بڑہتے ۲۸ کو فصیل سے ڈہائی سو گز کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ آخر کو ۲۰ اپریل کو سلطان نے
چاہا کہ اس طوفان بلا کو سرسے ٹالنا لئے چنانچہ جنرل ہیرس کو لکہا کہ شرطین جو آپنے پیش کی ہین وہ بہت
غور طلب ہین سفیرون کی وساطت بغیر طے نہین ہوسکتین ہین عنقریب دو سفیر آپ پاس بہیجتا ہون
جو کچہہ کہنا ہوگا وہ آکر زبانی عرض کرینگے۔ مگر ایسے وقت کون ان فقرون کو سنتا تہا۔ ابواب مصالحت
مسدود۔ مداخل مخالف مفتوح تہی۔ جنرل ہیرس نے جواب دیا کہ جو شرائط صلح پیش کی گئین ہین
اونمین ایک لفظ بہی نہ بدلا جائیگا۔ اسلئے سفیرونکا بہیجنا بیفائدہ ہے۔ اور اونسے ہم کچہہ بات نہ کرینگے
جب تک آول اور روپیہ تین بجے تک نہ بہیجدوگے۔ غرض اسوقت لارڈ ولزلی نے اپنی لشکر کی
کم سپاہی کو دیکہہ کر بالکل یہی ارادہ کر لیا تہا کہ سلطان کا نام ونشان مٹا دیا جائے اور زیادہ
اور بہجانے لگا اور مورچے شہر کے لینے کیلئے باندہے ۳ مئی کو فصیل کو اتنا توڑ دیا کہ لشکر اوسکے اندر
چلا جائے ۴ کو مورچون مین لشکر تیار ہوا ٹہیک دوپہر کو جسوقت ہندوستانی سو جاتے ہین یا آرام کرتے ہین
خمار مین ہوتے ہین حملہ کیا اسوقت سب سے زیادہ خطرناک کام جنرل بیرڈ کو سپرد ہوا تہا۔ کرنل شیربروک

کرنیل ڈن لاپ ڈال ہمپل گارڈنر مک نن یہہ سپاہ حملہ آور کے افسر تہے۔ ایک بجے
لشکر جرار نے اپنے مورچون سے جنبش کی بیچ مین کچہہ دریا کا پانی تہا۔ اس پانی کے اوترنے مین قلعے سے
آگ برسنے کا کچہہ بہی خیال نہین کیا جوانمرد دشمنون کے گولون کے سامنے منہ کرتے ہوے بیدہڑک آگے بڑہ بڑہ
ہوے چلے گئے۔ اب سلطان کا حال سنئے کہ اوسنے کچہہ کیا فصیل پر اپنے مقامات محاصرہ کی حالت کو موافق
بدلتا جس طرف حملہ ہوا تہا اوسکا اہتمام سید صاحب اور سید غفار کو دیا گیا تہا۔ یہہ دو سپہ سالار جان نثار
بڑے اوسکے وفادار تہے سید غفار پہلے انگریزی نوکری بہی کر چکا تہا بڑا جوانمرد و دلیر تہا۔ اور کرنیل بیلی
سلطان کا حال بہت خستہ تہا۔ اوسنے اب باپ کے بانند اپنے آزمودہ کار اور تجربہ کار افسر نکال دیئے تہے۔ اوسکی
صحبت مین ایک مجمع نوجوانون کا تہا۔ وہ سب کوتہ اندیش خوشامدگو۔ ناقص عقل مذہب سید دولت۔ صاحب
غرض۔ بداندیش۔ نادرست تہے جو اونہون نے اوسوقت مشورہ مین بہی خیانت کی۔ سلطان سے کہتے تہے کہ
بہلا یہہ قلعہ کہین ایسا ہے کہ انگریزون سے فتح ہوگا محافظ حقیقی اوسکا خدا اور یار ہے۔ اگر سلطان کو
کوئی خوشی اوسوقت حاصل ہوتی تہی تو ان خوشامدگویون کی ایسی تقریر سے۔ سید غفار نے آخر کو جہلا کر کہا
کہ سلطان تو لونڈون کے گہیرے مین ہو رہا ہے وہ اندہا اب بہی اپنی خرابی اور بربادی نہین دیکہتا۔ مجہہ کو اب
ان خرابیون کے دیکہنے کے لئے زندہ رہنا پسند نہین۔ اب مین جاتا ہون مگر موت کو کہین نہین پاتا۔ اون
اوسکے چلے ہی ایک گولہ آ پہنچا تہا۔ اس خبر سے جو افسر وہان تہے سلطان کو خبر پہنچی۔ آج حملہ ہونیوالا ہے
مگر سلطان تو اوسوقت جوتشیون کے سپرد اور ملاؤن کے دعاؤن مین اوکہلا ہوا تہا اور ختم پڑہوا رہے تہے ہر چند
جی فتح کی صورت نہین دکہائی دیتی۔ ملا خدا کے توکل پر بیٹہے تہے سید غفار نے دیکہا کہ ایک گہنٹہ کا تمام حرف
مین باقی رہا ہے تو اوسکو غصہ آیا۔ اور اوسنے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور سلطان کی نمک حرامی کا بدلہ
مین دلاتا ہون اور فصیل کی دراڑ مین اوسکو دکہلاتا ہون کہ یہہ کیا ہو رہا ہے۔ اوس
سے کہونگا کہ خدا کے واسطے اب تو کچہہ کرو اور لونڈون کو چہوڑو غرض سید صاحب اس غصے سے
گہوڑے پر سوار جاتے تہے کہ ایک توپ کے گولے نے چہاتی سے لگ کر کہا آپ کہان سلطان کے پاس
حضرت عزرائیل کے حجرہ مین چلکر آرام سے سوئیے اور قیامت کی خبر لیجئے غرض سلطان کو اسکے

ہوش افزا کو نہ پہونچے - مگر اونکے مرنیکی خبر گئی - اوسوقت ہوش آیا ہائے واے مچائی کہ کیا میرا جوانمرد
بہادر مارا گیا ہے - جبکہ سپاہ سلطان پاس تہی اوسکو تیار کرکے وہ خود اوس شرقی دروازہ کی طرف چلا جہان
انگریزون نے بہہ پہرا پایا تہا کہ اوسکے دونو طرف آدہی آدہی فصیل پر لشکر قبضہ کرتے ہوے آئین اور پلچاپنیز
یہان انکو بہی کچہہ اونچی سپہ سالاری کا کام نہین کیا اور کوئی جوہر سپہ گری نہ ظاہر کیا جیسے اور سپاہی بندوقین
مارتے تہے وہ بہی دشمنون پر گولیان چلاتا رہا - اب جنرل بیرڈ کے لشکر نے دہاوا کیا - اور آفتاب کی طرح نصف النہار
پر اپنے چہرہ روشن کو فصیل پر چڑہ کر دکہایا - اور انگلستان کا نام روشن کر دیا - پہر کیا تہا سارا لشکر چڑہ گیا
شرقی دروازہ پر سلطان کی جانثار سپاہیون نے جان نثاری کی سلطان کے پہلو مین ایک گولی آکر لگی اور
اوسکے ساتہہ ایک اور زخم لگا پہر گہوڑا زخمی ہو کر مرا سپر پگڑی اوڑ گئی سوقت اوسکے بعض نمک
شناس و جان نثار ملازم اوسکو پالکی مین ڈال لے چلے - مگر کشتون کے پشتون نے پالکی کے پاے پکڑ کر
اوسکو چلنے نہ دیا - راہ مین انگریزی سپاہیون سے دوچار ہونا پڑا - ایک سپاہی نے جواہر سے قبضہ شمشیر کو
مرصع دیکہکر اوسپر ہاتہہ ڈالا - سلطان نے پیش قبض اوسکے مارا - اوسنے جہنجلا کر سلطان کے گولی ایسی ماری
کہ وہ بہی کشتہ ہو کر مردون مین شامل ہوا -

(۱۵) اب جنرل بیرڈ کا لشکر سلطان کے محل کی طرف چلا - اور میجر ایلیٹ ایک دیوار پر جو ناتمام پڑی تہی
چڑہا اور علم امن و امان اوسکے ہاتہہ مین تہا پہر وہان اوسکو ایک کمرہ مین لوگ لیگئے جہان سلطان کے
دونو بیٹے ایک عجب حیرانی اور پریشانی کے عالم مین بیٹہے تہے - میجر صاحب نے اونکی اور اونکے ملازمون کی تشفی
اور تسلی دی اور کہا کہ کوئی محل خطر نہین ہے اگر تم محل کے اندر سے اپنے باپ کو لاکر حوالہ کر دو - مگر اونہون نے
کہا کہ سلطان ہمارا محل مین نہین ہے - پہر اوسنے یہہ کہا کہ باہر کا دروازہ کہولو کہ تمہین سپاہ ظفر یاب داخل ہو
اس بات کو باستکراہ اونہون نے مان لیا - اب یہہ دو لڑکے جنرل بیرڈ کے پاس بلائے گئے - اور وہ اپنی
کمال مہربانی سے اوسکے ساتہہ پیش آیا - اب جنرل صاحب سلطان کی تلاش مین تمام محلات
ڈہونڈہتے پہرتے تہے کہ وہ اوس دروازہ پر پہونچے جسکو جنگ نے مسلخ قصاب بنا رکہا تہا - رات
ہوگئی مشعلین جلاکر مردون کی لاشین جدا جدا دیکہی جاتی تہین - ایک پالکی مین ایک جانثار زخمی پڑا تہا

اور سنے اپنے آقا کی لاش کا پتا پایا تو وہ بعد تلاش ملی - پھر نہایت اعزاز اور احترام سے حیدر علی کی قبر کے برابر
سلطان دفن ہوا - اسوقت جو انگریزون نے مروت و انسانیت و آدمیت ہمدردی سلطان کے اہل و عیال
کے ساتھہ برتی ہے وہ ایسی ہے کہ انسان اپنی انسانیت پر افتخار کرے تو بجا ہے وہ ایک انسانیت کا کام تھا کہ جسکو
انسان ہمیشہ خیال کر کے مسرور ہوگا غور کا مقام ہے کہ اس قلعہ کا فتح کرنیوالا وہ جوانمرد بیرڈ تھا جو سلطان کی
قید مین تین برس تک زنجیرون کی کشاکش مین رہا تھا سپاہ گو رہ وہی تھی کہ جو اس انتقام کے جوش مین بھری
ہوئی تھی کہ سلطان نے تمام انگریز قیدیونکو اس حملے سے کچھہ قبل قتل کروا دیا تھا سلطان وہ تھا کہ جسکی نفرت
قلبی انگریزون کے ساتھہ ضرب المثل تھی - انسان کا کوئی جذبہ انتقام سے زیادہ زبردست نہین ہے - وہ شاید اوس
کا سو مین اتنا جوش مین نہین آتا جیسا کہ لڑائی مین وہی سبب اور نتیجہ جنگ ہوتا ہے جسوقت دشمن کو
کوئی مغلوب کر لے تو اوسوقت انتقام لینے اور اذیت دینے کا اقتضا یہہ ہوتا ہے کہ اوسکو پامال کر دے - اگر کسی
دشمن کو ہم اپنے انتقام و ہمت کے تیر کا شکار بنانا چاہین اور اوسکو بلندی سے گرا کر خاک مذلت پر لائین اور اوسکی
قوت کو توڑ کر ضعیف کر دین تو اوسکا ایک حالت کا منظر سا ہو جائیگا کہ خواہ ہم اوسکو پیرون کے نیچے مسل ڈالین یا پیر سے
بچا کر اوسکے حال زار پر دو چار آنسو بہاوین - اسیر پر رحم کرنا کوئی بڑی نیکی انسان کی نہین بلکہ وہ نیکی
جس پر انسان کو اپنی مخلوقات مین اشرف ہونیکا افتخار ہے وہ ہے کہ جسوقت نفس امارہ کا شیر اغراض نفسانی کی دہاڑ مین بار بار
تو اوسکے غصہ کو اوتارین اور دبا کرین شجاعت اور جوانمردی اسکا نام ہے کہ ایسے وقت مین اس نفس کشی کو
مانین سو اسوقت انگریزون نے یہہ نفس کشی کی یہہ ایک نتیجہ تعلیم ہے - غرض چند گھنٹون مین وہ دار السلطنت
جیسو فتح ہوا جسکی حفاظت بیس ہزار سپاہ کر رہی تھی اور ۲۸۷ توپین اوسپر چڑہی ہوئی تہین اور سپاہ
ضرب اور کہانے پینے کا کثرت سے موجود تھا - لارڈ ولزلی اور ماہرین فن سپہ گری کی یہہ رای تھی کہ اگر ایسے
سپاہ فرانسیسی کسی عمدہ سپہ سالار پاس اس قلعہ مین ہوتی تو قلعہ ایسا مستحکم تھا کہ وہ ہرگز لشکر انگریز سے
ہوا بھی لگنے دیتے - اور اوسکی سرحد پر دشمن کے لشکر کے گرد نہ اوڑنے دیتے پہر دار السلطنت کیا فتح ہوا
کا خاندان ہی ختم ہوا اسوقت سلطان کی چہیالیس برس کی عمر تہی اوس نے باپ کی ہی سلطنت
مسلسل کے باب مین ہمین ہندوستانی کہتے ہین کہ باپ نے جو کچھہ پیدا کیا تہا بیٹے نے سب کہو دیا

حفاظت مین جان کہوئی مگر سپاہیانہ نہ افسرانہ اور شاہانہ - کوئی دانائی اور لیاقت اور قابلیت اس
لڑائی مین نہ ظاہر ہوئی - وہ اپنے تجربہ کار اور زمانہ دیدہ افسرون کی صلاح اور مشورہ کو نہین مانتا تہا
[illegible] اوسنے ستیاناس ملا دیا - اڑتیس برس تک ٹیپو خاندان بہی اپنا نام ہندوستان مین کر گیا - تیس
برس تک دونو باپ بیٹے انگریزون کی جان کے دشمن رہے - اور انگریز بہی اونکا لوہا مان گئے - اور
بڑے ڈرتے رہے اور اسی سبب سے اپنی گورنمنٹ کے انتظام کی خوبیان روز بروز بڑہاتے گئے -
حیدر علی سے تو دشمنی انگریزونکو فقط گورنمنٹ مدراس کی حماقت سے پیدا ہوئی تہی مگر سلطان
عنادیون بڑہاکر اوسکی دل مین کینہ وری اور انتقام جوئی بہری ہوئی تہی - کوئی تمنا دل اسے
زیادہ نہ تہی کہ کس طرح انگریزون کو ہندوستان سے رفع کردون اسی شوق مین دیوانہ ہوگیا تہا - اس
ارمان کے پورا کرنیکے لئے اوسنے کیا کیا نہ کیا - ہندوستان مین کیسون سے سازشین کین کابل اور پیرس تک
خاک اوڑائی - مگر کسیطرح یہہ آرزو نہ برآئی - اس رمان ہی مین جان گنوائی - سلطان کی نفرت انگریزون
کے ساتہہ یہہ نہین ضرب المثل ہوگئی ہو ورنہ سیندہیا اور ہلکر اوس سے زیادہ انگریزون سے نفرت رکہتے تہے
جیسا وہ انگریزون پر تبرا بہیجتا تہا ایسے ہی انگریز اوسپر لعنت بہیجتے تہے - وہ کونسا تولا اوسے کہتے تہے
سلطان درحقیقت فرزانگی اور دوراندیشی اور عاقبت بینی انگریزونکے مقابلہ کرنے کی نہین رکہتا تہا
بہت چالاک و تیز ہوش تہا - اور سلاطین شرقیہ مین غنیمت تہا - مگر نا معاملہ فہم تہا - اپنے کامون کا آغاز
نتیجہ سوچتا تہا - نہ اسباب دیکہنے کی لیاقت اور نہ اوسکے نتایج سمجہنے کی قابلیت رکہتا تہا - اوسمین یہہ استعداد
نہ تہی کہ پیچ در پیچ مقدمات کو ملا کر اوسکا نتیجہ نکال سکے وہ صرف ایک بات پر توجہ کرتا تہا اور باقی کسی اور
طرف التفات نہ کرتا تہا - ہر بات کے ایک پہلو پر جم جاتا تہا پہر اور پہلوؤن کی طرف نظر اوٹہا کے نہین
دیکہتا تہا کیسے ہی نقصان ہون اوسکے دل مین یہہ بات ٹہن گئی تہی کہ انگریزون نے
[illegible] پامال کرینگا اور سلطنت چہین لینے کا عزم مصمم کر لیا - وہ کسی طور سے ٹالی نہین ٹلتا -
سلطان نے [illegible] ظاہری تعلیم پائی تہی کہ عمر کے ساتہ اوسکی برائیان بڑہتی گئین ۱۷۹۲ مین جو ملک ہاتہ سے
[illegible] سے بہی عقل کو اور بہی ڈبو دیا - کہان کہان انگریزون کے باہر نکالنے کے لئے پیغام سلام

پہونچائی ہین۔ مگر وہ سب مین ناکامیاب رہا۔ مگر اوسکے انتظام کی بڑی خوبی یہہ تہی کہ اوسکی رعایا خوشحال و [illegible]
ملک آباد تہا۔ باعث سرسبز تہا کر اور مُیسور کا ملک در خود سرکار کمپنی کا ملک اوسکی شادابی کے آگے پانی بہرتا تہا۔
اور اوسکے سامنے ویران اور بےچراغ معلوم ہوتا تہا۔ وہ درشت مزاج اور سخت خو تہا جی چاہے تو ظالم بہی
کہہ لو۔ وہ بیشک انگریزون کو قید کرکے نہایت تشدد کرتا تہا۔ مگر وہ زمانہ ہی ایسا تہا کہ قیدخانہ مین اسیرون پر
سخت گیری ہوتی تہی جو اوسکے ہان انگریزون پر ظلم ہوتا تہا۔ مدراس اور کلکتہ کے انگریزی جیلخانون
مین ہزارہا [illegible] قیدی [illegible] ہوتا تہا گو بعض [illegible] اعتراض [illegible] جنگ کے قیدیون کے ساتہہ
سلوک جداگانہ اور [illegible] قیدیون کے ساتہہ ہوا چاہئے تہا۔ [illegible] ٹیپو سلطان مین یہہ بہی [illegible]
وہ اپنے مذہب مین پکا اور سچا تہا۔ [illegible] کی عبادت [illegible] نماز کا پابند تہا۔ خداداد
اوسکے مذہب کا نام تہا۔ خدا پر توکل کرتا اور تقدیر پر بالکل بہروسا رکہتا تہا۔ [illegible] سمجہتا تہا کہ سب کام تقدیر
سے ہوتے ہین جو قسمت مین ہوگا سو ہوگا اسی خیال نے اوسے [illegible] سمجہا کہ دنیا عالم اسباب ہے اور
بغیر سبب اور تدابیر کے کچہہ نہین ہوتا۔ [illegible] لکہا تہا کہ [illegible]
اگر وہ [illegible] ساتہہ ہے تو مین سب کچہہ کرسکتا ہون۔ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ اوسکو مشرکین
کفار سے نفرت قلبی تہی اور وہ شرک اور کفر کے دور کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجہتا تہا۔

(۱۶) **سری رنگ پٹن** انگریزون کو مفت مین ہاتہہ لگ گیا [illegible]
تک [illegible] آدمی مقتول و مجروح و بیکار ہوئے دشمنون کا حال نہین معلوم کتنے مارے گئے [illegible]
کیا گیا ہے کہ آٹہہ ہزار آدمی مردون مین شمار [illegible] غنیمت ہوا کہ وہ [illegible]
دوپہر مین فتح ہو گیا [illegible] گیا [illegible]
خونریزی سے [illegible] حملہ [illegible] ہوا تہا۔
اسلئے وہی لوگ قتل ہوئے جنہون نے لڑنے کا قصد کیا تہا [illegible]
اتفاقی لوگ [illegible] مرگئے ہون [illegible]
ولزلی گورنر [illegible] انتظام [illegible]

[illegible]

تمام بازار کھل گئے اور اجناس تجارت کی آمد و رفت کو رونق ہوگئی - بازار مین اسقدر ہجوم آدمیون کا ہوتا تہا
کہ کھوے سے کھوا چھلتا تہا - غرض جو طوفان کہ ایسے تغیر سے ایسی حالتون مین برپا ہوا کرتا ہے وہ ہیچ ا سلطان کو
اپنی شجاعت پر نخوت تہی - قلعہ کی حصانت اور استواری پر اتکا تہا - محافظت ایزدی کا بہروسا تہا - اسلیئے
اوسنے کوئی چیز قلعہ سے اپنی جدا نہین کی - سارا خزانہ دولت جسپر قبضہ تہا اوسی مین رہنے دیا جب انگریزون کا قبضہ
اوسپر ہوگیا تو اونہون نے محل سلطانی پر سپاہیون کی دست درازی نہونے دی - اسلیئے سارا مال سب امانت کا
امانت ہاتہہ لگا ایک تنکا ضائع نہونے پایا - تفصیل اسباب غنیمت کی یہہ تہی ۹۲۹ توپین جنمین سے ۲۸۷
قلعہ پر چڑہی ہوئی تہین - ایک لاکہہ بندوقین اور کارتین اور تلوارین ہزارون - گولے بارود کے ڈہیر کے ڈہیر
جواہر ایک کروڑ دس لاکہہ روپیہ - یہہ تو سب کچھہ تہا ہی مگر سب سے زیادہ عمدہ چیز جو انگریزون کے ہاتہہ لگی وہ
کتب خانہ سلطانی تہا - گو اوسمین کتابین بہت عمدہ نہین مگر اوسکے اندر وہ سب تحریرات اور نوشتے موجود
تہے جو امورات ملکی مین لکہے گئے تہے - اور اوسے لارڈ **ولزلی** کو کمال خوشی ہوئی کہ اب انکو تحریری شہادت
اس امر کی ہاتہہ مین آگئی کہ **ٹیپو** سلطان نے کیا کیا کارستانیان انگریزون کے استیصال کرنے مین کی تہین -
لارڈ صاحب کو خوف تہا کہ اگر یہہ ثبوت نہ ہوتا تو ولایت مین یہہ سری جنگ باوجود فتحیابی کے اونکو پسند خاطر
نہ آتی جنکو مین چاہتا تہا کہ پسند آسکے - اب ان کاغذات کو دیکہنے سے **موریشس** مین قاصدون کے جانیکا
حال اتنا ہوگیا کہ ۱۷۹۸ مین **بنگلور** مین فرانسیسی **جمی پالمو** کا جہاز شکستہ ہوکر پہونچا - اوسکو یہان سے
آدمی **سری رنگ پٹن** مین لگ گئے - یہان وہ بعض اپنے ہم وطنون سے جو منصب الارکتے تھے ملا - یہہ
شخص ایسا جاہل تہا کہ اپنی زبان کے ہی ہجے تلک نہین کر سکتا تہا - ۲۳ مئی ۱۷۹۸ کو جو خط اوسنے لکہا ہے
اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے بڑے کامون کے کرنیکے لیئے آمادہ تہا یہانتک کہ اپنے ہموطنون پر تہمت لگانے مین بہی
اوسکو عذر نہ تہا - وہ ساری مکاری اور عیاری اس کام کے لیئے کام مین لایا کہ مین سلطان تک پہونچون
اوسنے بیان کیا کہ انگریزون پر ہندوستان مین حملہ کرنیکی آتش شوق ہی گورنمنٹ فرانس کے سینہ مین
نہین مشتعل ہورہی ہے بلکہ وہ حملہ کرنیکے لیئے آمادہ بیٹہی ہے اور بہت سی سپاہ اوسنے جزائر فرانس مین بہیجدی
ہے اور اب وہ اوسکی منتظر بیٹہی ہے کہ سلطان **میسور** اونکا مذہبی رفیق اور دوست کیا معاونت و مساعدت

اونکے اس کا بیان کرتا ہے جب یہہ مضمون سلطان کے کان میں پہونچا تو پہر کیا تہا وہ اس شوق میں دیوانہ
بنیٹہا ہوا تہا۔ اسکے لیے کیا چاہیے وہ دیکہیں۔ اوسنے ارادہ کیا کہ سفیرون کو بہیجکر اسکا حال تحقیق کرنا چاہیے
پہر یہی بات لکہے وہ جو کہ میں لیا آیا کہ یہہ تفصیل بہی لکہدی کہ فرانسیس تیس چالیس ہزار سپاہ بہیجیں
اور میں دس ہزار سپاہ آراستہ موجود کا رکہونگا اور ایک بیڑا بہی ساتہہ ہو۔ اور اس سپاہ کا
تمام خرچ میرے ذمہ ہو گا اور جسوقت یہہ لشکر آجائیگا تو انگریزون کا نکال دینا کوئی بڑی بات
نہوگی ان کا عداوت ٹیپو سلطان کی ایک کمال درجہ کی تہی اور آدب معلوم ہوتی ہے کہ اونکو
اس درخواست میں یہہ بہی لکہا کہ جب یہ لشکر آئیگا [illegible] انہیں [illegible]
سر قید کیے جائینگے میں انکو یہہ چاہتا ہون کہ میری غرض یہی ہے کہ ہندوستان دور کے
ملک میں بہیجے جائین مگر اونکا مال اسباب بار و نکا حق ہے [illegible] بیٹہنے کی [illegible]
اہل [illegible] کو وہ روانہ ہو چکا ہوا [illegible] [illegible] انکے [illegible]
فساد ہو گیا اسلیے وہ [illegible] [illegible] [illegible] ہو گیا [illegible]
ہی ہو چکا ہے غرض [illegible] کر کے لشکر ان کا عداوت [illegible] سب کا [illegible]
خوب جہان میں [illegible] لکہا کہ سلطان کے [illegible] کی کوشش میں [illegible]
انکا ارادہ [illegible] کر کے انگریزون کو ہندوستان سے خارج کر دے [illegible] وہ جانتا تہا
اور [illegible] ایشیا میں ہندوستان [illegible] [illegible]
اور اسکی محدود [illegible] عرب۔ افغانستان۔ ایران۔ کوئی [illegible] جہان [illegible]
آزاد [illegible] کی [illegible] انگریز [illegible] ہندوستان [illegible] انگریزون [illegible] سلطان [illegible]
اور [illegible] کوئی [illegible] سخت تہا انگلستان میں [illegible] [illegible] ملک کی [illegible]
اور دشمنون کی [illegible] [illegible] ان کا عداوت [illegible] [illegible]
الا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] انگریزون کو [illegible] سلطان کی [illegible] [illegible] [illegible]

رقم مختصر تہی کہ گورنر جنرل نے مع کونسل کے بغیر ولایت کی منظوری کے سپاہ کو حکم دیدیا کہ روپیہ تقسیم کرلین
ولایت مین بہی یہہ حکم لارڈ ولزلی کا منظور ہوگیا اور اوسکی ذات خاص کے واسطے حکم آیا کہ اناج
جو قلعہ مین ہاتہہ آیا تہا اور وہ سرکار کمپنی ہی کی ملک ہی تہا اوسکی قیمت سے دس لاکہہ روپیہ وہ اونے
کارنمایان کے صلہ مین لیلے - مگر اس صاحب ایثار اور والا تبار نے اوس روپیہ کے لینے سے انکار کر دیا اسپر اہل
ولایت نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ پینشن اونکا مقرر کردیا - جنرل ہیریس نے اپنی حرص و ہوس سے
اپنے حصہ سے بہی دو چند تیرہ لاکہہ روپیہ لیلیا اور افسرون نے بہی یہی کام کیا - اس نامناسب تقسیم غنائم سے
بہت سے مستحق اپنے حق سے محروم رہے - آخر کو دیوانی عدالت مین اسکا مقدمہ ولایت مین دائر ہوا جسمین
بعض کی نیک نامی پر بدنامی کا داغ لگا - اور اونکی فتح کی عزت مین بٹا آیا - جب انگریزون کو فتح حاصل
ہوگئی تو وہ اب کل سلطنت میسور کے مالک ہوگئے - چاہتے تو شیر کا سا حصہ لے سکتے تہے - مگر سرکار کی ہمیشہ سے
یہہ تدبیر چلی آتی تہی کہ جہانتک ہوسکے اونکی وسعت سلطنت ہندوستانی رئیسون پر نہ ظاہر ہو کیونکہ جسمین
اونکے دلمین حسد اور رشک کی آگ بہڑکی اور ناحق کی تکلیفات اوٹہانی پڑین - اس سبب سے گورنر
جنرل کو تقسیم ملک مین وقت آن پڑی - اب ملک کی محبت کا اقتضا یہہ تہا کہ سارا ملک اپنے پاس
رکہئے - پہر اسکے یہہ اندیشہ تہا کہ اس سے نظام و مرہٹون کے دل ناراض ہونگے تو اونسے اور لڑائی لڑنی
پڑیگی اگر اوسکو برابر برابر مرہٹہ اور نظام تقسیم کرلیتے ہین تو حسد کے مارے مرہٹون کے تن بدن مین پتنگے لگ اوٹہینگے
سوا اسکے نظام اپنے ملک کا خود انتظام اچہی طرح نہین کرسکتا تہا - یہہ قدر اور ملک اوسکو دیدیا جائیگا
تو کیسی نظم و نسق کریگا - دوسرا اوسکا کام بہی لڑائی مین آدہا نہ تہا کہ آدہا ملک دیا جاتا - اب اگر پیشوا کو
جسنے لڑائی مین ذرا بہی امداد نہین کی اور کوئی تکلیف و مضرت نہین اوٹہائی کچہہ ملک اوسکو دیدیا
جاتا تو یہی نامناسب ہے اور ایسی سلطنت کو قوی کرتا ہے جس سے وفاداری کی امید کوئی نہین ہے - اور
دوستون کی دوستی کو بے قدر کرتا ہے - مر کہانیوالے اور تماشا دیکہنیوالے دوست برابر ہوجاتے
ہین اسلئے لارڈ ولزلی نے اس تقسیم ممالک مین اپنی حکمت و فطرت کو دکہادیا - یہہ تمکو یاد ہوگا
کہ میسور مین پہلے راجہ راج کرتے تہے اونہین کو سلطنت سے محروم کرکے حیدر علی نے سلطنت اپنی جمائی تہی

اور اونکو بانتہا زندان مین زندہ رکہا تہا - اوسوقت پانچ برس کا لڑکا اس خاندان کا کرشن راج اوڈیار موجود تہا
اوسکو میسور کے تخت سلطنت پر بٹہایا اور جو ولایت کہ بیگ پور کا ملک دیا گیا اوسکو دیا - اور پنڈت پورنیا
جو ایک ہندو ہے اور سلطان ٹیپو کے عہد مین مدار المہام تہے وہ راجہ لڑکے کا بہی مدار المہام مقرر ہوا - کرنیل کلوز
رزیڈنٹ مقرر ہوے - اور یہہ عہد و پیمان ہوا کہ سپاہ انگریزی ملک کی حفاظت کے واسطے متعین ہوگی اور
اوسکا خرچ سات لاکہ پگوڈا سالانہ راجہ کو دینا ہوگا - اور جب لڑائی ہو یا لڑائی کا خطرہ ہو تو کمپنی
کو اختیار ہے کہ موافق راجہ کی حیثیت اور حالت کے روپیہ زیادہ طلب کرے [illegible] اور اگر راجہ سے
ملک کا انتظام اچہی طرح نہو سکے تو سرکار کو اختیار ہے کہ وہ سارا انتظام اپنے قبضہ مین کرلے - یہہ
عہد نامہ راجہ اور انگریزون کے باہم ہوا انتظام کو کچھ مداخلت نہین [illegible] کرتا
کہ یہہ راج نسلاً بعد نسل قائم رہیگا - غرض یہہ نیابتی اور دانشمندی اور حکومت کی ہی کہ راجہ
راجہ کو یہہ راج میسور کا نصیب ہوا - ورنہ وہ تو پہلے ہی برسون کی [illegible] تہا - اور وہ سلطنت
انگریزی کا ہی ایک حصہ بنا رہا - اگر سلطان ٹیپو کی [illegible] ملک دیا جاتا تو [illegible] اندیشہ
اوسکے سبب انگریزی [illegible] پردہ [illegible] جو [illegible] باقی حصہ ملک کا [illegible] تقسیم ہو کہ [illegible]
[illegible] پگوڈا یعنی [illegible] روپیہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو ملا [illegible] پگوڈا یعنی [illegible] روپیہ سالانہ
ٹیپو سلطان اور حیدر علی کے خاندان کا وظیفہ سرکار نے مقرر [illegible] سالانہ قرار پایا کہ
جو شخص اس خاندان مین سے مریگا تو اوسکی اولاد کے [illegible] سرکار کو اختیار ہے کہ وظیفہ [illegible] اور اگر
کوئی شخص اس خاندان مین سے ملک کی [illegible] سرکار کو اختیار ہے کہ وہ بالکل اس
وظیفہ کو موقوف کردے - اگرچہ اوس وقت خاندان سلطانی کو انگریزون نے نہال کر دیا اور بچا کہ
[illegible] تاج ریاست اونکے سر پر رکہا - قلعہ ویلور [illegible] تجویز کر دیا [illegible]
اوسکو سلطان اور حیدر علی کے [illegible] پگوڈا کا [illegible]
[illegible] روپیہ [illegible] پگوڈا [illegible] روپیہ سالانہ
فخر الدین خان کو دیا [illegible]

چار ہزار سواروں سمیت اپنی تیئیں انگریزوں کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور ایک قطعہ ملک ۰۰۰ ۲۶۳۰ ستار پیگوڈا یعنی ۱۰۵۲۰۰۰ روپیہ کا پیشوا کے دینے کے لئے بشرطیکہ وہ بعض شرائط کو منظور کرے رکھا گیا۔ ان شرائط کا ہم آگے ذکر کرینگے۔ غرض اس تقسیم ملک سے سرکار کمپنی کی قلمرو میں ساحل ملیبار اور جزیرہ نماء دکن کا جنوبی حصہ ساحل سے ساحل تک آ گیا۔ اور اوسمین سری رنگ پٹن بھی شامل تھا۔ اس دار السلطنت کو آب و ہوا کی برائی کے سبب چھوڑ دیا۔ اوسکی آبادی بھی ڈیڑہ لاکھ آدمیونکی سلطان کے وقت میں تھی وہ بھی گھٹکر بارہ ہزار آدمیوں کی رہ گئی تھی۔

(۱۷) جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ختم ہونیکو تھی تو لارڈ ولزلی نے پیشوا کو لکھا تھا کہ عہدنامہ ۱۷۹۲ء کے موافق جو سپاہ سے کمک کرنی اوسپر لازم ہے وہ سپاہ بھیجدے۔ پیشوا نے ظاہر میں اپنی ممتاز افسر پرشرام کو حکم دیدیا کہ وہ لشکر لیکر انگریزوں کے پاس چلا جائے مگر سلطان کے دو سفیر پونہ میں پہونچے اور تیرہ لاکھ روپیہ کی رشوت باجی راؤ پیشوا کو ایسے چپکے سے دیدی کہ نانا فرنویس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔ اس سبب سے مرہٹوں کی سپاہ نے کسی قسم کی اعانت انگریزی سپاہ کی معرکہ جنگ میں نہیں کی بلکہ پیشوا اور سیندھیا نے ملکر یہہ ارادہ کیا کہ نظام کے ملک پر ہاتھ صاف کیجئے۔ اس کام کے واسطے پھر ایسا وقت نہیں ہاتھ آنیکا خود نظام کی سپاہ اور اوسکے اخلاص مند دوستوں یعنی انگریزوں کا لشکر سری رنگ پٹن میں سرزنی کر رہے ہیں۔ ۲۴ اپریل ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی کو اونکی اس دغا کی منصوبے کی پوری خبر پہونچ گئی اور اوسنے جان لیا کہ اب اونسے ضرور بگاڑ ہوگا۔ مگر ابھی اونکی یہہ تدبیریں اور سازشیں پختہ نہ ہونی پائی تھین کہ یکایک اونکے کانوں میں ہوش با خبر پہونچی کہ سلطان پر چار تکبیر پڑہی گئیں اور اوسکی سلطنت بھی ختم ہوئی۔ باجی راؤ نے ظاہر میں اس فتح انگریزی کی بڑی خوشی منائی سیندھیا نے بھی تہنیت نامہ گورنر جنرل کو بھیجا مگر ساتھ ہی اوسکے چاروں طرف جاسوس بھجوا دئے کہ جو سلطان کے پس ماندہ طرفدار باقی ہوں اونکو انگریزوں سے لڑنے پر اکسائیں۔ باوجود یہہ سب پاکاریاں اور عیاریاں گورنر جنرل کو معلوم تھیں۔ مگر اس دانشمند فرزانہ نے پامر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ وہ پیشوا سے کہے کہ اگرچہ اوسکی طرف سے شرائط امداد اور وداد اور لوازم اعانت و اسعاد نہیں پوری ہوئیں۔ اور کوئی استحقاق ملک مقبوضہ و مفتوحہ پر نہیں ہے۔ مگر پھر بھی ہم اوسکو واسطے

پیشوا کا علاقہ ملا [illegible]

نگراو سکو ۵۰۰۰۰ روپیہ کی آمدنی کا ملک تجویز کیا ہے کہ وہ اپنے قبضہ میں نگراوسکے ساتھ دو شرطین
مان کی اول یہہ کہ جو اوسکے اور نظام کے مابین جھگڑے فساد برپا ہوں اونکے تصفیہ کا اختیار انگریزوں کو ہو
وہ ثالث بنکر اوسکا فیصلہ کرین دوم کسی فرانسیسی کو وہ اپنے ملک میں نہ رکھے اسکا جواب پیشوا نے یہہ دیا کہ
تمام ملک میسور سے چوتھ لینے کا حق مرہٹوں کو حاصل تھا اوسکے عوض میں یہہ ملک لینا میرا حق تھا مگر یہہ
دونو شرطین مجھے منظور نہیں ہیں اسپر جنگ ہونا تھی ہو کر آخر یہہ ملک بھی نظام اور انگریزوں میں تقسیم
ہوگیا لارڈ ولزلی نے [illegible]
[illegible] نہیں جائے اونکے [illegible] جاتا جائے اور جب
موقع [illegible] لارڈ ولزلی نے اس [illegible] تمام [illegible] دانش و عقل
سے [illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان
[illegible] حیدرآباد [illegible]
[illegible]
[illegible] سری رنگ پٹن [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آمدنی سے
[illegible]
[illegible] لارڈ ولزلی نے [illegible]

پہالسی دوخواہ بہت سی شاباش اور تحسین اور آفرین کہو اور بڑے درجہ کا میر اعزاز اور اکرام کرو دے حقیقت
مین مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسلئے کہ مجھے ہندوستان کی دارائی انگریزی دار سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب
اس فتح نمایان کی خبر ولایت مین پہونچی تو پارلیمنٹ نے لارڈ ولزلی اور تمام سپاہ اور افسرون کے نام بڑی
دہوم دہام کی سپاس نامے بہیجے اور کمپنی نے اوسکی شائستہ خدمتون پر بہت تحسین و آفرین کی۔ اور بادشاہ انگلستان
کی طرف گورنر جنرل مارکویس کا خطاب ملا۔

(۱۸) جو ملک نئے فتح کیے جاتے ہین اونمین اکثر مدتون تک ہنگامہ فساد برپا رہا کرتا ہے مگر میسور مین کرنیل ولزلی
رزیڈنٹ مقرر ہوئے تہے۔ اونہون نے اپنی عقل دور اندیش اور فہم رسا سے وہ نظم و نسق ملک کیا کہ کسی مفسد کا
چراغ نہ جلنے دیا۔ مگر ہان دوندیا واگ نے دند مچایا۔ اوسکا حال یہ ہے کہ وہ بڑا ہی قزاق تہا۔ وہ ملک
میسور مین ہمیشہ ترکتاز کیا کرتا تہا سلطان نے اوسکو فریب سے گرفتار کرکے سرنگاپٹن کے قیدخانہ مین
زنجیرون مین ہلینسا رکہا تہا جب انگریزونکی فتح ہوئی تو اور قیدیون کے ساتہہ وہ بہی چہوٹ گیا۔ وہ قفس سے
چھٹتے ہی بلند پروازیان کرنے لگا سلطان کی سپاہ آوارہ کو جمع کرکے اپنی افسری اور امارت کی عمارت
جمائی۔ شمال کی طرف دیہات اور قصبونکا لوٹنا شروع کیا جب وہ اپنی کامون مین کامیاب ہوا تو لوگون کا اوسکے
گرد ازدحام ہوا۔ اوسنے ضلع بیدنور پر مع اوسکے قلعون کے قبضہ کر لیا۔ دو انگریزی پلٹنین اس فتنہ کو
مٹانے گئین۔ اونہون نے اوس سے ضلع چہین لیا اور اوسکو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اوسنے پیشوا کی سرحد مین
پہونچا دیا۔ یہان مرہٹون کے سردارون مین آپسمین نااتفاقی کا بازار گرم ہو رہا تہا اسلیے دوندیا کی بن آئی اور اوسکے
ساتہہ بہت سے اور لٹیرے ہوگئے۔ اس لٹیرون کے قافلہ سالار نے اپنا نام شاہ دو جہان رکہ لیا اور بڑے بڑے ارادے کیے یہہ
معلوم ہوتا تہا کہ دکن مین امن امان نہین قائم ہوگا جبتک اوسکا دم باقی رہیگا۔ کرنیل ولزلی پہلا ان قزاقونکی
غارتگری کی کتاب کہتا تہا۔ اوسنے گورنر جنرل کو لکہا کہ پہلے اس موذی مار آستین کا سر کچلنا چاہیے۔ وہان سے
اجازت آگئی جو چاہو سو کرو۔ غرض چار مہینے تک شب و روز کرنیل صاحب سی لگی پہری۔ اس ضلع سے نکالا وہ اور ضلع مین
چلا گیا۔ آخر کو گہات لگائی ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۰۰ کو اوسکو گہیر لیا۔ ہندوستانی اور گورونکی چار رجمنٹون نے اوسکو بالکل شکست دی
اور اوسکے پانچ ہزار سوارونکو پریشان و منتشر کر دیا۔ دوندیا اور بہت سے اوسکے ساتہی لڑائی مین مارے گئے۔ اور جو باقی رہے

دیا ہی کرشنا کو دریے وقت کرسی پر مرہٹوں دیا الیا اور بٹ کی کشتی میں بٹھا کر پار اتار دیا غرض نظام الملک نے دہلی میں
کام کرتا تو وہ دنیا کی سلطنت کا سکہ جمتا اور کچھ دنون وہ بھی اپنی بہار دکھا تا مغربی دکن میں مرہٹوں کی سرخ
کھلتے ہیں انتہا کی قوت عقل سے یہ عقدہ مشکل بھی آسانی سے حل ہو گیا۔

(۱۹) اس عہد نامہ کو جو نظام الملک اور انگریزوں کے درمیان لکھا گیا تھا اور جسکے موافق سپاہ فرانسیس موقوف ہوگئی تھی اور
سرکاری فوج اوسکی جگہ ملک کی حفاظت کے لیے مقرر ہوئی تھی مگر اوسکو مرہٹوں کی مخالفت تھی وزیر نظام نے سوچا
کہ مرہٹوں کی قوم ہے اور لوٹ مار کی دیوانی ہے اوسکی حرص آئندہ نگہبانی سے بچنا مشکل ہے مستور انگریز
[illegible] انگریزوں سے پیش کی نظام مرہٹوں ... جماعت ہوں اوسکا
انفصال [illegible] سرکاری لگے ... اور
وزیر نظام نے [illegible] سرکاری سپاہ ... کی تعداد زیادہ کیا گیا اور انکے خرچ کی رقم ...
ہے اور وہ [illegible] ... وقت ... ترقی ہے
اسلیے ... ہوا ... منظور کرلی گئی اور
کی وقت [illegible] ... نظام ... دیا ...
۲۳ [illegible] ... لگے ...
دشمنوں ... [illegible]
بعد انگریزوں ... [illegible]
کرشنا [illegible]
مرہٹوں کی سلطنت [illegible] ... ہو گیا ...
دکن میں ملازمان ... بہت خوش ہوئی
اس انتظام میں ... حفاظت کا ... سرکاری سپاہ ... اور آئندہ اوسکو کسی اور
سلطنت غیر سے خود ... اور اوسکی سلطنت باقی رہی
اگر یہ نہ ہوتا تو جیسا ... سلطنت اس کمپنی سے ... نام و نشان ہوگئیں

نظام کا نام بہی گمنام ہوجاتا - اور آج جو تاتار چین قلیچ خان کی نسل اور فہرست سلاطین ہند
مین رہی ہے نہ رہتی - گو نظام کی سلطنت مین وہ قدرت اور حکومت باقی نہین رہی جو سلطنت مین ہونی
چاہیے مگر ہندوستان مین پہر بہی غنیمت ہے - یہہ عہد و پیمان بہی گورنر جنرل کی دانشمندی کی یادگار ہے
کہ جسنے اپنی سلطنت کی عظمت بڑہائی اور ایک دوست کی ریاست سب آفتون سے بچائی - اپنے لیے تہوڑے سے
ملک کا نفع حاصل کیا اور غیرون کو بڑی ملک کا نفع پہونچایا -

تنجور کی ریاست کا ضبط ہونا

(۴۰) اب دکن کے چند مقدمات باقی ہین جنکا حال ور اب ہم لکہتے ہین - تلجاجی راجہ تنجور نے
سنہ ۱۷۸۷ع مین پرلوک گون کیا - اوسنے مرنے سے پہلے سرفوجی کو اپنا متبنیٰ کیا تہا - گورنمنٹ انگریزی
اور اپنے بہائی امرسنگہ کو ولی اور سرپرست مقرر کیا تہا - اب امرسنگہ نے اس بچے کو ریاست سے
محروم کرنا چاہا - گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکا انفصال پنڈتون کے حوالہ کیا - ایک لڑکے اور جوان کا مقدمہ
پنڈتون کے روبرو پیش ہوا - اونہون نے سوچ بچار کیا کہ لڑکے کے حق مین جو فتوا دینگے تو ہم کو کیا
ہاتہہ لگیگا - اسلیے جوان کے حق مین گدی پر بیٹہنے کا حکم لگا دیا - اپنا ہاتہہ خوب سونے سے گرم ہو - اس لیے
سرفوجی کے گود لینے پر تین اعتراض دہرم شاستر کے موافق کیے - اول راجہ نے اوسوقت گود لیا ہے کہ اوسکے
ہوش و حواس کچہہ پاس نہ تہے - دوم سرفوجی کی عمر دس برس سے کم تہی - سوم خود وہ اکلوتا بیٹا تہا -
اسلیے راجہ کا سوتیلا بہائی امرسنگہ کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق مسند نشین ریاست ہوا - اب سرفوجی
کی تعلیم و تربیت سے امرسنگہ نے غفلت کی تو گورنمنٹ نے اوسکو سمیت مدراس مین بلا لیا اور پادری شوارٹز
اسکو تعلیم کرتے تہے - اونکی حسن تعلیم سے اس راجہ مین حسن اخلاق اور اطوار نیک نے جلوہ دکہایا -
اور اوسنے کبہی ریاست کے دعوی سے ہاتہہ اوٹہایا - اور سرفوجی کی نیک کرداری نے جلوہ دکہایا -
اور امرسنگہ کی زشت کاری نے رنگ دکہایا - اسلیے یہہ دونون محبوب و رہیہ برا اور وہ بہلا
سب کے نزدیک ٹہرا - سرجان شور کے زمانہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا - اونہون نے بنگالہ اور دکن کے
پنڈتون سے فتوا طلب کیا - پنڈتون نے کہدیا کہ دہرم شاستر کے انوسار کچہہ سرفوجی کے گود لینے مین چوک
نہین ہے - پہلے اعتراض کا جواب تو یہہ پنڈتون نے دیا کہ راجہ کا بے حواس ہونا ثابت نہین اور دوسرا اعتراض جو عمر

اور پالوتی بیٹا ہونیکی نسبت تمہارا دسکو ہندوؤن نے یون کھنڈن کیا کہ دہرم شاستر کے انوسار لڑکا گود لیا
کرنا پڑا ہے - مگر جب کوئی لڑکا گود لیا جاوے تو اوسکا متبنی ہونیسے خارج نہین ہوسکتا - اسپر کورٹ ڈائرکٹرز نے حکم دیا
کہ یہہ ہماری غلطی تہی کہ امیر سنگہ کو ہم نے راج گدی دیدی - اب ہم کو اپنی غلطی پر علم ہوا اسلئے
لارڈ ولزلی کو لکہتے ہین کہ سرپوجی مسند پر بٹہاوے اور اوس سے جو قول اقرار عہد پیمان اون کے
نزدیک مناسب ہون وہ ٹہرالین - سرکار کمپنی کے قرضدار کر ہمین اوسکی ہان بڑی بدنظمی ہے اوسکا
ضرور انتظام کرنا چاہئے - گورنر جنرل نے کمشنر مقرر کردی کہ تنجور مین ملک کی آمدنی کا صحیح صحیح
حال دریافت کرین جب وہ معاملے کی رپورٹ بہیجی تو اوس پر لارڈ ولزلی نے تمام ملک کا انتظام
اپنے ہاتہہ مین لے لیا - اور راجہ کا ایک لاکہہ پگوڈا سالانہ اور ملک کی جو نقد آمدنی ہو اوسکا
پانچوان حصہ مقرر کر دیا - غرض اس چہوٹی سی ریاست کا یون خاتمہ ہوا جسکو ڈیڑہ سو برس کا
عرصہ گذرا کہ سیواجی کے باپ سہاجی نے قائم کیا تہا - مگر اس سے فائدہ انگریزی
گورنمنٹ کو بہی ہوا اور تنجور کے آدمیونکو بہی راجہ کو جو انگریزون سے ... ملتا تہا
اور جو چہوٹا جو اوسکو اب ملتا تہا وہ کبہی پورا نہ ملتا تہا اور وہ جس انگریزی گورنمنٹ سے سہما بیٹہا رہتا تہا اب اوسی کی
دستگیری سے خوش الحال رہتا تہا - ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۹۹ع کو لکہا گیا اور ۲۵ نومبر کو گورنر جنرل و کونسل کے دستخط ہو کر منظور ہوا
(۲۱) سورت کی بہی صورت تنجور کے مشابہ تہی - شہر سورت اول جب کہ تجارت کا زور مغلون کے عہد مین تہی تو انگریز
لوگ یہان آئے تہے - وہان ہی ملک کی سب تجارت ہوتی تہی عرب اور ایران کے جہاز وہان آتا جاتا
تہا - اسی شہر کا ہوکر مسلمان حج کو مکہ شریف جایا کرتے تہے - گو وہ شہر جنہونکے سبب ... مین
جو فسادات ہوئی تو اندہا دہند سورت مین بستے تہے - ایران سے بہاگ کر آتش پرست جنکو پارسی
کہتے ہین یہان آکر آباد ہوگئے ہو وہ بہی چودہ ہزار کے قریب ہونگے - اس شہر کی حکومت ... مین محمد شاہ
بادشاہ نے بنایا تہا - جب گجرات کی سلطنت محکوم سلطنت ہوگئی تو بادشاہ نے منتظم کیا کہ شہر کی
حفاظت اور درستی کا خرچ تو مال تجارت کی آمد و برآمد کے محصول سے ہو اور قلعہ کی حفاظت کا خرچ علاقہ کی
زمین کی مالگزاری سے - یہان ایک شخص ... ہوتا تہا - شہر کی حفاظت اور اوسکا انتظام کرتا تہا

پہر ۱۷۳۲ء مین مرہٹون نے دست درازی اوسپر کی اور بہت سا علاقہ اوسکا لے لیا - جب نواب کی آمدنی کم ہوگئی
تو اوسنے بیڑے کا خرچ کم کردیا - اسپر سدیون نے بغاوت کی اور زبردستی نواب سے بعض اضلاع کی محاصل زمین لیے
اور مال تجارت کے محصول سے بیڑہ کا خرچ پہر لیا - ۱۷۴۶ء مین نواب تیغ بیگ خان تہ مر گئے صفدر خان
نواب سورت کے ہوئے اور اونکے بیٹے وقار علی قلعہ دار - پہر کسی شخص و اسنے ریاست کے لئے جہگڑا کیا - وہ داماجی راجہ
گائکوار کو ملاکے خود نواب بنا پہر پیشوا کی چوتہائی پیچھے کرگئی - غرض اسطرح سے ملک کی آمدنی روز بروز گہٹتی گئی
۱۷۵۸ء مین سدیون نے کچھ انگریزون سے جہگڑا کیا جب اوسکی بازپرس نواب سے کی گئی تو عہدنامہ ۴ مارچ ۱۷۵۹ء مین
ہوگیا کہ انگریز نواب کا نائب اپنی مرضی سے کسی شخص کو مقرر کیا کرین اور سدی قلعہ و بیڑا اونکے حوالہ کرین اور انگریز
دو لاکھ روپیہ سالانہ اونکی حفاظت اور حراست کا لیا کرین - بادشاہ دہلی نے بہی اس عہدنامہ کی تصدیق کردی اور انگریزونکو
سند دیدی - اب نواب ۱۷۶۳ء مین مرگیا - بمبئی کی گورنمنٹ کی استعانت سے اوسکا بیٹا مسندنشین ہوا
۱۷۷۷ء سے نیابت نواب کا عہدہ موقوف ہوا - ۱۷۹۰ء مین ایک اور نواب مسندنشین ہوا - قلعہ سورت
کی حفاظت کا خرچ ہمیشہ آمدنی سے زیادہ ہوتا تہا - اور نواب سے بہت اس معاملہ مین جہگڑے ہوئے مگر خرچ کا پورا
کسی طور سے نہ ہوا - انگریزونکو کیا ضرور تہا کہ وہ روپیہ کہیں اور ملک سے لاتے اور اس ملک کی حفاظت کا
خرچ اوٹہاتے - لورڈ ولزلی کے عہد مین ۱۷۹۹ء مین نواب سے بڑی مشکل سے زیادہ محصول [illegible] ان
بنے کہ ہنوز ابہی عہدنامہ پر دستخط نہ کئے تہے کہ نواب کا دفتر حیات ہی اولٹ گیا - ایک ننہا سا لڑکا چہوڑا - وہ بہی چند
ہفتہ مین آغوش لحد مین سو یا - بہائی اوسکا مدعی ریاست ہوا - گو بادشاہ دہلی کی طرف سے سورت
کی حکمرانی کا استحقاق نواب و سرکار کو یکسان تہا - مگر قاعدہ ہے کہ جب دو آدمی ایک شے کا استحقاق مساوی
رکہیں تو جو اونمین سے زور آور ہوتا ہے وہ غالب آجاتا ہے اور دوسرا مغلوب - اب سلطنت انگلشیہ کو
وہ سطوت اور صولت حاصل ہوگئی تہی کہ بغیر اوسکی مرضی کے کوئی مسند ریاست کی طرف رخ نہیں
کرسکتا تہا وارث ریاست سے کہا کہ مسند پر بیٹہنا جب نصیب ہوگا کہ تمام ملک کا انتظام سرکار کمپنی کو دیدو
- نواب اول تو اس خواست کو منظور کرتے ہوئے گہبرایا اور اوسنے کہا کہ اس سے میری بڑی تذلیل اہل
اسلام مین ہوگی کہ مین نے وہ مقام جو ہندوستان مین حاجیون کے واسطے باب مکہ کہلاتا ہے غیر مذہب والون کو دیدیا

مگر آخر کار مرتا کیا نہ کرتا۔ ان شرائط کو مان لیا کہ نواب تمام حکومت ملکی مالی جنگی سے ہاتھ اوٹھا دے
اور سارا ملک ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کیا جائے اور ایسٹ انڈیا کمپنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور پانچواں حصہ
اس توفیر کا جو ملک کی آمدنی سے بعد خرچ کے ہو دیا کرے۔ غرض اس گمنام نواب کے ساتھ یہ معاملہ کرنا بھی
ایک عجیب واقعہ تاریخ ہند میں ہے۔ اس وقت سرکار کمپنی کا اس اصول پر عمل تھا کہ جس کسی
بادشاہ کی ریاست و ممالک کا ملکی انتظام نہایت خراب ہو تو وہ رئیس معزول ہونے کا مستحق ہوتا ہے
بلکہ اسکی معزولی واجب ہوتی ہے خواہ اوس سے فائدہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو اوس حالت میں ہو
کہ اس معزولی کا اختیار اوسکی ہاتھ میں آیا ہو اوس سے فائدہ بنی نوع انسان کو ہو جیسا دلائل سے معلوم
ہوتا ہے۔ چونکہ سورت میں نواب کا انتظام ایسا خراب و ابتر تھا کہ اوس سے بدتر زیادہ نہیں ہو سکتا
۔ اس سبب تمام رعایا کا ناک میں دم تھا اسلئے جب نواب معزول ہوا اور انگریزی گورنمنٹ اسکی جگہ
قائم ہوئی تو انگریزوں کو ملک کی ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسے اہل سورت کو اس تغیر حال سے مسرت
ہوئی انہوں نے سوچا کہ اب ہم اپنی عادات عبادات قضایا معاملات میں سعادت اور امن و امان کا
ہوسکینگے اور خانہ جنگی اور آفات سے چھوٹینگے۔ لارڈ ولزلی نے اس انقلاب عظیم تمام اصلاح گورنمنٹ کیا
تھا کہ جو ہندوستانی رئیس اپنی ریاست کا انتظام اچھی طرح نہ کرے اوسکے تمام اختیارات سلب کئے جائیں
اور حکومت اور ریاست اوس سے لے لی جائے۔ اور اپنے عاملوں کے ہاتھ میں دیدی جائے جس سے ضبط اموال
اوقات و حراست [illegible] ہوا اور [illegible] افزائی ہو۔ غرض یہاں سورت کی اصلاح
سورت کی یہی ہوگئی۔

(۲۲) نواب ارکاٹ کا حال ہم گذشتہ میں کر آئے ہیں۔ مسٹر جان شور کی نیابت
رائے سے ملک کرناٹک کی ترقیات کو نقصان پہونچا تھا۔ [illegible] ڈائرکٹروں نے لارڈ
ولزلی کو ولایت چلتے وقت اسبات کی تاکید کر دی تھی کہ جب مدراس میں
ضرور ٹھہرنا اور نواب ارکاٹ سے چند باتیں ضرور کرنا [illegible] تسلیم کر دے۔
اوس میں [illegible] نواب کے خود کتابت [illegible] منظور کیا۔

حال کرناٹک کے معاملات

مگر یہی مغز نواب کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا کہ کوئی نیک صلاح کیا صلاح دیتا ہے - نواب کے
گرد تو اور ہی لوگ جمع تھے وہ خودغرض تیرہ تدبیر بہلا نواب کو کب شرائط جدید کو ماننے دیتے تھے - انہون نے
گستاخ یہانتک بنا دیا کہ اوسنے کہدیا کہ سرکار کمپنی کو ملک کرناٹک کی آمدنی سے سروکار کیا ہے -
اور پہر دماغ کو یہہ چڑھی کہ انگریز ونسے کہا کہ جو ملک فتح کیا ہے اوسمین سے حصہ دلائیے - اسلئے
عہد پیمان کا باب تو بند ہوا - مگر سنہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق سلطان پر ایام جنگ مین گورنر جنرل کو اختیار تہا
کہ تمام ملک کرناٹک کے انتظام کو اپنے ہاتھہ مین لیلے اور پانچوان حصہ آمدنی کا نواب کو دلائے -
جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ہونے کو ہی تو کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ انڈیا کو ہدایت کی کہ وہ ملک
کرناٹک اپنا قبضہ و تصرف کرلے - اور جبتک اوسکو نہ چہوڑیے کہ ہم کوئی اور حکم اوسکی نسبت بہیجین
- مگر لورڈ ولزلی نے یہہ مروت اور فتوت اسوقت کی کہ سارا ملک نہین لیا اور نواب سے یہہ درخواست
کی کہ مصارف جنگ کے واسطے تین لاکہہ پگوڈا دیدے نواب نے اقرار اس روپیہ کے دینے کا کرلیا - مگر اوسکا کچہہ
لحاظ اور پاس نہ کیا اور اس عہد کو پورا نہ کیا - اگر بنگال سے خزانہ نہ آجاتا تو اوسکے اس اقرار کے بہروسہ
پر آمادگی اسباب جنگ مین بڑا فتور پڑجاتا - اسپر بہی لارڈ ولزلی نے یہہ عنایت کی کہ نواب سے یہہ کہا گیا
جسقدر روپیہ کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے دیتا ہے اوتنا ہی آمدنی کا ملک وہ سرکار کمپنی کو دیدے
آئندہ پہر کچہہ اور مطالبہ سرکار اوس سے نکریگی اور سرکار کے عمدہ انتظام سے جو اس ملک کی آمدنی مین
افزائش ہوگی وہ بہی نواب کو دیدی جائیگی - سوا اسکے دو کروڑ روپیہ جو سرکار کے قرض دینے ہین
اونکے لینے مین بہی بہت رعایت کیجائیگی - مگر نواب معلوم نہین کس نشہ مین مست تہا کہ اوسنے اس
عنایت اور رعایت کو نہ سمجہا - اسنے اس سے بہی انکار کردیا اور گورنر جنرل پر عتاب کیا کہ جب یہہ قسطین
بقسط پہونچے جاتا ہے تو اوسکے اس درخواست کرنے کے کیا معنی ہین - یہہ قسطین سودی روپیہ ادا کی جاتی
نہین - اور خلاف عہد ملک تنخواہون مین دیا جاتا تہا - سنہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق نواب ارکاٹ
مجاز نہ تہا کہ کسی سلطنت اور ریاست غیر سے کسی قسم کی خط و کتابت کرسکے - جب میسور فتح ہوا تو
دفتر سلطانی مین ایسے [illegible] ہاتہ آئے جنسے یہہ ثابت ہوا کہ نواب محمد علی اور یہہ نواب بہی دونو

سلطان سے خط و کتابت سلطان کے معاملات میں اور انگریزوں کی مخالفت میں رکھتے تھے۔ اور اس خط و کتابت
کے لیے کچھ کنایات اور اشارات بھی مقرر کر لیتے تھے — ان باتوں پر کچھ تعجب نہیں ہوتا اسلیے کہ
ہندوستانی ریاستوں کے اصول ایسی نیتوں پر مبنی ہیں وہ ایسے کاموں کے کرنیکو برا ہی نہیں جانتے ہیں۔
۱۰ اپریل ۱۸۰۱ء کو گورنر جنرل نے لارڈ کلائیو گورنر مدراس کو بعض خاص خطوط اور بعض کاغذات
بھیجے جو سری رنگ پٹن کے محلوں میں سے ہاتھ آئے تھے۔ اور انکو ہدایت کی کہ فوراً تحقیقات
شروع کریں اور اسکے ساتھ ایک فہرست بھی گواہوں کی بھی کہ انکی شہادت لیجائے جب تحقیقات
لارڈ ولزلی کو انکا مذمت ثابت ہو گیا کہ دونوں نواب انگریزوں کے دشمن ٹیپو سے سازش اور
آمیزش رکھتے تھے تو کبھی اپنے عہد کے ثبوت پر پہونچے اور یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ ملک کرناٹک
کو حال اپنے فوائد اور اغراض کے لیے جو چاہے سو کرے۔ اب لارڈ ولزلی نے ارادہ مصمم کیا کہ نواب
بالکل ملک کرناٹک کی ریاست اور حکومت سے محروم کر دے۔ مگر اس وقت بیمار تھا اسکے قریب
بات جب ظاہر ہوا تو ابھی کچھ دنوں کیلیے ارادہ ملتوی ہوا مگر جب وہ فوت ہو گیا اور اس کا نام میں کرنیل
کی بھی منظوری نواب کی مرضی کی آئی تو ارادہ ہوا کہ اس وقت نواب کا حالت نزع میں پڑا ہوا تھا
اور کچھ لوگوں نے ظاہر کیا کہ ان کو حالت نزع میں تکلیف پہونچی ہے اور ان کا پیغام مرگ بھی نہیں پایا ہے۔
جب نواب فوت ہو گیا تو حسب دستور علی حسین کو جو انکا بیٹا ہے مسند نشین
نہیں علیخان محمد نجیب۔ سالار جنگ۔ نقی علی اس غرض سے نواب کی نسبت
میں سلطنت کا کام کریں۔ جب اس سے کہا گیا کہ تمہارے باپ نے اقرار میں پورے نہیں کیے
اور انہوں نے بیوفائی کی تو مسند نشینی تمہاری نہیں ہو سکتی مگر ایک نوکر کی طرح پر
موقوف ہے۔ تم مسند نشین اس سبب سے ہو سکتے ہو کہ تمام ملکی و مالی انتظام کرناٹک کا ہمارے قبضہ میں
چھوڑ دو ——— مگر بد خواہوں کی صلاح سے یہ بات صلاح میں نہیں آئی۔ لارڈ کلائیو
۱۸۰۱ میں علی حسین کی ملاقات کو گئے ہوئے بھی باوجود نا پختہ سمجھا۔ تو وہ بھی نواب ہونا
نہیں باقی پایا گیا۔ انگریزوں نے عظیم الدولہ بیٹے امیر الامراء کا جو شاہ محمد علی کا پوتا تھا

التفات کیا۔ وہ باپکے مرنے کے بعد خانہ نشین تہا۔ کوئی اوسکی بات نہین پوچہتا تہا۔ مسند ریاست پر بٹہایا۔
اور تمام ملک کرناٹک کا انتظام اپنے ہاتہہ مین لے لیا۔ اور یہہ عہد و پیمان ہوا کہ نواب کو پانچوان حصہ مدنی ملک کا دیا جائیگا
۔ نواب کے باقی رشتہ دارون کے لئے وظیفے معقول تجویز کیے جائینگے۔ اور جو نواب کا قرض ہے وہ سرکار کے ذمہ ہوگا۔ غرض کرناٹک
بہی ایک ضلع سرکار کمپنی کی عملداری مین ہوگیا۔ بس اب سرکار کی فرمانروائی دکن مین پوری ہوگئی۔ سلطان
میسور سے ملک بہت لگا۔ نظام سے کچہہ ملک لیا۔ کرناٹک کو شامل کیا۔ تنجور کو ضبط کیا۔ اس ایک معقول
مدراس بنگئی۔ آبادی دو کروڑ تیس لاکہہ آدمیونکی ہوگئی۔ لارڈ ولزلی نے جو ملک الحاق کیے اُنکی
آبادی ایک کروڑ اسی لاکہہ آدمیونکی تہی۔ اگرچہ یہہ سارے کام لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ انگلنڈ کے
حکمون کے خلاف کیے تہے۔ مگر اُسوقت سب انکو مبارکباد دیتے تہے اور ان کامون پر تحسین و آفرین کرتے تہے
کاغذات جو سلطان ٹیپو کے دفتر سے انگریزونکے ہاتہہ آئے اور اسکی تحقیقات کرنل کلوز اور ویب صاحب نے
کی اور اسکا نتیجہ جو کچہہ ہوا اور بیان ہوا اوسکی نسبت محققین کی مختلف رائین ہین۔ مگر اسپر سب متفق القول ہین کہ یہہ کہنا کہ
لارڈ ولزلی نے ان کاغذات کو بنایا اور شہادت دروغ کو پیدا کیا۔ چاند پر خاک ڈالنی ہے۔ ایسے مدبر و مقتدر
اور نیک ذات کی نسبت ایسی بدگمانی ایسا گناہ ہے کہ توبہ سے بہی معاف نہین ہوسکتا۔ شائستگی تہذیب تعلیم فلسفیت
یورپ مین ایسی پہیل گئی ہے کہ اگر ایسے کاغذات جعلی بنانے سے اور ایسی شہادت دروغ کی تصنع سے ایک سلطنت
بہی ہاتہہ لگے تو وہ لوگ اسپر تف بہی نکرین۔ مگر اخلاق ملکداری مین ترقی ایسی ہیچ ہیچ ہوتی ہے کہ ہم یہہ
نہین سمجہہ سکتے کہ اسکے اندر جعلسازی عنقا ہوگئی ہے۔ اور شہادت دروغ توپ کے منہہ سے اُڑکر بالکل چہچہڑے ہوکر
اُڑ گئی ہے۔ مگر انگلش گورنمنٹ کی نسبت تو یہہ وہم بہی نہین ہوسکتا کہ اُسنے اس کام مین جعل کیا ہو اور شہادت
بنائی ہو۔ اُسکو ضرورت بہی اسکی نہ تہی اسلئے کہ اصلی کاغذات اور شہادت خواہ کیسی ہی ہون اوس سے جو
سرکار کا مقصود تہا وہ حاصل تہا۔ اب ان کاغذات کی اصل یہہ ہے کہ مدراس مین ٹیپو سلطان کے دو لڑکے
جب اوّل مین رہتے تہے تو انکی ملازمت مین دو وکیل غلام علیخان و علی رضا خان بہی تہے۔
کبہی انکی ملاقاتین نواب سے چہپ چہپا کے ہو جاتی تہین۔ نواب کبہی کبہی ان لڑکون سے ملتا تہا۔ اور پیار محبت کی
باتین انسے کیا کرتا تہا۔ یہہ وکیل ان باتون کو جو ملاقات مین ہوتی تہین سلطان کو لکہہ بہیجا کرتے تہے۔

یہہ خطوط فارسی زبان مین ہوتے تھے جنکے ترسیل کا سبیل بناتا - اور کبھی کوئی ال کے بعضا بناوٹ یا کچھ کل
نہین آسان ہے - زبان فارسی مین خط وکتابت کا یہہ دستور ہو گیا ہے کہ کاتب ہی تحسین کلام و عبارت آرائی
پر خیال کرتا ہے - اور ایسے کلمات مستزاد اور فقرات اطراب انگیز کا فکر کرتا ہے کہ جنکو پڑھکر مکتوب الیہ خوش ہو جاے
- واقعات اصلی کے بیان کرنے کا چندان پابند نہین ہوتا - پھر بعض بعض مطالب حقیقت ایسے ہوتے ہین کہ انکو کنایات
اور اشارات مین بیان کرتے ہین تاکہ آشنا کو یہہ معلوم ہو کہ معلوم نہین کیا بات عظیم ہے - مثلا لڑکے یا لڑکی کی
شادی ہو تو [illegible] مین بیان کرتا ہے اول ایک نئی شمع سے پھر نکلا - پھر لڑکے کے [illegible] اسکو ایک
معمولی معاملہ مشتہر کیا - غرض ہر خط کی باتین ان کے نزدیک مین جو ہین - ایک خط مین رکن الاسلام
بھی سلطان کو لکھا تھا اسکی معنی تو زمین آسمان کو مل گئی - سوا اسکے جب سلطان مرہٹون کے ساتھ
ہونے کے دربار مین انگریزون کی مخالفت مین مصلحت کرتی تھی - پھر [illegible] مین فرانسیسون کے بعد معاملات
ٹھہرے مین تو نواب کی طرف سے انکو یہہ نصیحت لکھی گئی کہ جب تک انگریزوں کے پاس سے تمہارے پاس لڑکے
نہ آجائین تو تم کوئی کام نہ کرنا - شہادت جو ان کا نقد [illegible] نہین ہوتی [illegible] اس قسم کی تھی کہ
جھگڑا ہو جاتا تھا کہ نواب کے ذمہ جو بات [illegible] ثابت ہوتی تھی [illegible] اسکو [illegible]
نہین چاہتے تھے [illegible] ذرا بھی نہین ثابت تھا - [illegible] ترجمہ فارسی ہوتی [illegible] سرکار کی ملازم
تھی [illegible] مین [illegible] ویسی ہی بیان کرتے تھے جو [illegible] ولزلی کے دماغ مین تھے
- ہندوستانی لوگ [illegible] ایسے معاملات مین صداقت [illegible] نہین کرتے [illegible] باتون مین
اپنی عقل و دانائی کو کام مین لانے مین [illegible] کیا ہے - [illegible] جھوٹ [illegible] نہین [illegible] مصلحت بنانے مین
اور دروغ کو سچی [illegible] فروغ ہو جاتا ہے - غرض [illegible] کی مصلحت [illegible] اپنی [illegible]
مبتلا کے خود جھوٹی شہادت بنائے - [illegible] خوشامد [illegible] پیدا ہو جاتی ہین - [illegible] کورنوالس کے
جب سلطان ٹیپو سے [illegible] مصلحت ہو گئی تو وہ خود ہی سلطان کے ساتھ دوستانہ برتاو برتنے لگے
اور نواب محمد علیخان کو بھی ہدایت کی تھی کہ وہ بھی سلطان کے ساتھ اسی طرح [illegible] - نواب بھی
اپنا [illegible] مین سمجھتا تھا کہ سلطان [illegible] حال پر [illegible] ہدایت [illegible] جس [illegible] خالی [illegible] دل کو

۔اب کورٹ ڈائرکٹرس کہہ لکہا کہ نواب محمد علی خان نے مجرمانہ خط و کتابت سلطان کے ساتھہ خلاف عہد و پیمان سکے کرکے اپنے تمام حقوق کو باطل کردیا۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو اس جرم کی سزا پاتا۔ اور اسکے بیٹے نے بہی (جو باپ ہی کے عہد و پیمان کے موافق مسند نشین ریاست ہوا تہا) ایسا ہی کیا۔ پس اسلئے ملک کرناٹک ضبط کرنا عین انصاف ہے۔ اب گفتگو یہہ ہے کہ کیا نواب کو استحقاق سلطنت انگریزونکے کسی عہد نامہ کے سبب سے پیدا ہوا تہا کہ وہ اسکے ٹوٹ جانے سے سلطنت کا مستحق نہین رہا۔ ابتدا مین تو انگریز اُسیکو کرناٹک کی سلطنت کا مستحق سمجہتے تہے اور اسی بنا پر برسون فرانسیسون سے معرکہ آرائی کیا کئے۔ اگر عہد شکنی ہی معزولی بادشاہ اور اُسکی سلطنت کی ضبطی کا سبب اگر ہے تو اور بادشاہونکی تمام سلطنتین ہندوستان مین کیونکر سرکار ضبط کرسکتی ہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے پہلے کہا تہا کہ نواب نے جو ملک سرکار کے قرض ادا کرنے کے واسطے تجویز کیا تہا اور اُسکے لئے قول و قسم ہوئی تہی کہ وہ قرض مین بطور تنخواہ نہین دئیے جاوینگے اُسپر عمل نہین کیا تو اس عہد شکنی پر کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ کو اُسوقت نہین لکہا کہ نواب کو معزول کردو۔ اور ملک کو ضبط کرلو۔ اصول عامہ یہہ نہین کہ جب سلاطین مین عہد و پیمان اور قول قسم ہون اور اُنمین سے ایک عہد شکنی کرے تو دوسرے سلطان پر یہہ واجب نہین ہوتا کہ عہد شکن بادشاہ کو معزول کرے اور اُسکی سلطنت ضبط کرلے۔ بلکہ اوسکا حال اور تعلق باہم وہ ہوجاتا ہے جو پہلے اونمین ہوتا ہے۔ اگر لڑائی بہی شروع ہو تو بہی کچھہ ضرور نہین ہوتا کہ عہد شکن سلطان معزول ہو اور سلطنت اوسکی ضبط ہو بلکہ لڑائی وہانتک ہوتی ہے کہ دوسرے سلطان کو اپنی سلامتی سلطنت کا کچھہ خوف نرہے اور عہد شکنی کی تلافی ہوجائے۔ مگر اب بحث ہمین یہہ ہے کہ اس اصول عامہ کا مورد معاملہ کرناٹک تہا یا نہین جو لکہتے ہین نہین۔ وہ یہہ استدلال کرتے ہین کہ نواب محمد علی کوئی آزاد بادشاہ نہ تہا۔ پہلے وہ صوبۂ دکن کا ماتحت تہا اب سرکار کمپنی کا تابع تہا۔ اگر سرکار اُسکے سر پر ہاتہہ دہرے تو وہ ابتک دشمنونکی ٹہوکرون مین پامال ہوگیا ہوتا۔ ملک کرناٹک کی یہہ خوش نصیبی تہی کہ اُسمین شورش و بدنظمی کی جس سے سرکار کمپنی کا داہنا ہاتہہ بہی انتظام ملکی مین فالج زدہ ہو رہا تہا اب صحیح اور تندرست ہوگیا۔ اور اوسنے ایک خلق خدا کو ظالم کے ظلمون سے اور جفاکارون کے جورون سے بچایا

- اپریل ۱۸۰۱ء میں دونوں معزول ہوئیں علی حسین اور امیر سنگھ مر گئے

(۲۳) زمانشاہ دہلی کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا۔ لارڈ ولزلی نے شاہ ایران کے دربار میں اپنا سفیر مہدی علی بھیجا کہ وہ بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کرے کہ اپنے ملک کے واسطے پشاور میں دریا سندھ کے پار اتر کے مصالحت کرے نہیں تو اوسکے باپ دادا کی پیدا کی ہوئی سلطنت زمان شاہ کے حملوں سے خاک میں ملجائیگی۔ مہدی علی بھی سفارت کے کام میں یگانہ روزگار تھا۔ اس نے ایران میں پہنچکر شاہ ایران کے دربار میں اس فصاحت اور بلاغت سے تقریر کی کہ لوگوں کی دلوں پر سحر کی تاثیر کر گئی۔ اوس نے کہا کہ گورنر جنرل کو تو ذرا بھی اسکی پروا نہیں ہے کہ زمان شاہ آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ بلکہ اوسکی آرزو تو یہ ہے کہ وہ آگے بڑھا چلا آئے تو اوسکو بتلا دیا جائے کہ کیسی سپاہ سے وہ اسکو بچے سمجھتا ہے۔ مگر ابدالی اہل سنت و جماعت ہیں وہ شیعوں کے ستانے میں تیز ہیں۔ اونکے ظلم و جبر کے مارے سیکڑوں کا کمپنی کی سپاہ میں خدا کی پناہ لیتے ہوئے بھاگ چلے آتے ہیں۔ اسکا علاج کرنا بادشاہ ایران کے اختیار میں ہے۔ زمان شاہ کا روکنا اور دو مسلمان بادشاہوں میں منافرت ہو وہ مہدی علی کے لکھنے میں آگئے۔ زمان شاہ کا بھائی محمود شاہ تھا۔ اسکی مدد اور کمک کرکے اسکے بھائی سے ملک کا حملہ کرا دیا جسکے سبب زمان شاہ۔ سندھ کو جلد عبور کرکے اپنے ملک کو چلا گیا۔

لارڈ ولزلی کے ابتدائی عہد میں ایک سفیر ملکم صاحب کو دربار ایران میں بھیجا تاکہ اول انگریزی گورنمنٹ کی شان و شوکت مشرق میں نمایاں ہو۔ دوم زمان شاہ والی افغانستان کی طرف جو ہر سال ہندستان پر چڑھائی کرنے کا کھٹکا رہتا ہے سد باب ہو جائے سوم فرانسیسیوں کے ارادے پست کر دیے جائیں چہارم سلسلہ تجارت کا بڑھایا جائے۔ اس کام کے لیے لارڈ ولزلی نے ملکم صاحب کو منتخب کیا۔ حقیقت میں یہ انتخاب بھی بے نظیر تھا۔ اس ہیکل ستودہ صفات کا پہلے بھی ایک نمونہ دکھلا دیا ہے اور آگے اسکے وہ نامے ہیں جو ہم نہیں بیان کرینگے مگر ہم مناسب جانتے ہیں کہ انکی ابتدائی چھوٹی خدمت جو ہدایت کا نقشہ ہے اوسکو بھی مختصر طور پر بیان کریں۔ صاحب ممدوح سکاٹ لینڈ کے جنوب مغرب میں ایک جاگیر دار کا بیٹا تھا

زمیندار جارج منلکم کے گہر مین ۲ مئی سنہ ۱۷۶۹ء مین پیدا ہوئے - لڑکپن مین شوخ مزاجی
انپر ختم تہی - اونکے دو بہائی اور سرکار کمپنی کے ملازم تہے - بارہ ۱۲ برس کی عمر مین ایک شخص کی
سفارش سے کورٹ ڈائرکٹرز کے روبرو نوکری کے لئے پیش کئے گئے - جب اونسے کورٹ نے کہا
کہ میان لڑکے اگر حیدر علی سے تمہاری مٹ بھیڑ آن پڑے تو تم کیا کروگے - اوسنے اوسکا
جواب بیدھڑک یہہ دیا کہ میان سے کرچ نکالونگا اور اوسکی گردن اڑا دونگا - یہہ جواب سنکر سب
دنگ ہوگئے اور سمجہہ گئے کہ وہ بیشک سپاہ مین بہرتی ہونے کے قابل ہے - اُسکو سپاہ مین بہرتی
کرلیا - اور وہ ۱۷۸۳ء مین ہندوستان مین آگیا - یہان آتی ہی ہندوستان کی ہوا لگی اور
بخشش دولت ہونے لگی - یہانتک قرضداری کی نوبت پہونچی - مگر پہر کچہہ سمجہہ آگئی - پرانا قرض اتار دیا
نیا قرض نہ لیا - بعد اسکے فضولی و اوباشی سے ایسی توبہ کی کہ پہر عمر بہر اوسکو نہ توڑا - ہندوستان آتے ہی
اوسکو شوق عربی - فارسی پڑہنے کا یہان کے لوگونکی زبان سیکہنے کا اور ہندوستان کے حالات لکہنے کا ہوا
- جو کچہہ احوال ملک و اوضاع اہل ملک اوسکو تحقیق ہوئے وہ ہمیشہ اونکو قلمبند کرتا رہا - نوجوانی مین یہہ
رائے صائب لکہی کہ جن فرنگیونکو اہل ہند سے کسی طرحکا تعلق اور لگاؤ ہے انکو ہمیشہ اس قاعدہ کا پابند رہنا چاہئے
کہ اپنی مطلب آری اور کارروائی کیلئے فن فریب نکرین - اور ٹہری ترچہی چالین نہ چلین - اور سب
چہوٹے بڑے معاملون مین اپنے قول و عہد کا پاس رکہین - اگر اس سیدہی راہ پر چلینگے تو غالب ہونگے -
اگر خوشامد یا مکاری ہندو مسلمانون کیساتہہ ذریعہ ٹہرائینگے تو ہرگز نہ جیتینگے اور ہمیشہ مغلوب رہینگے
- اوسکو بڑا شوق تہا کہ مین اہل قلم مین نوکر ہو جاؤن - اس شوق مین وہ صبر سے حصول مدعا کا
انتظار دیکہتا تہا - ۱۷۹۲ء مین وہ سری رنگپٹن مین تہا کہ گورنر جنرل نے اوسکو یاد کیا - اور جو فوج
نظام کی سپاہ کی ساتہہ ٹیپو سلطان سے لڑنے گئی تہی اوسمین فارسی ترجمان مقرر کیا - اوسکے سوا
کوئی افسر اس کام کے لائق نہ تہا - جب اوسنے اس ترقی کے زینہ پر پہلی ہی سیڑہی پر قدم رکہا تہا
کہ علالت مزاج نے اوسکو ولایت کا سفر کرایا - وہان اوسکے دوست اور عزیز اس جوان رعنا
کو دیکہنے باغ باغ ہوگئے - اوسکی پاکیزہ صورت ایک ایک کے جی مین کہبی جاتی تہی خوش بیانی

اور بذلہ سنجی سے لوگوں کے دل اوسکی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ جب صحت حاصل ہوئی تو دوسرے
سال فوج مدراس کی سپہ سالار لشکری بنکر ہندوستان میں بلایا گیا۔ پھر اوسکی ملاقات لارڈ
ولزلی سے ہوئی اور اوسنے جو انگریزون اور ہندوستانی ریاستون کے تعلقات کا حال لکھا
تھا وہ بھی پیشکش کیا اور زبانی بھی تقریر کی تو اوسکی حسن لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتقاد
ہوگیا۔ حیدرآباد کی ریاست میں نائب رزیڈنٹ مقرر کردیا۔ وہ نظام کی پلٹن کا افسر بھی
تھا۔ پھر جب ٹیپو سلطان سے لڑائی ٹھہری تو جس جگہ سے فرانسیسونکی سپاہ [illegible] متفرق کی
اوسکا حال ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں۔ بعد اسکے وہ کلکتہ کو گیا۔ گورنر جنرل [illegible] وہ مردم شناس تھا
وہ آدمی کو نظر ہی میں تول لیتا تھا۔ مالکم کی ساری لیاقت اور ہوشیاری [illegible]
اور جان گیا کہ وہ خدمات بزرگ کے لائق ہے۔ غرض یہ ملاقات اوسکی ترقی میں اکسیر
ہوگئی اور اب اوسکے ستارہ اقبال نے عروج پکڑنا شروع کیا۔ سری رنگ پٹن
کے تسخیر کے وقت وہ نظام کی پلٹن کا ایک سپہ سالار تھا۔ پھر ملک میسور کے [illegible] کے
واسطے جو کمیشن مقرر ہوا اوسکا سکتر بھی مقرر ہوا۔ غرض جو کام اوسنے کیا اوسکو کمال
خوبصورتی کے ساتھ انجام دیا۔ اب گورنر جنرل نے اوسکو ایران کی سفارت پر مامور کیا
[illegible] کے اخیر میں جان مالکم بمبئی سے روانہ ہوا [illegible] ملاقات کی
سیر کرتا ہوا شیراز پہنچا۔ راستے میں ایک شخص بھی اس ملک کی [illegible] تھا۔
۱۶ نومبر [illegible] کو طہران میں پہنچا [illegible]
سے کوئی انگریزی سفیر اس دربار میں نہیں آیا تھا۔ [illegible]
تھا جس کے مالکم نے اپنے کام کے انجام کرنے میں [illegible]
سے کیا کہ آپ عہدنامے [illegible] تجارت کے [illegible]
تھا دوسرا ملکی معاملات [illegible] ہندوستانی سفیر کی معرفت زمان شاہ حاکم افغانستان کا
[illegible] اوسکی نسبت [illegible] اگر وہ ہندوستان پر حملہ کرے تو شاہ ایران ادھر [illegible]

ملک پر حملہ آور [illegible] انگریز اوسکے اسباب حرب وضرب سے بہی معاونت کرینگے۔ بعد اسکے فرانسیسیون کی نسبت یہہ شرط لکہی گئی کہ اگر فرانسیس مملکت ایران مین اپنا قدم جمانا چاہینگے تو اہل فارس اور انگریز دونو ملکر اونکو نکال دینگے اور شاہ فارس فرانسیسیون یا فرنگستان کے کسی اور قوم کو جو اوس سے اتحاد رکہتی ہے اپنے علاقہ مین نہ تو کوئی قلعہ بنانے دیگا نہ بڑہنے دیگا۔ مگر یہہ عہدنامے کچہہ عمل کرنے کے لئے نہین لکہے گئے یونہین شاعرانہ دل لگی تہی اس سفارت مین جتنا خرچ ہوا اوتنا اوس سے فائدہ نہ ہوا تجارت فارس تو محض ایک خیالی چیز تہی تجربہ سے ثابت ہوچکا تہا کہ اوس سے کچہہ فائدہ نہین ہان یہہ فائدہ ضرور ہوا کہ شاہ **فارس** سے میل جول خوب ہوگیا اور کسی اہل یوروپ کے حملہ کا ہندوستان پر شاہ **فارس** کے ملک مین سے ہوکر جاتا رہا۔ جس شان سے یہہ سفیر پاکیزہ صورت اور نیک سیرت گیا اوس سے انگریزی شان وشکوہ کا نقش ضرور ایرانیون پر ہوا۔ پانچ سو آدمی اوس کے ساتہہ تہے۔ تحفے تحائف ہندوستان اور انگلستان کے اوسکے ساتہہ بڑی قیمتی اور عمدہ تہے۔ ایک سے ایک زیادہ گران مایہ اور افضل تہا۔ اگرچہ شاہ ایران بہی اون جواہرات مین مرصع بنے ہوئے بیٹہے تہے جو **نادرشاہ** یہان سے لے گیا تہا۔ مگر ان تحائف کا رنگ دیکہہ کر وہ بہی دنگ ہوگیا۔ اور اس بات کا نقش اوس کے دل پر ہوگیا کہ ہندوستان کے یہہ فرمان روا بڑے دولتمند ہین اور اوس کے سفیر **جان ملکم** رستم سے کم نہین۔ اس سفارت کے کام کی بڑی شہرت ہوتی اگر **جان ملکم** کسی حکمت سے خرچ سفارت کو وصول کرلاتے۔

(۲۴) بعد فتح **سری رنگ پٹن** لارڈ **ولزلی** نے **ڈنداس** صاحب بورڈ کنٹرول کو لکہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین ہندوستان سے سپاہ بہیجون اور آپ ادہر سے سپاہ بہیجئے تاکہ اہل **فرانس** کو **مصر** سے دونوں کر نکال دین مگر اس کا جواب سات مہینے تک کچہہ نہ آیا۔ اوس وقت ایسا ہی ڈاک کا انتظام تہا۔ اس سبب سے لارڈ صاحب نے **سیلون**

مین ترنکومالی کے عمدہ بندرگاہ مین گورون کی سپاہ کثیر جمع کی۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ اس سپاہ سے موریشس اور بوربون کو فتح کرلون۔ ان جزیرون کا قربت کے سبب سے ہندوستان سے فتح کرلینا آسان ہے۔ اور اون سے انگریزی تجارت کو بہت نقصان مشرقی ملکون مین پہونچتا ہے۔ جب سے لڑائی شروع ہوئی فقط تاجران کلکتہ کا دو کروڑ روپیہ کا نقصان اونکے سبب سے ہوچکا ہے۔ اور وہ ایسی خوفناک ہوگئی ہے کہ مال کے بیمہ کا بہاؤ ایسا چڑہ گیا ہے کہ تجارت کا باب ہی مسدود ہوگیا ہے ہندوستانی بیڑا جو میر بحر رینیر کے ماتحت تہا وہ اس قابل نہین ہے کہ خلیج بنگال محافظت کرسکے۔ پانچ سو جہاز سوداگرون کے لٹ چکے مین بنگالی کے دہانہ پر ۷ر اکتوبر سنہ ۱۸۰۰ء کو کمپنی کا ایک جہاز جسپر اٹہائیس توپین تہین۔ فرانسیسون کے ایک جنگی جہاز نے دفعتہ پکڑ لیا۔ ۵۵ آدمی مارے گئے۔ لارڈ ولزلی کی غیرت کا کیا مقتضا تہا کہ وہ اپنی دارالسلطنت کے سامنے یہہ آفت دیکہتے اور اوسکے تدارک کے درپے نہ ہوتے۔ اسلئے اونہون نے یہہ ارادہ کیا کہ ترنکومالی کے بیڑے کو جزائر مذکور پر بہیجے۔ اور رقیبون کے گہر ہی کو آگ لگائے۔ مگر میر بحر رینیر نے اس عزم کو پست کردیا۔ اور کہا کہ جب تک خاص بادشاہ انگلستان کا حکم نہین آئیگا مین اس مہم پہ نہ جاؤنگا۔ ہمیشہ بادشاہی ملازمون کی عادت رہی کہ وہ سرکار کمپنی کے حکمون کی تعمیل کو اپنے اوپر واجب نہین جانتے تہے اور اون کو ذلیل اور حقیر جانتے تہے۔ جو عذر میر بحر نے کیا وہ بذاتہ [illegible] تہا سلطنت انگلشیہ کا عام اصول یہہ ہے جب لڑائی ہو تو تمام افسران سرکاری کو حکم تاکیدی ہے کہ وہ اپنی تمام قوت بازو اور نیروی عقل کو یکدل اور متفق ہوکر دشمن کے مغلوب کرنے مین کام مین لائین۔

اور جہد جان و دل سے سعی کرین کہ اپنے ملک کی عزت [illegible] اور اوسکو سبقت نامداری حاصل ہون

اس حکم کی ہان تو اور بہی زیادہ تعمیل چاہیئے تہی جہان انگلستان سے زیادہ بعید تہا۔ غرض اسوقت میجر
ریفیر نے سرکار کے گورنمنٹ کے حکم کو ذلیل سمجہکر اپنے منصب کے فرض وقت کو ادا نہ کیا اور اوسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ جزائر مذکور پر بہیجنے کا عزم لارڈ ولزلی نے اس سبب سے ملتوی کر دیا کہ بغیر جہازون اور بیڑے کے
کچہہ ہو نہین سکتا تہا۔ وہ آٹہہ برس تک وہ اہل فرانس کے قبضہ مین رہی۔ اور تجارت کی حارج رہی
اور دو کروڑ روپیہ کا اور نقصان ہوا۔ فقط میجر کی ناعاقبت فہمی و نادانی نے یہہ نتایج بد دکہائے
تاکہ پہر ایسی حماقت سے یہہ نقصان اور زیان نہ پہنچے۔ پارلیمنٹ نے ایکٹ جاری کر دیا کہ بادشاہی جہازون کے
کارخانے تمام ساری فوج سمیت ماتحت گورنر جنرل ہند کے شرق مین رہے۔

(۲۵) اب آخرکار لارڈ ولزلی کے پاس لاٹ سے مراسلہ آیا کہ سر ریلف ایبر کرومبی پندرہ ہزار
سپاہ لیکر ترکون کی سپاہ کے ساتہہ مصر کو فرانسیسون کے نکالنے کے لیئے گیا ہے۔ مناسب ہے کہ تم ہندوستانی
لشکر سے اوسکی کمک کرو۔ پس جو بیڑا اسر ٹرنکومالی مین تہا اوسکو بحر قلزم کی طرف سفر کا حکم ہوا۔
اور اوسکے ساتہہ بمبئی کی سپاہ مین سے ایک لشکر چار ہزار گورون کا اور پانچہزار ہندوستانیون کا جنہون نے خود
جانا قبول کیا روانہ کیا۔ جنرل بیرڈ اوسکی سپاہ کے سالار ہوئے۔ گورنر جنرل نے ارشاد کیا کہ جنرل صاحب کی ذہانت
اور شجاعت کے واسطے کوئی اسسے زیادہ بڑہکر دوسرا سرینگاپٹن مین نہین پیش کر سکتا
بحر قلزم پر کوسیر پر لشکر پہونچا۔ اور صحراے نیل مین ایک سو بیس میل سپاہ راہ بیراہ مین چلا۔ اور
۲۷ اگست سنہ ۱۸۰۱ کو بحیرہ روم کے کنارہ پر پہونچا۔ مگر فقط اوسکی دہوم دہام نے اور انگلستان سے جو افسر آیا تہا
اوسکی چالاک دستی اور قوت بازو نے اہل فرانس کو مجبور کیا کہ اونہون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا
ہندوستان کے یون تو بہت واقعات ہین کہ جنمین تفریح افسانہ موجود ہے۔ مگر یہہ اوتنی ہی عجیب و غریب بات ہے
کہ گنگا کے کنارہ سے دریاے نیل کے کنارہ پر سپاہ فرعون کے ملک مین قیصر کے قدم بقدم ایک انگریزی افسر
کے ماتحت جاے۔ اٹلی کے پرانے آزمودہ کار سپاہیون سے جو فرعون بن رہے ہون لڑنے جائے جب
فرانس کی سپاہ نے مصر مین اپنے تئین حوالہ کر دیا ہے تو ایک مہینہ کے اندر لارڈ کورنوالس سابق
گورنر جنرل ہند اور فرانس کے درمیان امینس مین مقدمات صلح طے ہو گئے تہے کورٹ ڈائرکٹرز نے

فوراً لارڈ ولزلی نے اس حکم بہیجا کہ سپاہ کے خرچ مین تخفیف کریں مگر اس دانشمند اور دور اندیش نے اس حکم
کی تعمیل مین تاخیر کی۔ ابہی امینس کے عہدنامہ کی تکمیل نہوئی تہی کہ جہازی بیڑا پونڈیچری مین بونا پارٹ
نے بہیجا۔ اوسمین چہہ جنگی جہاز تہے اور چودہ سو فرانسیسی سپاہ تہی اور اونکی برابر پیچہے سے دوسرا بیڑا
آتا تہا۔ لارڈ ولزلی نے تین برس کے عرصہ مین بڑی حکمتون اور جانفشانیون سے فرانسیسون کو دکن
مین سے خدا خدا کرکے نکالا تہا۔ اب پہر اونکا آجانا اوسکو خالی از خطرہ نہ معلوم ہوا — اونسے مناسب
نہ جانا کہ ساحل کورومنڈل پر پہر اوسکے کارخانے آباد اور قائم ہو جائین جس سے پہر ہندوستانی
سرکارون سے جو عہد و پیمان قائم ہوئے ہین وہ بالکل شکستہ ہو جائین اور پہر نئے سر سے عناد اور فساد
کی تخم ریزی ہو جسکو یہان کی زمین کی قابلیت اور انقلابون کی ہوا نے اگر وہ درخت بنا دیا تو
جڑ کے کاٹنے کے واسطے آری اور بسولی ہی نہ ملین — اور اگر ملین تو کاٹتے کاٹتے حیران ہو جائے
بہتر ہے کہ اس بیج ہی کو نہ پڑنے دیجے۔ اسلئے لارڈ ولزلی نے مدراس کے گورنر لارڈ کلائیو کو لکہہ بہیجا
کہ امیر البحر فرانس کو اطلاع دیدے کہ فرانسیس کے ملک تو بحال کرنے مین جب تک فرمان انگلستان
سے جواب آئے توقف کرین پس یہہ بیڑا موریشس کو چلا گیا۔ پہر وہان یورپ مین انگریزون اور
فرانسیسون کی لڑائی چہڑ گئی۔ اسوقت کی عاقبت بینی لارڈ ولزلی کے کام آگئی کہ ہندوستان
اوسے کوئی آفت نہ آئی۔ اگر بونا پارٹ کی تدبیر پونڈیچری مین اقامت کی چل جاتی
پہر دیکہئے کہ ہندوستان مین کیا لکہا تہا۔ بلائے رسیدہ بود و لے بخیر گذشت فقط

فصل پنجم

معاملات ملک اوده

(۱) جسوقت لارڈ ولزلی کو دکن کی مہمات سے فراغت ہوئی تو اونہون نے اودہ کے معاملات
کی طرف توجہ فرمائی۔ اودہ کو ملک اودہ مین ایک حقدار سلطنت تخت سلطنت پر بٹہا دیا تہا مگر
اوسے وہ خرابیان اور دشواریان کہ اس ملک مین پیش نہین کم تہوین غربت خانہ تفصیل

مالگزاری مین وہ ظلم و ستم ہوتا تہا کہ خدا کی پناہ۔ مگر پہر بہی سرکار کمپنی کے زر موعود کا پورا نہ پڑتا تہا
ہمیشہ باقیات رہتی تہین۔ عدالت اور انصاف کو چراغ لیکر سارے ملک مین ڈہونڈہئے تو کہین اوسکا
سراغ نہ پایئے۔ فوج کو دیکہئے تو بہوکی ننگی خوگیر کی بہرتی۔ غریبون کو ستانے کو بنی ہی آقا کو دہوکا دیے
میدان جنگ مین کبہی نہ جائے۔ اور جو جائے تو نامردانہی بہجائے۔ دشمن سامنے آئی تو اوسکو موت
نظر آئی۔ جب ہندوستانی سرکارونکا ادبار آتا ہے تو یہہ برائیان اونمین ہوا کرتی ہین مگر اودہ مین
ایک اور طرہ اوسپر یہہ چڑہا کہ بعض فرنگیون نے یہان اپنا جداہی فرنگی محل ملک کے اوجاڑنیکے لئے
آباد کیا۔ یہہ سارے فرنگی بندہ زر تہے قوم مین بدنام برادری سے باہر تہے۔ بگڑی ہوئی ہندوستانی
ریاستین اونکے لئے کان زر تہین۔ لباس و صورت فرنگستانی کے سبب سے اونکے پو بارہ ہوتے تہے اور
سب انکے آگے مات ہوتے تہے۔ پہر ایسی ہندوستانی سرکارین ملک اودہ سے زیادہ تو کہین اپنی جوہر
لیاقت دکہانیکا موقع اور نہ تہا۔ اونکی بدگہری کے خریدار تو ہمین جوہری تہے۔ ہندوستانیون
کی زشت کاری کے چہرہ پر جب فرنگستانی غازہ ملا گیا تو کچہہ اوسکا اور ہی روپ ہو گیا۔ الماس علی
خان نے اپنی الماس کاری سے اور بہی اوسکو رونق دیدی۔ اوسکو بڑا اقتدار اور اختیار حاصل
تہا۔ بندہ سے خداوند ہو گیا تہا۔ اوسکا لوہا سب مانتے تہے۔ وہ سب کے لئے سو نیش الماس تہا۔ غرض یہہ سب
معاملات ایسے پیش آئے کہ لارڈ **ولزلی** پر واجب و فرض ہوا کہ وہ اپنی توجہ عالی کو اسطرف
مشغول کرین۔ چہہ مہینہ کے بعد کلکتہ مین آنے سے اونہون نے رزیڈنٹ **لکہنو** کو لکہا کہ مہمات دکن کے
سبب سے مجہکو **لکہنو** مین آنے کی فرصت نہین ملی اور نہ مجہے ایسی فراغت نصیب ہوئی کہ مین اپنے دل
و جان سے بالکل توجہ نواب اودہ کی اصلاح معاملات پر کرتا۔ اب مین تمکو دو تین باتین لکہتا ہون
جب تمکو موقع ملے انکی اصلاح اور انتظام کی طرف کمال جد و جہد کرو۔ جب کبہی **الماس علیخان** مرے
تو تم اسمین کوشش کرنا کہ **سر جان شور** کے عہد نامہ مین جو زر موعود ٹہرا ہے اوسکی اصلاح ہو اور الماس علی
خان کو جو اختیارات دوآبہ مین حاصل تہے وہ سرکار کمپنی کو حاصل ہو جائین اور اوسکے عوض مین زر
موعود مین تخفیف کیجائے۔ اوسکے مرنے کے وقت تو تمکو یہہ سمجہنا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا

اوسکا قائم مقام مثل اوسکے مناسب لیاقت اور عالی حوصلہ اور صاحب تمیز مقرر کیا جائیگا تو ملک کے اندر فساد برپا ہوجائیگا اندیشہ ہے۔ اور اگر کوئی نالائق مقرر ہوگا یا ملک مختلف نئے داروں کو تقسیم کر دیا جائیگا تو سرحد اودہ ایسی ضعیف ہوجائیگی کہ سپاہ اودہ میں خود کی لشکر یا کسی اور حملہ آور سپاہ کے مقابلہ کی قوت نہ رہیگی۔ اس سب سے بہتر یہی تدبیر ہوگی کہ دوآبہ کو مسٹر کمپنی خود اپنے قبضہ مین کر لے۔ سپاہ کی برائیان تم خود ہی جانتے ہو جنکے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ جب کبھی قابو پڑے تو مین نواب کو سمجھا دون کہ وہ اپنی سپاہ بالکل موقوف کر دے فقط اتنی سپاہ رہنے دے جو تحصیل مال گزاری کے لئے کافی ہو اور شریف عالی خاندان اور شریف منتخب کرکے نوکر رکھے کہ جنکو ہمیشہ نواب کے کام اور حشمت کی شرم ہو بلکہ فوج میں ایسے لوگوں کا ملنا غنیمت ہے سپاہی سپاہیانہ صفت کا آدمی تلاش کیا الہ آباد کے ذخیرہ میں مشکل کا ڈھونڈنا ہے۔ یہاں کے سپاہی تو وہ نامرد ہیں کہ جو افراد دشمنوں کو ملک میں بیٹھے لاتی ہیں اور اپنے قدر لیکر نواب کو ڈراتی ہیں وہ سب نکال دیئے جائیں اور اونکی جگہ مسٹر کمپنی کے سوار اور پیدلون کی تعیناتی بڑھائی جائیں اور اونکا سارا خرچ وقت پر نواب دیا کرے سوا اسکے جو فرنگی یورپین نواب کی ریاست میں آکر آتے ہیں اور کام ہوتا ہے بہت طرح کی خرابیاں پیدا کرتے ہیں انکی نیت وہاں سے خارج کرنے کی بھی تدبیرین ہونی چاہئیں۔ لارڈ ولزلی کی نیت میں جو اودہ کے معاملات اودہ میں کرانے کی بسم اللہ یہی تجویز تھی —

(۲) ابھی ان اودہ کے معاملات کا فیصلہ نہین ہوا تھا کہ ایک قیامت برپا ہوا مسٹر جان شور نے **وزیر علی** نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نا مناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا کو **مسٹر جان شور** کی تجویز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اودہ کے ہاتھ میں ہیں مگر اوسکے خلاف جہان جہان اونکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل حشمت کو نا پسند ہوا اور بعض نے خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض حق جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکے مشیر اور مصاحب بنے۔ اب ان نادانون اور نا سمجھون کے ذہن میں یہ شبہا شروع کیا کہ حضور

وزیر علی کا انگریزون کا مارنا اور اوسکا پکڑا جانا

سردار اور امیر نزدیک و دور ہیں آپ کی معزولی پر رات دن روتے ہیں۔ بہت سی زمیندار ایسے تہے
کہ وہ وزیر علی ز رو جواہر کی تاک میں لگے ہوئے تہے وہ اونکے انکر نوکر ہو گئے بعض ایسے تہے
جو سعادت علیخان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تہے وہ بہی اوس پاس آ گئے۔ بالا بالا ایک وکیل
کو نوکر رکہکر زمان شاہ والی کابل پاس بہیجا معلوم نہیں ان دو چار مفلوک مغلوں نے جو
مرشد سے بیوفائی اور حد سے باہر شیخی کے لئے روپیہ پر پڑے رہتے تہے کیا اونسے لکہوا کر بہجوایا غرض قرائن
سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ اوسکا ارادہ تہا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ کو روکنے
جائے تو وہ یہاں ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے۔ بدمعاش صاحبون نے اوسکو یہہ سمجہایا کہ آپ ایسے
شاہزادے ہیں کہ جسکو چاہیئے مار ڈالیئے کوئی آپ سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور آپ پر کوئی ہاتہہ نہیں
ڈال سکتا۔ اس سبب سے کئی دفعہ شہر میں اوسنے شورش برپا کی۔ غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان
نے درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہیں اور بہیجا جائے۔ گورنر جنرل نے بہی اسکو مصلحت
سمجہا اور چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکہا کہ وہ وزیر علی کو سمجہا دے کہ وہ کلکتہ کے قرب وجوار
میں سکونت اختیار کرے۔ اوسکا اعزاز و اکرام بدستور باقی رہیگا۔ سوا تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل
اوسکی حالت میں نہوگا۔ صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تہے اونہون نے یہہ حکم گورنر جنرل کا
اوسکو سنا دیا جسکے سبب سے وہ صاحب موصوف کا دل سے دشمن ہو گیا۔ وزیر علی کو یہہ حکم ناگوار ہوا مصاحبون
نے سمجہایا کہ آپ کلکتہ تشریف لیجائینگے گویا قبر میں گئے حکم کی منسوخی کے واسطے اوسنے بہت ہاتہہ پیر مارے مگر
جب کچہہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو وہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح رزیڈنٹ کی کوٹہی پر جو شہر بنارس سے تین میل
تہی گیا۔ دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی چاء پی گئی۔ پہر اوسنے اس حکم کی شکایت کا
ذکر میں کرتا جاتا تہا مزاج اوسکا بگڑتا جاتا تہا۔ اور غصہ پر غصہ چلا آتا تہا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ملک الموت سے فرمایا آپ مجہہ پر کیون عتاب فرماتے
ہیں یہہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجہے اوسکی تعمیل واجب ہے یہہ سنکر ظالم اوٹہ کہڑا ہوا اور ایک تلوار لگائی
یہہ دیکہتے ہی اور نوکر جو اس اشارہ پر لگے ہوئے تہے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر گر پڑے اور ان قسائیون

اوسکا قیمہ قیمہ کردیا۔ کپتان کالونی صاحب اور گریہم صاحب جو اونکے گہر مین تہے اونکا حال بہی یہی ہوا
اور دو چار اور انگریزون کو اونکی کوٹہیون پر جاکر مارا۔ جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹہی پر پہونچے
تو یہہ کوٹہی دو منزلی تہی۔ صاحب کوٹہی کی چہت پر چڑہ گئے اور زینہ کا دروازہ بند کردیا۔ اور بلم ہاتہہ مین
لے لیا۔ کئی دفعہ بدمعاشون نے حملہ کیا مگر بلم نے اپنا کام کیا۔ اور کوششون کو ناکام کیا۔ اسلیئے سرکش
کوٹہی کو لوٹ لاٹ چلتے ہوئے۔ اس مقابلہ مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ اتنی تمام اور انگریزون کو خبر ہو گئی۔
ترک سوار اور توپین آگئین۔ بدمعاشونکو پراگندہ کردیا۔ وزیر علی نکل بہاگا۔ سب باغیون نے راجہ
بہوٹول کے ہان پناہ لی۔ یہہ راجہ نیپال کی راجہ کا باجگذار تہا جب انگریزون نے اوسکی شکایت
راجہ نیپال سے کی۔ اور وزیر علی کو اوسکی خبر لگی۔ تو وہ وہان سے بہی بہاگ گیا۔ اب شخص جو ان کے
سامان پاس سامان بہت سا جمع ہو گیا تہا وہ گورکہہ پور مین آیا۔ یہان سرکار کی سپاہ سے خفیف سا
مقابلہ ہوا اور اومین اوسی کا نقصان ہوا۔ اب اوسکی بےزری کے سبب سے ساتہی جدا ہونے شروع ہوئے
اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوسکی ہوتی ہوتی تو ضرور وہ پکڑا جاتا۔ مگر وہ بہاگ کر جیپور
مین پہونچا۔ کپتان کولنس رزیڈنٹ نے راجہ سیندہیا و راجہ جیپور کو لکہا کہ تم وزیر علی کو
ہمارے حوالہ کردو تو ہم تمکو بہت روپیہ دینگے۔ راجپوتون کا یہہ دستور ہے کہ جو شخص اونکی پناہ مین آ جاوے خواہ
وہ قاتل ہی کیون نہ ہو اوسکو کبہی دشمن کے حوالہ نہین کرتے۔ مگر یہہ وقت تو وہ انقلاب کا تہا کہ سارے
دہرم کرم اپنی جگہہ پر پڑے تہے۔ راجہ نے دیکہا کہ مفت بازی مین زر و جواہر ہاتہہ لگتے ہین
اسلیئے اوسکو کچہہ اسکا دہیان نہین کیا کہ بہت دنتک ٹیکا لگیگا۔ سرکار انگریزی سے روپیہ اور
وزیر علی سے جواہر لیکر اوسکو سرکار کے حوالہ اس شرط سے کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے اور
اوسکے پانون مین بیڑیان پڑین۔ مہمان کی مہمانداری کا یہہ حق ادا کیا کہ اوسکی جان بچادی۔
کلکتہ کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹہری مین قید رہا۔ بعض کہتے ہین کہ بنارس مین پہانسی دی گئی
بعض قید ہوکر جلا وطن ہوئے۔

(۳) اب پہر لارڈ ولزلی نے رزیڈنٹ کو یاد دلایا کہ سلطنت مین ... کی تفتیش کرواوے

[illegible]

نواب کو اوسے اطلاع دو۔ اور سمجہاؤ کہ زمان شاہ دریاے سندہ سے پار آگیا ہی وہ ضرور اودہ پر حملہ کریگا پہلے اودہ کی بغل مین بیٹھے ہین ضرور اپنے ہم قومونکی ساتہہ شریک ہونگے اب امن کی زمانہ مین ایسی تدبیر کرلو کہ جسے یہہ خوف جاتا رہی۔ سپاہ کی کارخانون کی خرابیونکا نواب خود مقر تہا۔ یہہ سپاہ نکمی ہی نہ تہی بلکہ اندیشناک بہی تہی جسوقت انگریزی سپاہ کو سرحد پر ایک ہیبت ناک کام کرنیکے لیئے جانیکی ضرورت ہوئی تو اسکی حاجت پڑی کہ ایک حصہ اوسکا نواب کی جان کی حفاظت کے واسطے لکہنؤ مین بہی چہوڑا جائے کہ وہ اوسکی خود سپاہ کی شورش کو نہ ہونے دے۔ ان واقعات سے صاف یہہ نتیجہ نکلتا تہا کہ نواب کے ملک کی حفاظت باہر کے حملونسے اور ملک کا اندرونی امن امان یون ہی حاصل ہوسکتا ہے کہ یہہ بیکار سپاہ کم کردی جائے جسکی تنخواہ نواب کی خزانہ سے ملے۔ اس معاملہ کی خط و کتابت مین کچہہ التوا اس سبب سے ہوا کہ لمسڈن صاحب ریذیڈنٹ نے استعفا دیدیا تہا اور کرنیل سکوٹ صاحب اونکی جگہ مقرر ہوکر آئے تہے۔ اور وہ ایک چٹہی کونسل کے وائس پریزیڈنٹ سر الورڈ کلارک صاحب کی نواب کے نام لیگئے تہے جسمین اصلاح سپاہ کی طرف متوجہ ہونیکی ضرورت کی وجوہات لکہی ہوئی تہین۔ اتفاق سے اس چٹہی کی پیش کرنیکا یہہ موقع خوب ملا کہ نواب نے رزیڈنٹ سے بعض اپنی سپاہ کے پلٹنون کی بغاوت کی شکایت کی تہی۔ اوسکو نواب نے پڑہا اور جو کچہہ اصلاح سپاہ کے باب مین لکہا تہا اوسکو پسند کیا۔ اسپر رزیڈنٹ نے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ کو بہت جلد طے فرمائین۔ اور سپاہ کی قسم اور تعداد اور خرچ جو حضور کو منظور ہو اوس کا پورا پورا حال لکہکر مرحمت فرمائین۔ مگر بیس روز کا عرصہ گذر گیا کہ نواب نے کچہہ خبر نہ لی۔ رزیڈنٹ کا جب تقاضا ہوا تو اس معاملہ پر مباحثہ کرنیکے لئے ایک دن تجویز ہوا۔ مشرقی ادب کا قاعدہ ہے کہ جب بڑے کوئی بات کہتے ہین تو چہوٹے صاف انکار اوسکے قبول کرنیمین نہین کرتے ہین۔ نواب نے بہی اپنے مطلب کو لباس نیازمندی مین یون ادا کیا جو تدبیر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اوسکی تعمیل ممکن تو ہے مگر مجہے یقین ہے کہ اوسکی تکمیل میری مرضی کی موافق ہوگی سوا اوسکے اوسنے یہہ بہی کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک بات کی درخواست کرون جسمین میرا بہی آرام ہے میری رعایا کی بہی آسائش ہے

میری سلطنت کی بھی بہبودی اور فلاح ہے مگر مین اوس بات کا آنا چاہتا بھی نہین بتلاونگا جبتک گورنر جنرل
سے میری ملاقات (جسکی توقع جلدی لکھنؤ مین ہوگی) یا تو اس امر خاص کو اونکے سامنے کہونگا - یا
اوسوقت کہ کوئی رزیڈنٹ کو نام اوس تدبیر منصوبے کی تعمیل کا حکم آئیگا غرض یہ ایک پہیلی سی کہدی
جسکو کوئی بوجھ نہین سکتا تہا - ہر چند رزیڈنٹ نے اوسکا حال دریافت کیا مگر کچھہ نہ بتلایا اور ایک
دوسرا روز اور ملاقات کے واسطے ٹھہرایا - اور کہا کہ مین ایک یادداشت لکھکر پیش کرونگا - مگر جب ملاقات
ہوئی تو وہی باتین تہین جو اول روز ہوئین - اب رزیڈنٹ نے یہ دلایل نواب کے سامنے اس امر کو
بیان کیا کہ جو منصوبہ مخفی آپکے دل مین ہے اگر وہ تدبیر اصلاح سپاہ موقوف کی جاوے تو بہت عرصہ اوسمین
لگے گا - اور منصوبے کا لکہنا دو باتون پر موقوف ہے یا تو گورنر جنرل سے ملاقات ہو سو وہ ابھی ہوگی
نہین - یا گورنر جنرل اوس آپکے منصوبے کی تعمیل کے لئے کوئی اپنا نائب مقرر کرے یا رزیڈنٹ سے
کہے تو جبتک منصوبے کا معا کہلے گا نہین کیسے گورنر جنرل اوسکی تعمیل کے لئے کسی کو اپنی طرف سے
مقرر کریگا - اسکے جواب مین نواب چپ تہا - یہہ ملاقات بھی یونہین ختم ہوئی کوئی اوسکا ثمرہ
نہ حاصل ہوا - اب نواب کے منصوبے کے پہیلی بوجھنے مین لوگون نے قیاسات اپنے لگائے رزیڈنٹ کا یہہ
قیاس دوڑا کہ شاید نواب اپنے تمام وزراء کو موقوف کرانا اور ان عہدون ہی کو مٹانا چاہتا ہے
اکثر وزراء سرکار کی منظوری اور مشورے سے مقرر ہوتے وہ نواب کو خاطر مین نہ لاتے اور اوسکا کہنا
نہ مانتے - رزیڈنٹ جو چاہتے لکھا ہوتا ہے یہ سبب بدنظمی کے ساتھ حساب پرانا اضافہ ہوگیا
تہا - جب رزیڈنٹ کی اس صورت حال کی عرضداشت گئی تو گورنر جنرل نے حکم بہیجا کہ حسین رضا
خان وزیر جسے نواب ناراض ہے موقوف کر دیا جاوے اور کوئی دوسرا لائق آدمی جو سرکار کمپنی کی
تدبیر اصلاح سپاہ کا بھی ممد و معاون ہو مقرر کیا جاوے - رزیڈنٹ نے یہہ بھی لکہا کہ تحصیل مال گزاری
مین جو دغا اب چلے جور و ستم ہوتے تہے اوسمین کچہہ کمی نہین ہوئی ہے - بلکہ یہہ جو [illegible]
نواب کے درمیان کرو مسطور تعین کرکے کہا جاتے تہے - اور کچہہ نواب کے خزانہ مین اونکو [illegible]
اوڑانے کے لئے داخل کر دیتے تہے - اب اس نواب کے عہد مین منضرق ہوگیا ایسا ظلم کا [illegible]

نواب کی جیب خاص مین داخل ہونے لگا تہا - اور کفایت اندیشی اور جزرسی سے خزانہ خانگی مین تہیلیونکا
ڈہیر لگنے لگا ہے - غرض تباہی ملک کی جو اونکے نوابونکی اسرافی اور کاہلی و عیاشی و اوباشی سے شروع ہوئی وہ
اس نواب کی کفایت شعاری اور جزرسی سے اور برسر ترقی ہوئی ہے -

سرکار کمپنی نے بعض ہندوستانی سرکارون سے یہہ عہد و پیمان کرلیا تہا کہ اونکے ملک کی محافظت سرکار
کی سپاہ کریگی اور اس خدمت کے عوض مین وہ سرکار کو زر مقررہ سالانہ دینگے - اور وعدہ کرلیا تہا کہ امور
انتظام ملکی مین وہ دست انداز نہ ہوگی - اب یہہ معاملہ نازک ایسا آن کر پڑا کہ سرکار کسی عنوان الزام سے
نہیں بچ سکتی تہی - اگر سرکار انتظام ملکی بالکل اختیار مین اون ریاستون کے رئیسون کو سپرد کرتی تو اسکے
یہہ معنی تہے کہ رعایا کا حال جو جی مین آئے کرو تو سرکار پر یہہ الزام لگایا گیا کہ دیکہو بہیڑون پر بہیڑیے
چہوڑ دئے ہین - بیگناہونکو ظالمون کے پنجے مین پہنسا دیا - جن برائیون کا روکنا اوسکا کام تہا اوسمین اوسنے
تائید کی ہے - اور جب سرکار نے احتیاط اور اعتدال کے ساتہہ انتظام ملکی مین مداخلت کی اور اوسکو خود لیلیا
تو یہہ کہا کہ دیکہو عہد شکنی کی - اور شخصون کے حق تلف کرکے خود غصب کر لئے - مگر مدبران و منتظمان ملکی جو
اپنی دیانت امانت خلوص صداقت پر اعتماد رکہتے ہین وہ ایسے بے اصل ناہمواریون سے نہین ڈرتے ہین جسسے
اپنی راہ کو کتون کی بہونک سے کبہی نہین چہوڑتے ہین وہ اپنے ایمان سے کام کرتے ہین - اور اونمین ذرا بہی
لغزش و لرزش اسی دہیان سے نہین آتی کہ ہم کسی کام کے کرنیسے لوگ ہمکو برا کہینگے یا بہلا کہینگے جن مدبران
ملکی کو یہہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا کام کیجئے کہ جس سے سب ہمکو اچہا کہین وہ ایمان سے ایسی ریاستون کے
معاملات کا تصفیہ نہین کرسکتے تہے - لارڈ ولزلی اس قسم کا مدبر نہ تہا کہ وہ اوپر کی بات کا خیال کرتا - اوس
جیسی چالین دیکہین اونکے مناسب کام امانت دیانت خلوص صداقت سے کئے - نیکنامی اور بدنامی کا کچہہ خیال
نہین کیا - اصلاح سپاہ کو وہ اپنے جی سے دل سے نیک جانتا تہا اوسکے باب مین یہہ نواب کو اوس نے خط لکہا

نواب و سپاہ کے درمیان فساد - اور گورنر جنرل کا تقاضا اصلاح سپاہ کا نواب پر

(۴) اب نواب اور اوسکی سپاہ کے بعض پلٹنون کے درمیان ایک معاملہ ایسا آن کر پڑا کہ جس سے صاف یہہ
بات کہل گئی کہ نواب اور سپاہ کے درمیان کس قسم کا رشتہ و علاقہ ہے اور باہم ایک دوسرے پر کتنا بہروسا
اور اعتبار ہے ایک پلٹن لکہنؤ مین تہی اوسکو کسی مقام پر بضرورت جانیکا حکم ہوا - اوسنے کہا کہ اگر ہماری

چڑھی ہوئی تنخواہ کا ایک عدد ادا کر دو تو ہم وہاں جائینگے نہیں نہیں جائینگے یہ اس ملک کا پرانا دستور چلا آتا ہے
کہ بادشاہ سپاہ کی تنخواہ بہت دنوں کی چڑھا رکھتا ہے کہ جسکے سبب سپاہی ہمیشہ مفلس ہیں تنخواہ
پاکر دولت گزشتہ میں مست ہو جاتی ہیں نواب سعادت علیخان بھی اس قاعدہ کا پابند تھا سپاہ کی
تنخواہ بہت دنوں کی چڑھا رکھی تھی جب یہ تنخواہ کا تقاضا ہوا تو اسکو ایسا ناگوار گذرا کہ دسنے سپاہ
[illegible] اچھا تنخواہ [illegible] نوکری سے [illegible] سکوت [illegible] لکھنؤ کو [illegible]
[illegible] سپاہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] تنخواہ [illegible] سپاہ [illegible]
تنخواہ [illegible]
[illegible] تنخواہ [illegible]
[illegible] سپاہ [illegible]
[illegible] تنخواہ [illegible] حساب میں [illegible]
[illegible] سپاہ [illegible] تنخواہوں [illegible]

(۵) اب ہم اصول سپاہ [illegible]
[illegible] سپاہ کی [illegible]
[illegible]
سکوت [illegible]
اس [illegible]
[illegible] سکوت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پہر جس بات کا اقرار وہ کرتے ہین اوسکے پورا کرنے کا ذرا نہین خیال کرتے اوسکے لئے عذرات تصنع و تکلف پیش کرتے ہین۔

جب گورنر جنرل پاس نواب کا جواب جسکا وعدہ تہا نہ پہونچا تو ۹ نومبر ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی نے صاف صاف لکھہ بہیجا کہ ضرورتین ایسی داعی ہین کہ جو سپاہ کے انتظام کی تدابیر پیش کی گئی ہین اور اوسپر نواب کو خوب علم ہوگیا ہے اور اونمین آپکو بہی بہر سا تہہ اتفاق ہے بی تامل بتعجیل اونکی تعمیل کیجائے۔ اس جلدی کی ضرورت یہہ ہے کہ عہدنامہ کے موافق ملک اودہ کی حفاظت تمام دشمنون سے برٹش گورنمنٹ کے ذمہ واجب و لازم ہے۔ بالفعل جتنی سپاہ انگریزی نواب کے ملک مین ہے وہ غیر کافی ہے۔ اب اوس ملک پر زمان شاہ یا شاید کسی اور دشمن کا حملہ ہونے والا ہے پس جبتک یہہ اصلاح سپاہ نہ ہوگی کہ سرکاری سپاہ اوسکے ملک مین زیادہ ہو اور اوسکی خود سپاہ ذی ترتیب بے تربیت نہ موقوف ہوگی اور اوسکی تنخواہ کی بچت سے انگریزی لشکر کے خرچ کی تدبیر نہوگی مشکل ہے کہ سرکار کمپنی سپاہ کا انصرام مدافعت حملہ کی صورت مین کرسکے۔ مین آپکو وہ عمدہ تدبیر بتلاتا ہون کہ جسے آپکو ہمیشہ ایسی ضرورتون کی حالت مین اپنی سپاہ کی کمک کی حاجت ہی نرہی۔ آخر مین خط کی یہہ اور لکھدیا کہ عنقریب نواب کے ملک مین سپاہ بہیجی کی تقویت کے واسطے ایک حصہ اوس سپاہ کا بہیجا جاتا ہے جو افزائش کے لئے تجویز کی گئی ہے اور باقی سپاہ بعد اوسکے بہیجی جاویگی۔ اب ایک مباحثہ عظیم اسپر یہہ ہے کہ اس افزائش سپاہ کا اختیار گورنر جنرل کو عہدنامہ کی موافق تہا بہی یا نہین بعض اوسکے مخالف رائے کہتے ہین بعض موافق ہم دونو بیان کرتے ہین سو اب موافقین کی رائے یہہ ہے کہ گورنر جنرل نے اپنے کام کے انصاف کے موافق ہونے کی دلیل یہہ بیان کردی کہ سر جان شور اور نواب سعادت علیخان کے درمیان جو عہدنامہ لکھا گیا تہا اوسکی ساتوین دفعہ یہہ تہی کہ جب کبہی نواب کو زیادہ سپاہ کی ضرورت ہوگی تو سرکار کمپنی سپاہ زیادہ بہیجدیگی اور اوسکا خرچ نواب کے ذمہ ہوگا۔ اب سوال یہہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت کا مجوز کون ہوگا اسکا جواب کہین عہدنامہ مین موجود نہ تہا۔ اب کیا نواب سعادت علیخان اوسکی مجوز ہوتے۔ وہ تو اپنی بات مین ہٹ کا پورا تہا۔ روپیہ کی بچت مین ایسا اندہا تہا کہ ضرورت کا وقت جب

سب کورون کی طرح جو کہانی دیتا تو وہ اندہون کی طرح ہاتہہ ہی ٹٹولتا کہ کہان ہے کدہر ہے
اگر اس ٹٹول ٹٹال مین کہہ دیتا کہ کیون بہکاتے ہو ضرورت کا وقت نہیں ہے تو دشمنون کے ہاتہہ سے ملک
پامال ہوجاتا اور پہر سرکار کمپنی کو وہ دقت اور دشواریان اوٹہانی پڑتین جنکو وہ بہت سے اپنی عمدہ تدبیر
سے رفع کرسکتی تہی۔ شرط عہدنامہ یہہ تہی کہ ملک کی حفاظت سپاہ سے کیجائیگی سپاہ کی تعداد کی قید نہ تہی
تو ایکی حراست ایسی سپاہ کے جو اوسکی حفاظت کے واسطے کافی ہو ایک بیہودہ اور حماقت کی حرکت تہی
اسلئے افزائش سپاہ کی شرط ضرورت کے وقت لگائی گئی تہی اب یہہ لارڈ **ولزلی** کا حق تہا کہ جب ایسی
ضرورت سمجہے سپاہ کو زیادہ کرلے۔ اگر یہہ اختیار نواب کو دیا جاتا تو سرکار کو ملک کی حفاظت کرنا
محال تہا - لارڈ **ولزلی** نے نواب کو لکہا کہ عہدنامہ کی ساتوین دفعہ مین یہہ لکہا ہے کہ نواب کے
ملک مین بسبب ضرورت کا جو کچہہ ازدیاد سپاہ کا ہو اختیار سرکار کمپنی کو ہوگا یہہ عبارت غلط ہے
حقیقت مین عہدنامہ مین یہہ لکہا ہوا ہے کہ سرکار کمپنی کو اختیار ہے کہ جسوقت اوسکو ضرورت افزائش
سپاہ کی معلوم ہو تو وہ زیادہ کردے۔ پس اس افزائش سپاہ کے ساتہہ کوئی قید نہین لگی ہوئی ہے
کہ وہ بالاستقلال اور دوام کے واسطے ہوگا یا کاہے کا ہے پس گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ اس عہدنامہ کے
بموجب جسقدر افزائش سپاہ کو چاہئے مستقل اور دوام کے واسطے تجویز کردے۔ مخالفین اس دلیل کا
یون مضحکہ کرتے ہین کہ جیسے بہت کتابت کے نتیجے جدا ہوتے ہین ایسی منطق جانداری کی لڑائی مین
ہی الٹی ہوتی ہین۔ زبردست کی زبردستی کے ساتہہ ایسی ہی دلیل ہوا کرتی ہے جیسی کہ دیرینہ ہوئی
ہوئی۔ دونون بڑے چہوٹے ایسی صغری کبری بنا کے نتیجے نکالا کرتے ہین۔ عہدنامہ کے موافق یہہ امر
طے ہوگیا کہ سرکار کمپنی کو افزائش سپاہ کا اختیار حاصل ہے اب اوسکے خرچ کے واسطے روپیہ کا نواب
کے ذمہ تجویز کرنا سرکار کی عنایت اور رعایت پر موقوف ہے جب نواب نے اپنی ضعف حالی کے سبب
اپنے ملک کی حفاظت سرکار کی سپاہ کے حوالہ کی اور اس معاوضہ مین سپاہ کو قائم مقام بنا دیا۔ اور اوسکے
واسطے شرائط کو قبول کیا۔ اور جن مین سرکار کے ہاتہہ بیچا جیہد اندولت ہوئے ہین تو اوسکا اب کچہہ
حق نہین رہا کہ ان شرائط کے ایفا کا جب تقاضا ہو اوسپر کہا جاتا تو وہ اوسپر اعتراض کرے مگر برٹش گورنمنٹ کا

یہہ فرض ہوگیا کہ ایفاء شرائط کے لئی کوئی وجہ ہو تو نواب بہی ضرور شرائط کو پورا کرائیں۔ اور نواب کو کچہہ عذر حیلہ حوالہ اونکو تعمیل مین نہو۔ مگر نا حق اور بیوجہ نواب کو دبانا برٹش گورنمنٹ کو بہی ناجائز تہا۔ دوسرا سوال تحقیق طلب یہہ ہے کہ آیا اسوقت ضرور تہا کہ نواب کو افزائش سپاہ کے لئے مجبور کرین اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاتا ہے کہ اودہ پہر زمان شاہ حملہ کرنیکو تہا۔ وہ لاہور مین تو آیہہ چکا تہا۔ اگرچہ اسوقت وہ اولٹا اپنے وطن کو ضرورت کے سبب سے واپس چلا گیا تہا مگر پہر اوسکا آنا آسان تہا سیندہیا بہی اودہ کی تاک مین بیٹہا تہا کہ جب موقع ملے تو اوسکے غلہ لگاؤن۔ رہیلے بہی تیار بیٹہے تہے۔ نواب کے ساری ملک کی رعایا اور سپاہ بگڑی ہوئی بیٹہی تہی اوسے بہی بڑی وقت مین حملہ کرنے کا اندیشہ لگا ہوا تہا۔ اب نواب کی سپاہ کا حال تم پڑہ ہی چکے ہو۔ اب اگر اور زیادہ حال معلوم کرنا ہو تو سوداکا قصیدہ پڑہ لو نہین پہر لوڑ سر جمیس کریک صاحب جو سپہ سالار انگریزی سپاہ ملک اودہ مین تہے سن لو وہ گورنر جنرل کو لکہتے ہین کہ نواب کی سپاہ کا عدم وجود برابر ہے۔ نواب سعادت علی کی کفایت شعاری اور کنجوسی نے سپاہ کی صورت منحوس بنا رکہی ہے نہ اوس پاس ہتیار ہین نہ وردی ہے۔ نہ کوئی توپ ہے۔ جب ایک موقع پر مینے نواب سے وردی اور ہتیار اور توپین سپاہ کے لئی مانگین تو نواب نے کہا کہ میرے پاس یہہ چیزین فقط اتنی ہین کہ جو سپاہ میری اردلی مین رہتی ہے اوسکے لئی کافی ہوتی ہین اور زیادہ نہین جو بہیجوں۔ غرض نواب کی سپاہ بالکل نکمی ہے۔ مجہے خوف ہی کہ اگر اس تباہ مزاج سپاہ کا پہلے سی علاج نہو گا تو اوسکی سیہ کاری کا مرض مضرت رسان ہو جائیگا۔ مین اگر کہین جاؤن اور اس سپاہ کو پیچہے چہوڑ جاؤن تو مجہے اوس سے ایسا ہی خوف معلوم ہوتا ہے جیسا کوئی قلعہ دشمن کے پاس چہوڑ دینے سے خطر ہوتا ہے۔ پس جب ملک کی رعایا اور سپاہ کا یہہ حال ہو کہ ایک والی ملک کی جان کو رو رہی ہو اور دوسری اوسکی خون کی پیاسی ہو۔ اور پہر اوسپر زمان شاہ کی حملہ کا اندیشہ ہو جو دلی کے بادشاہ کو بحال کر کے سلطنت کی سلطنت جمانے کا ہندوستان مین دل سے ارادہ رکہتا ہو۔ مرہٹون کے ایفاء وعدہ کا اعتبار نہ ہو جو پہلے بغلی دشمن موجود ہون۔ پہر کیا ایسے حال مین گورنر جنرل مبارک آباد کے شادیانے بجاتا کہ شمال مغرب

بالکل امن امان ہے کیون اودہ مین فرائش بپا کیجئے۔ اسوقت لارڈ ولزلی نے یہ خیال نہین
کر چند روزہ کی تعریف اور ستائش کے لیے اپنی راست بینی اور دوربینی سے ہاتھ اوٹھا کے اور اپنے
مقاصد اعظم کے حاصل کرنے سے باز رہے۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ نواب کے معاملات مین اس دخل اندازی سے
اسرو متعصب ناعاقبت اندیش جاہل ناسمجھ لوگ جنکی نظر [illegible] اوسکی تذلیل کے درپے ہونگے
لعنت ملامت کا محل ہوجائیگا۔ مگر وہ ایسے بے سروپا حرف پر کب کان لگاتا تھا۔ اوسکی نظر عالی ان
مقاصد پر تھی کہ ہندوستان مین امن امان ہے برٹش گورنمنٹ سلامت رہے اوسکی قوم اور
ملک کا نام آفتاب کی طرح روشن ہو [illegible] انتظام سے [illegible] تھا اودہ [illegible] خیال [illegible]
[illegible] اس سے [illegible] ہول [illegible] اسوقت [illegible] شبہ [illegible]
[illegible] نظر [illegible] دونون [illegible]
[illegible] مستقل تھا [illegible] وقت
[illegible] خلاف مین [illegible]
ولزلی نے [illegible] اس وقت نواب [illegible]
[illegible] امن امان کی حالت مین بھی [illegible]
[illegible] وقت مین [illegible]
[illegible] وقت مین [illegible]
[illegible] امن کے وقت مین [illegible]
[illegible] امن کے وقت مین [illegible]
وقت مین [illegible]
[illegible] زمان شاہ [illegible] اسوقت [illegible]
[illegible] مضمون [illegible]
[illegible]

افغانون کے حملون کے خوف سے ملک اوده مین سپاہ گران کا، خانون کا قائم کرنا جو جنگ کے وقت
ہوتے مین ایسا بیہوده کام تہا جیسے انگلستان مین ترکون کے خوف سے یہہ کام کیا جائے۔ بغرض
زمان شاه کا ڈر کا سعادت علی خان کو دینا ایسا ہی تہا جیسے کوئی بچے کو جوتے سے ڈراتا
ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ایک محققین کے نزدیک وہیہ امر پیش از مرگ واویلا تہا اور سمرنگے نزدیک علاج واقعہ
پیش از وقوع باید کرد پر عمل تہا

وزیر کا ترک سلطنت کا وعدہ کرنا اور پہر اوسکا انکار کرنا - نواب کا سپاہ کا موقوف کرنا - انتظام ملکی کی برائیان اور آخری عہدنامہ

(۶) نواب سرکار کے مقاصد اصلی پر پہنچ گیا تہا وہ یہہ جانتا تہا کہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ میری
فوج کو بالکل تباه اور برباد کردے اور ملک کی حفاظت اپنی سپاه کے حوالہ کرے۔ بغرض کچہہ اوسکا
دل سلطنت سے ایسا اچہہ گیا تہا کہ وه رزیڈنٹ سے اشارون اور کنایون مین ایسی باتین کیا کرتا تہا
کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وه سلطنت کے کام سے برداشتہ خاطر ہے اور اوسکے چہوڑنے کا قصد ہے
باتین تو اوسکی ایسی ہین مگر کام اوسکے ایسے تہے کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وه ہمیشہ لکہنؤ مین
رہنا چاہتا ہے تعمیر عمارت کی تیاریان۔ قوانین سلطنت کے بڑے بڑے مسوده۔ امور خانگی کا نہایت
انتظام۔ آخر دل کی بات نہ چہپ سکی۔ اور ایک دن رزیڈنٹ کے سامنے زبان پر آہی گئی۔ مین
رعایا سے خوش ہون نہ رعایا مجہسے۔ سپاه میری نہ وفادار ہے نہ فرمانبردار۔ رعایا سپاه دونو سرکش
اور فساد اندیش اسلئے مجہے سلطنت سے نفرت ہے مین اس بار سلطنت کو سر پر نہین اوٹہا سکتا۔ اور
خلق جو ودیعت الہی ہے اوسکی خبرگیری اچہی طرح نہین کر سکتا۔ اب مین تو سلطنت چہوڑتا ہون
اور مجہے اسکا یقین ہے کہ سرکار انگلشیہ میرے بیٹے کو میرا جانشین کریگی جسسے میرا نام آئنده باقی رہیگا
اور میرے خویش و یگانون کا وظیفہ بہی کر دیگی جس سے اونکا گزاره اچہی طرح ہو سکے گا۔ میرے پاس جو
کچہہ سرمایہ ہے وه زندگانی بسر کرنے کے لیے کافی ہے۔ مین اوسی ساتہہ لیجاؤنگا جب رزیڈنٹ
نے یہہ باتین سنین تو اوسنے کہا کہ آپ اپنے اس منصوبے کو گورنر جنرل پاس لکہہ کر بہیجدین۔ اوس
اوسنے کہا کہ آپ ہی یہہ تکلیف کرین۔ مجہے کسی اور پر اعتبار نہین کہ مین اپنے راز کی باتین اوس
لکہون بغرض رزیڈنٹ نے یہہ تمام احوال اور گفتگوئین جو ہوئی تہین قلمبند کرکے لارڈ صاحب پاس

بہیجدین۔ اور اوسپر یہہ حاشئے بہی چڑہادی کہ نواب نے بسبب بد باطنی حرامی۔ خزانہ کا
حال یہہ ہے کہ نواب خزانہ عامرہ سے روپیہ اپنے محل سرا مین لیگیا ہے آصف الدولہ کے
قرض مین ادہی بہی ہنوز نہین دی ہے ملازمان سرکار کی تنخواہین چڑہی ہوئی ہین پنشن داران
کی پنشن کا بہت روپیہ دینا ہے نواب انہین سے کسیکو پہوٹی کوڑی نہین دیگا۔
لارڈ صاحب نے ۱۷ دسمبر ۱۷۹۹ء کو اسکا ایسا جواب لکہا کہ مین نواب کو ترک سلطنت اور عزلت نشینی
کی اجازت دیتا ہون بشرطیکہ وہ سرکار کمپنی کی عملداری مین ہمیشہ سکونت اختیار کرے اور سلطنت
اودہ کو ہمیشہ کے لئے سرکار کمپنی کے حوالہ کرے۔ مگر یہہ اجازت نہین دیتا ہون کہ وہ اوس خزانہ عامرہ
کو ساتہہ لیجائے جو مصارف سلطنت کے واسطے جمع ہوا ہے۔ گورنر جنرل نے یہہ خیال کیا کہ نواب کی عزلت
نشینی سے جب ہی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہین کہ وہ بالکل اپنے ملک کو سرکار دولتمدار کے حوالہ
کرے ورنہ کوئی اوسکا جانشین مقرر ہوگا تو وہی بات ہیگی خر ہمان خر است پالان دیگر است
جب نواب پاس لارڈ صاحب کا جواب باصواب آیا تو اوسنے کہا کہ مین سلطنت سے دست بردار
اسلئے ہوتا تہا کہ میرا بیٹا سلطنت کرے نہ یہہ کہ سرکار کمپنی میری جانشین ہو جہانتک نواب دولت کا
دیوانہ سلطنت چہوڑتا تہا لیکن اوسکی آتش طمع بغیر تخت سلطنت کے کسی اور طور سے نہ بجہ سکتی تہی جو
ترک سلطنت کرتا۔ اوسنے کہا کہ یہہ آبائی سلطنت سو برس کے عرصہ سے چلی آتی ہے اگر مین اوسکو لارڈ صاحب
کی مرضی کے موافق ترک کرتا ہون تو ساری دنیا مین میرا منہ کالا ہوگا کہ اپنے اجداد کی
سلطنت کو زر و جواہر کے تہوڑے سے لالچ پر اپنے باپ دادا کا نام ڈبو دیا۔ اولاد کو سلطنت سے محروم کر دیا۔
اب مینے ترک سلطنت کا عزم ترک کیا۔ جب نواب کے اس ارادہ کی خبر ریزیڈنٹ سکوٹ نے لارڈ ولزلی
کو اطلاع دی تو وہ بہت غیظ و غضب مین آیا۔ اور اوسنے ۵ دسمبر کو ریزیڈنٹ کو لکہا کہ مین نواب
کی اس دو روئی اور مکاری سے نہایت ناخوش ہوا۔ یہہ الزام لگانا بہی ستم تہا۔ انہین دو روئی کا
دو رنگی کیا تہی۔ اوسکا تو ترک سلطنت ہونا بیٹے کی جانشینی پر موقوف تہا جب یہہ نہوا تو وہ بہی
نہ ہوا۔ ریزیڈنٹ پاس یہہ حکم لارڈ ولزلی کا آگیا تہا کہ وہ کانپور سے فلان فلان سپاہ بلا کر جہان جہان

مناسب سمجہی نواب کی ملک مین بہیجدی اور نواب کو اطلاع دیدی اسکی جلدی اس سبب سے پڑرہی تہی
کہ فوج کے سفر کا موسم نکلا جاتا ہے ۔ اس ترک سلطنت کے منصوبہ کے سبب سے نواب کو اطلاع دی گئی کہ جسقدر
افزائش کی سپاہ سرکار کمپنی کو منظور تہی اوسکا پہلا ڈویژن (غول) نواب کی عملداری مین داخل ہونیکو
ہے جہان حکم ہو وہان بہیجا جاے ۔ نواب نے کہا سفر سپاہ مین جب تک توقف فرمائے کہ مین اپنی سب خواستونکو
لکہکر پیش نہ کرون ۔ ریزیڈنٹ نے جواب دیا کہ سفر سپاہ مین التوا ناممکن ہے ۔ تمام اوسکی وجوہات حضور
کے گوش گزار ہو چکی ہین ۔ اسکا جواب نواب نے یہہ دیا کہ مین نے افزائش سپاہ کو کبہی منظور نہین کیا ۔ اگر میری
منظوری کی ضرورت نہین تو مجہسے اس بات مین صلاح و مشورہ عبث ہے ۔ پہر اسکا جواب رزیڈنٹ نے کچہہ
نہین دیا اور باتین ہونے لگین ۔ ۱۵ ؍ جنوری سنہ ۱۸۰۰ کو نواب نے رزیڈنٹ کو لکہا کہ میری اور لارڈ صاحب
کے درمیان جو تحریرات ہوئی ہین اونمین مین نے کبہی یہہ نہین لکہا کہ افزائش سپاہ مجہے منظور ہے
مگر لارڈ صاحب کے خط سے یہہ ظاہر ہے کہ اونہون نے مجہے لکہا کہ جب تک افزائش سپاہ کا انتظام
نہین کیا جائیگا اور اوسکے خرچ کے واسطے میری سپاہ کو موقوف کرنیسے روپیہ کا انصرام نہوگا ۔ ابہی میری
فوج بدستور نوکر ہے موقوف نہین ہوئی انگریزی سپاہ میرے ملک مین آموجود ہوئی ۔ اوسکا خرچ کس
طرح سے دیا جائیگا ۔ سردست کوئی اوسکے واسطے سامان نہین سپاہ کا موقوف کرنا کوئی لڑکون کا کہیل نہین
سیکڑون خطرے اوسمین ہوتے ہین ۔ ہزارون آدمی بیکار ہونگے سیکڑون مفسدہ پردازی پر آمادہ ہونگے
بہت بیچارے بیٹہکر پیٹ کو روئینگے ۔ مگر مجہکو سب سے زیادہ گورنر جنرل کی ناراضی کا خوف ہے ۔ فقط
اونکی خوشی کے لئے اونکی تجویز کو قبول کرتا ہون قہر درویش برجان درویش ۔ اب مین ان شرائط
کو بیان کرتا ہون جو اس افزائش سپاہ کے باب مین عہدنامہ مین مرقوم ہین ۔ اول شرط یہہ ہے کہ
افزائش سپاہ ایسی کبہی نہین کیجائیگی کہ نواب سے اوسکے خرچ کا بار نہ اوٹہا سکے ۔ دوسرے یہہ کہ سپاہ
زائد کا ایک غول ہوگا اور وہ ہمیشہ ایک جگہ وہان رہیگا جہان زمان شاہ اور اور
دشمنون کے حملہ کو روک سکے گا اور فقط اوسکا یہی کام ہوگا ۔ سوم افسران سپاہ کو اختیار نہوگا کہ تحصیل محصول
مین دست اندازی کرین اور کچہہ اور چہوٹی چہوٹی باتین لکہکر یہہ مستمندانہ فقرہ لکہا کہ مجہے سرکار

دولت مدار کے لطف و کرم سے یہہ امید ہے کہ اس دفعہ تو مین نے گورنر جنرل کی ناراضی کے اندیشہ سے اس
سپاہ کے داخل ہونیکو قبول کر لیا ہے مگر آئندہ مجھے اور زیادہ تکلیف ایسی تدابیر سے نہ دیجائیگی۔ اور کو
ایک اور مراسلہ نواب نے گورنر جنرل پاس بھیجا جسکے آغاز مین اپنی خاندان کی قدامت کا بیان اور
سرکار سے جو رابطہ اتحاد ہے اوسکا حال مشرح لکھا۔ اور پھر یہہ تحریر کیا کہ اس زمانہ مین جو سرکار
دولت مدار نے تجویزین نرالی ہین وہ پہلے کبھی نہین ہوئین۔ دنیا کا یہہ دستور قدیم سے چلا آیا ہے
کہ بڑے چھوٹون کی دستگیری کرتے ہین جب بڑے شہنشاہ ہوئے چھوٹون اور امیرون کے سر پر سایہ
دھرتے ہین تو [illegible] اعانت مین سپاہ [illegible]
مجھے سرکار دولت مدار [illegible] لطف [illegible] سپاہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کچھہ کرسکتا ہون نہ رعایا پر رعب داب بٹھا سکتا ہون نہ آبائی سلطنت پر حکومت کرسکتا ہون کسی کام کا نہیں رہتا ہون۔ اسلئے سرکار دولت مدار کی شاہانہ عنایت اور رفعت کا امیدوار یہہ خاکسار ہمیشہ رہا ہے۔ کہ جو تدابیر تجویز کی گئی ہین وہ سب موقوف کیجائین۔

ان موجبات شکایت کا جواب دینا تو مشکل تہا۔ مگر محکوم حاکم کی لڑائی تہی محکوم کا کب یہہ منصب تہا کہ وہ یہہ کہے کہ یہہ ہو اور وہ نہو۔ زبردست کا بس بردست پر کیا استدلال سے چل سکتا ہے اسوقت لارڈ **ولزلی** وہی چال چلا اوسنے اس خط کو دیکھکر کہا کہ یہہ تحریر گستاخانہ قابل جواب نہیں۔ ۱۸ کو سکرٹری نے رزیڈنٹ کو یہہ لکھوایا کہ تمہاری چٹھی کے ساتھہ جو نواب کا خط بجواب چٹھی گورنر جنرل مورخہ ۵ نومبر کا آیا تہا وہ واپس بہیجا جاتا ہے تم نواب کو وہ دیدو اور ہماری طرف سے نواب کو یہہ سنادو کہ اوس سرکاری تحریر کے جواب مین جسپر گورنر جنرل کے مہر ثبت ہو جو نواب نے اس دفعہ طرز تحریر اختیار کی ہے وہ نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ ہے سلطنت انگلشیہ کا ادب و تعظیم جو اوسپر واجب ہے اوسسے اوسنے باہر قدم رکہا ہے۔ اسلئے اس خط کی تحریر پر لارڈ صاحب کچہہ توجہ نہین فرماتی ہین بلکہ اپنی چٹھی مورخہ ۵ نومبر کا جواب مانگتی ہین اگر اب کی دفعہ نواب نے سرکار انگلشیہ کی عہد شکنی کی اظہار کے واسطے وہی لچر براہین پیش کین اور وہی پہلے خط کی طرز تحریر اختیار کی تو سرکار کو اس گستاخی کی خبرگیری کرنی پڑیگی۔ غرض اس چٹھی کا ترجمہ رزیڈنٹ نے فارسی مین نواب کو سنوادیا۔ بعد اسکے حجتین ہوتی رہین۔ آخر کو نواب نے مجبور ہوکر فروری سنہ ۱۸ مین اپنی سپاہ کا ایک حصہ موقوف کردیا تاکہ سرکاری سپاہ کا خرچ اوسکی تنخواہ سے نکل آئے۔ یہہ فوج ضرور دنگہ و فساد مچاتی مگر رزیڈنٹ نے اوسکی چڑہی ہوئی تنخواہ دلاکر چڑہائی سے باز رکہا۔ اور فساد نہ برپا ہونے دیا نومبر سنہ ۱۸ مین نواب سے پہر درخواست کی گئی کہ سپاہ جسقدر اور زیادہ ملک کرنے کے لئے تجویز کی گئی تہی اور اوسکے ایک حصہ کے لئے انتظام ہوگیا ہے اب دوسرے حصہ کی اور خرچ کی تجویز کیجئے۔ نواب نے عذر کیا کہ جسی مشکل سے آمدنی ملک وصول ہوتی ہے مین روپیہ دینے کا عہد یہان جبتک نہین کرسکتا کہ اپنے مین قابلیت اوسکے بہم پہنچانے اور ادا کرنے کی نہ دیکہون۔

اگر بغیر سوچ بچار کے اقرار خرچ کا کرونگا اور اوسکا انصرام نہ کرسکونگا تو پھر عہد شکنی کا مجرم ٹھہرونگا - آخر
خزانچی سکھہ راے کی معرفت تمام ملک کی آمدنی کا حساب مرتب کراکے گورنر جنرل پاس رزیڈنٹ کے
معرفت بھیجدیا - اس حساب کو گورنر جنرل نے ملاحظہ فرماکر یہ لکھا کہ اگر ایسا ہی ہے تو لکھنا کہ زمانہ آئندہ
کرسکیں نواب اپنے اقرار کو گورنمنٹ کے ساتھ ایفا نہیں کرسکتا تو پھر [illegible] گورنمنٹ پر یہ واجب ہوا
کہ نواب کی خود اصلاح مقاصد و فلاح آپ کرلے اور سرکار کمپنی کی منفعت و رفاہ کی خاطر اسکے
ملک میں مداخلت کرے کیونکہ نواب کی سلطنت کے محاصل آمدنی کی نوبت یہاں تک نہ پہونچے کہ
اوسے نہ نواب کا کام چلے نہ سرکار کا - اور جیسے سرسبز و شاداب ملک میں جو ویرانی اور بربادی
پھیلی ہے وہ صرف نواب کی بدنظمی و نقص تدبیر کے سبب سے ہے اور یہ کوئی آفت ارضی و سماوی ایسی نہیں
واقع ہوئی کہ جس سے ملک ویران ہو - برابر کے ملک و سکے سب آباد اور خوش حال ہیں غرض سرکار
سے نواب کو فہمائش ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کا انتظام کرے اور رعایا کے حال پر متوجہ ہو - مگر یہ
ساری پند و نصائح نقش بر آب گرہ در ہوا ہیں - آخر کو ملک کی بربادی اور ویرانی کی وہ نوبت
پہونچ جائیگی کہ زر موعودہ بھی سرکار کا ادا نہو سکیگا - اسلئے بہتر ہوگا کہ اس سستہ انتظامی بگڑی ہوئی
حکومت اور بہکی بہکی ہوئی سلطنت کی قائم مقام وہ گورنمنٹ قائم ہو کہ جسے مرفہ الحالی رعایا
آسودگی برایا - ملک کی سرسبزی اور شادابی - ناموس و جان و مال رعیت کی نگہبانی اور
فضل و ہنر کی کامرانی - تجارت و زراعت کی ترقی - غرض تمام اسباب خوشحالی فی الحقیقت مہیا ہوجائیں - تاکہ
سپاہ فرمانبردار اور رعایا خیر خواہ ہوجاوے - یہ سب باتیں ممکن نہیں کہ کسی طرح اور حاصل ہوں جبتک
کہ نواب سارے ملک کا انتظام مالی اور ملکی اور جنگی سرکار کو نہ دیدے اور خود سلطنت سے دست بردار ہو
اور اسکے واسطے اور تمام اسکے دوست آشنا خویش یگانوں کے واسطے وظیفے معقول مقرر ہوجائینگے
صرف یہی تدبیر ہے کہ جو ملک اودہ کو نہال اور رعایا کو مالا مال کر دے - ورنہ وہ کسی طور سے آفات
اور مصائب کی لگدکوب سے نہیں بچ سکتا -

لارڈ ولزلی نے اس پر عمل کیا کہ [illegible] جنرل اور نواب [illegible]

مصالحت منظور کرے۔ اور اگر نواب اس مصالحت کا معاہدہ نکرے تو پھر نواب سے وہ نہایت ادب کے ساتھ یہہ عرض کرے کہ پہلی اور حال کی سپاہ زائد یعنے کل سپاہ کے خرچ کے واسطے کوئی ایسا مخزن مقرر کرے کہ جس سے زر موعود عین وقت پر وصول ہوجایا کرے اور اوسمین کچھہ خلل نہ آیا کرے۔ اسکے واسطے یہہ تدبیر بتلائی کہ وہ اپنے ملک کا حصہ ہمیشہ کے لیے سرکار کو دیدے کہ اوس سے تمام سپاہ کا خرچ چل جائے جو ملک تفویض کرنے کے لیے تجویز ہوا تھا وہ اضلاع دوآب و روہیل کہنڈ مع اضلاع اعظم گڈہ اور گورکہپور تھے۔ اس تفویض سے نواب کا ملک اس گنبد ہوجاتا کہ تین طرف سے اوسکی حفاظت سرکار کی عملداری کرتی۔ اور ان اطراف سے غیر ریاستوں کے حملہ کا خوف نواب کو نہ رہتا اور سرکار کو یہہ کھٹکا جاتا رہتا کہ کہیں نواب اور غیر ریاستوں سے سازشیں نہ کرے۔ انہیں دنوں میں لارڈ ولزلی نے ایک خط نواب کو لکہا کہ جب سے تم مسند ریاست پر بیٹھے ہو تو مین اپنے اوپر یہہ فرض سمجھتا ہوں کہ موافق اون اصول کے جو ہماری گورنمنٹ نے نہایت استقلال سے اختیار کئے ہین وہ کام کرون جو مینے آپ کو پہلے خطون مین لکھے ہین۔ یہہ سارے کام فقط اس سبب سے مجھے کرنے پڑین کہ آپ اپنی ملک کی بدنظمی کو دور کر نہین سکتے اور نہ انتظام کرسکتے ہین۔ نہ بیچاری رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرسکتے ہین۔ غرض یہہ اصول گورنر جنرل کا یہان بھی قائم رہا کہ جو فرمانروا اپنی سلطنت کا انتظام نہ کرسکے اور رعایا اوسکی بدخواہ اور ناراض ہو وہ خود ترک سلطنت کرے یا وہ اپنی سلطنت کے کامون سے بجبر معزول کیا جائے۔ سچ یہہ ہے کہ اس اصول کو اپنی تمام عہد حکومت مین لارڈ صاحب نے خوب وضعداری کے ساتھ نبہایا کبھی اوس سے انحراف نکیا۔

لارڈ کورنوالس کے عہدنامہ کے موافق خرچ سپاہ ۷۶ لاکہہ روپیہ ٹہرا تھا اور اب اس افراط لشکر سپاہ کا خرچ ۵۴۱۲۹۹۹ روپیہ۔ یہہ دونو ملکر ۱۳۰۱۲۹۲۹ روپیہ ہوا۔ اسلئے نواب سے درخواست کی گئی کہ جس ملک کی آمدنی اسقدر روپیہ کی اس وہرانی کی حالت مین سوا خرچ تحصیل مالگذاری کے ہو ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دیدیا جائے۔

جب اول درخواست کل ملک کے حوالہ کرنے کی نواب کے سامنے پیش ہوئی تو اوسپر رزیڈنٹ سے اوسنے

بہت بڑی مباحثے کئی اور تحریرون کے طومار لکھے نواب نے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ پہلے والون کے عہد مین
زر موعود کی اقساط وقت پر نہین ادا کی گئین اور مین نے کبھی ادا ر زر قسط مین ایک لمحہ کا توقف نہین کیا
ایک کوڑی میری ذمہ باقی نہین مجھسے وہ درخواست کی جاتی ہے جو پہلے کسی نواب سے نہین ہوئی۔ بھلا
مین کیسے آبائی سلطنت اپنی چھوڑکر خود ترک سلطنت کرون مین ایسی درخواست کو ہرگز نہ مانونگا
سرکار نے سپاہ کے خرچ کے لیے ملک دیدینے مین یہ عذر پیش کیے کہ مین نے کونسی قسط ادا نہین کی ہے جسکے
عوض مین اپنا ملک دیدون پھر خود امید ہے کہ اپنے نظم نسق سے ملک کو سرسبز و شاداب کرونگا
اگر ملک دیدونگا تو میری ساری امیدین منقطع ہو جاوینگی۔ اور میرا بڑا نقصان ہوگا مین ایک
ملک کا حصہ نہین دے سکتا۔

ان باتون کا جواب گورنر جنرل نے ۲۹ اپریل ۱۸۰۱ء کو لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نواب نے میری دونو
درخواستونکو نامنظور کیا یہ نہایت افسوس کا مقام ہے۔ اگر آپ سے صاف صاف کہدیتا ہون کہ سرا
بہم پہنچے گا [illegible] اور زیادہ سپاہ نوکر رکھون اور [illegible] خاطر جمع کرون۔ جو ملک کی
ویرانی اور اوسکی آمدنی کی کمی کا حال ہوتا جاتا ہے وہ سب نتیجہ اب بد روش کا اور وہ خود اوسکا خرچ
اسی ملک کے لینے مین سرکار کی سپاہ کے خرچ کی پوری کفالت ہوتی ہے اور ملک کی بھی بہبودی
غرض گورنر جنرل نے صلح گورنمنٹ کا اصول یہی قائم کیا کہ جو گورنمنٹ بہت درجہ کی خراب ہو اوسکا
علاج یہی ہے کہ وہ بالکل نیست و نابود ہو جاوے جس بیمار کی صحت کی امید نہ ہو اوسکا یہی انتہائی اوسکا
انتقال ہے۔ حالت نزع مین اوسکو ناحق دوا دینا اوسکی اور تکلیف کو بڑھانا ہے نواب نے اوسنے سمجھایا
کہ جب صلح و انتظام اوس کے اختیار مین نہین ہے تو وہ اور وزیر کیون نہین اختیار دیدیتا کہ
اصلاح کرین۔ وہی مثل ہوئی کہ خود [illegible] گند ہے۔ نواب کا جی اس معاملہ
مین تحریر اور تقریر سے پک گیا تو جب ہو کر وہاں نے کہا کہ مجھے کربلائے معلی کی زیارت کی اجازت
ہو اور میرا بیٹا میرا نائب ہو میری غیبت مین منتظر ہو میرے غیبت مین جو نام ہو لیکن وہ ہو
اپنی آنکھون کے سامنے یہ ملک غیر کی ہاتھ مین نہین جاتا

کر سکتا ہون جو وہ چاہے کرے۔ ملک تخت اور نصب حاضر ہے۔ غرض یہان عجز و نیاز کے لباس مین انکار تہا
وہان شاہانہ عتاب و ناز مین اپنی بات پر اصرار تہا۔ لارڈ **ولزلی** نے اپنی تحریرات مین حقیقت مین
سلطنت انگلشیہ کی سطوت و صولت کو دکہایا جو اس کام کے لئے سزاوار نہی کہ اونہون نے جو اتنی
حجتین کین فقط اسلئے کہ اونکو یہہ منظور تہا کہ یہہ امر ظاہر ہو کہ جبر و قہر سے ملک نہین لیا جاتا ہے وہ ایسی
چاہتا تہا کہ نواب خود اپنا ملک دیدے۔ سانپ مرجائے لاٹہی نہ ٹوٹے۔ اسلئے اونہے اپنے بہائی **ہنری**
ولزلی صاحب کو اپنا پرائیوٹ سکرٹری بناکر نواب پاس بہیجا کہ شاید میرا بہائی نواب کی ہٹ
کو دور کردے۔ اب ۳ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ع کو وہ **لکہنؤ** مین آگئے اور ہر کو نواب کو سمجہایا کہ یہہ آپ کی غلطی ہے
جو آپ یہہ سمجہتے ہین کہ اگر مین سارا ملک دیدونگا تو مین تخت سلطنت سے محروم ہو جاؤنگا اور میری سلطنت
معدوم ہو جائیگی۔ بلکہ برخلاف اسکے اوسے آپکی اولاد کی زیادہ تر تخت سلطنت بالاستقلال برقرار
اور قائم ہو جائیگا۔ وہی اعزاز و اکرام شاہانہ آپ کا باقی رہیگا۔ اوسمین کچہہ فرق نہین آئیگا۔
کوئی آپ کو تخت سلطنت سے محروم نہین کرتا۔ نواب نے اسکا جواب صاف صاف دیا۔ ۱۹ ستمبر کو گورنر جنرل نے
ہدایتین رزیڈنٹ کو دین کہ اگر نواب کو دونون درخواستون مین سے ایک کو بہی منظور کرنے مین اصرار
ہے یا حیلہ ہے تو تم تمام ملک مین اپنا بندوبست کرلو۔ اور یہہ ایسکی ساتہہ معمولی دلائل بہی بیان کردین
کہ جب تک نواب ان دونون درخواستون مین کسی ایک کو نہ قبول کریگا ملک اودہ مین عمدہ انتظام
نہین ہوگا۔ اور سرکار کمپنی کی گورنمنٹ کی سلامتی نہ ہوگی۔ اسلئے فقط یہہ امر مناسب ہے نہین
بلکہ ضرور ہوگا کہ تمام سلطنت نواب سے لیجائے۔ اوسکے خوب کان اور دل کے کواڑ کہولکے سمجہا دو کہ
سرکار نے ملک اودہ کی تمام مالی اور ملکی انتظام لینے کا عزم مصمم کرلیا ہے پس اگر نواب اپنی ہٹ
نہ چہوڑے تو اوسکی سپاہ کو معزول کردو اور سارے ملک کی انتظام کی تدابیر کامل کرلو اور اوسپر قبضہ کرلو
نواب نے اوسی روز کہ یہہ ہدایات رزیڈنٹ کو لکہی گئی تہین رزیڈنٹ کو لکہہ بہیجا کہ مجہے دوسری درخواست
منظور ہے ملک کی تفویض کرنے کی منظوری ہے بشرطیکہ اوسکو حج اور زیارت کربلا کے جانیکی اجازت ہو
اور یہہ کہ بیٹا اوسکا جانشین ہو۔ اور وجہ اسکی یہہ بیان کی کہ بعد ملک دیدینے کے میری غیرت کا

یہ اقتضا نہیں ہے کہ یہاں اپنے ممبرونکو اپنا سند کیا اون۔ اگرچہ اس آخر شرط سے ایک حرف سرکار پر آتا
تھا مگر بعد غور و تامل کے رزیڈنٹ اور **ہنری ولزلی** نے نواب کی اس درخواست کو منظور کر لیا اور
دستخط اپنے کرکے بھیج دی۔

۲۳ کو پھر نواب نے لکھا کہ مجھے باقی میرے ملک میں اختیار کلی دیا جاے اور کسی کو دخل نہ ہو [illegible] پھر
جواب دیا گیا کہ اس معاملہ میں پہلے بہت گفتگو ہو چکی ہے یہ ملک تو صرف [illegible] خرچ کے عوض دیا گیا ہے
برٹش گورنمنٹ کو سارے ملک کی حفاظت کا استحقاق [illegible]
حاصل ہے۔ پھر نواب نے ۲۵ کو اپنے خط میں لکھا کہ اس آپ کی تحریر سے مجھے [illegible]
نہیں ہوا کیونکہ جو ملک باقی رہا [illegible]
کے۔ اور نواب [illegible] کو نواب نے عہدنامہ [illegible] دستخط [illegible]
ولزلی نے اوسکو اپنا [illegible] کیا۔ اس عہدنامہ کے [illegible]
آمدنی ۱۳۵۲۳۴۴۴۳ روپیہ کی تھی اور نواب پاس [illegible]
رہا بعوض [illegible]
زیادہ ملک کی حفاظت ہوئی۔ [illegible] عہدنامہ میں کہا گیا [illegible]
کمپنی عہد واثق کرتی ہے کہ نواب [illegible] کے جانشینوں [illegible] ملک [illegible] نواب پاس
باقی رہا ہے حکومت سلطنت [illegible] اور نواب کی عزت [illegible] قرار [illegible] سلطنت
واسطے نظم و نسق اپنے ملک [illegible] کی معرفت [illegible] رعایا [illegible] جان و مال و عزت
وآبرو کی حفاظت و نگہبانی بخوبی ہو جاے تمام [illegible] سرکار دولت مدار کے افسرون
مشیر و صلاح کار رہیں۔

جس روز گورنر جنرل نے عہدنامہ پر دستخط کئے [illegible] اضلاع کے واسطے جو نواب سے ہاتھ
لگے تھے یہ انتظام کیا کہ تین سول کے حاکمون کا ایک بورڈ کمشنرون کا مقرر کیا۔ اور اپنے بھائی ہنری
ولزلی کو لفٹنٹ گورنر ان اضلاع کا اور پریسیڈنٹ بورڈ کا مقرر کیا۔ گورنر جنرل نے ایک اور

(ضرورت دورہ لارڈ ولزلی بغرض ملاحظہ انتظامات ملکی)

کام یہہ کیا کہ ولایت کو یہہ خبر بہیجدی کہ ملک پر قبضہ بغیر کسی فتنہ و فساد کے آسانی سے ہوگیا اور اوس سے یہہ فوائد حاصل ہوگئے کہ نواب کی سپاہ کی قوت بالکل جاتی رہی لشکر سرکاری جو ملک **بنگال** مین رہتا ہے اوسکا بہت سا خرچ نواب کے ذمہ ہوگیا زر موعود جو لشکر کے لئے لیا جاتا ہے اوسکی وصول مین آئندہ کچہہ کہٹکا نہین رہا وہ ظلم و ستم و جور و جفا اور زیادتی و سخت گیری رعایا پر ہو رہی تہی اور ملک مین سخت ابتری پہیل رہی تہی اوس سے نجات ہوئی ملک کا وہ حصہ کہ روئے زمین پر اپنی زرخیزی مین جواب نہین رکہتا تہا - اور وہ ایک ہندوستانی حکومت کے ظلم کے تودونکے نیچے دبکر خاک مین ملا جاتا تہا پہر اوسکے بہلے دن آئے خزان کے دن گئے بہار کے دن آئی سرکار انگریزی کی پیشانی پر جو اس بدنامی کا دہبہ نہایت لگا کہ اوسنے اس بدنظمی و تباہی خلقت کو روکنے مین اپنی ہیبت اور صولت کو نہین دکہایا اور خدا کا ترس نہین کہایا -

(۷) جب سے لارڈ ولزلی نے ہندوستان مین قدم رکہا تہا یہہ عزم کیا تہا کہ ساری انگریزی عملداری مین دورہ کرون مگر بہت سے ایسے کام پیش آگئے کہ جنکے سبب سے یہہ ارادہ پورا نہ ہوا اس دورہ مین کچہہ تو یہہ خیال تہا کہ مین یہہ دیکہون کہ ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کا اثر اوسکی رعایا کی اخلاق و عادات - دولتمندی تجارت محنت - آبادی - رفاہیت و فلاح پر کیا ہوا ہے - دوسرے یہہ کہ یہان کے آدمیون کے خصائل اور طرز معاشرت کو اپنی آنکہون سے دیکہہ کر اوسپر علم حاصل کرون - اگرچہ یہہ ارادہ نہایت سنجیدہ تہا مگر چند مہینہ کا سفر اور اوسمین بہی بہت سے دریا کے اندر سے کیا ایسے وسیع ملک کا حال دریافت ہو سکتا تہا جو کچہہ وہ اس سفر مین دیکہتے اوسمین اونکے مشاہدات سے بہت تہوڑے ہی نتیجے عمدہ نکل سکتے تہے - اونکا شاہانہ درجہ اونکی زبان کا یہان سے ناآشنا ہونا چند ہی آدمیونکو اونسے ملا سکتا تہا - پس اونکے مشاہدہ کے لئے یہہ چند آدمی ہی اونکی آنکہین تہین جو اونکو دکہا دیا - وہ دیکہہ لیا - بڑے بڑے مقامون پر چند امیرون سے ملاقاتین ہوگئین جنکو سوائے خوشامد آمیز باتون کے کوئی اور مضمون ملاقات مین بیان کرنا ہی نہین آتا - پس ایسی حالت

گیا [illegible] وہ گورنمنٹ کی خوبیون کے کچہہ اور نہین دیکہہ سکتا تہا - برائیان

اونکی نظر کے سامنے آہی نہین سکتی تہین۔ اگر خوبی ایک تہی تو وہ وہی پیرایہ بدل کے گورنر جنرل کی آنکہون
کو اپنا جلوہ دکہاتی اور اگر برائیان سو تہین تو وہ بیچاری اور کونے مین سکڑ کر چوہے کی طرح خوف
کے مارے بل مین گہس جاتین۔ یہہ حال تمام ملازمان کمپنی کا تہا کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوبیان
اونکے ذہن مین پہلے سے منقش ہوئین اور اونہین کا مشاہدہ وہ کیا کرتے اور اونہین کو اپنا منظور
نظر بناتے اور سب طرف سے آنکہین بند کر لیتے جب گورنمنٹ کا حال دریافت کرنیکو جی چاہتا تو جو دل مین
ہوتا اوسیکو نظر جہکا کر دیکہ لیتے۔ ایک دربات گورنر جنرل نے اپنے دورہ مین یہہ سوچی تہی کہ مختلف
مقامات مین جانیسے سلطانان کمپنی کو معلوم ہوگا کہ ہمارے کام کا بہی کوئی نگران اور خبر گیران
ہے۔ اسلئے اہل سیف اور اہل قلم دونون کو اپنے کام کی خوش اسلوبی کرنے سے تنبیہہ ہوتی تہی
خیر یہہ تو سب بالائی فائدہ اس سفر مین تہا اصل مطلب تو گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ لکہنو جاؤن اور
نواب کے آنسو پوچہون جو ملک دینے کا زخم اوسکے لگا ہے اوسکا بخیہ کرون اور مرہم رکہون۔ غرض
سب تیاریان سفر کی ہوئین اور وہ ۱۵ اگست کو روانہ ہوا اور ۱۲ نومبر کو بنارس مین پہنچے
جہان عہدنامہ اور وہ پر دستخط ہوئے تہے۔ اور ۱۹ جنوری ۱۸۰۲ع کو کانپور مین رونق افروز ہوے
نواب سعادت علیخان بہی یہان استقبال کے لئے آیا۔ اور ملاقات سے سعادت یاب ہوا۔ گورنر
جنرل نے اپنی شیرین کلامی و خاطرداری سے اوسکے رنج و غم کو کم کیا اور دل کو خوش کیا۔ لکہنو
مین آئے اور نواب سے ملاقاتین ہوئین اومین گورنر جنرل نے اوس سے فرمایا کہ تم کو یہہ کام کرنے
ضرور ہین۔ اول یہہ اہتیس لاکہہ روپیہ جو سپاہ جدید کا خرچ کا باقی ہے وہ جلد ادا کر دو اور موافق عہد
کے اپنی سپاہ کو گہٹا دو۔ ایک ضلع جو نیا ملک سرکار نے لیا ہے اوس سے بدلدے جسے سرحد سرکار کمپنی
کے اندر منفصل ہو پڑے اور اپنے خویش و بیگانون کی بخشش جو سرکار کمپنی نے مقرر کی ہے وقت پہ
ادا کرتے رہو۔ اور سپاہ انگریزی جو متفرق مقامات پر اوس سے سب کو لکہنو کے قرب و جوار مین ایک
جگہہ جمع کر دو۔ نواب نے سب کامونکو خواہ رضا رغبت سے یا مجبوری سے منظور کر لیا مگر روپیہ دینے کے واسطے
مہلت چاہی۔ مگر سپاہ کی گہٹا کرنیکی نے لکہنو مین اوس [illegible]

اب مطلب لی گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ اوسنے نواب سے کہا کہ اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کرو۔ اوسپر نواب
نے کہا کہ مین بہی اس بات کو دل سے چاہتا ہون۔ مگر انتظام عمدہ تو جب ہو کہ مجہے کچہہ اختیار ہی ہو
بغیر اختیار اور اقتدار کے کچہہ نہین ہو سکتا جب ہاتہہ پیر باندہ دئے جائین تو کوئی کیا کر سکتا ہے
رزیڈنٹ کی بہت کچہہ شکایت کی اور یہہ چاہا کہ مجہے بالکل مطلق العنان کر دیجئے تو پہر دیکہئے کہ مین
کیسا انظم و نسق ملک کرتا ہون گو اوسنے صاف صاف نہین کہا مگر اسمین اشارہ تہا کہ کرنیل
سلوٹ موقوف ہو جائین۔ مگر گورنر جنرل نے ایسی درخواستون پر کان نہ رکہا تو اوسنے
دق ہو کر یا کسی حکمت عملی کے لئے یہہ درخواست کی کہ مجہے حج اور زیارت کربلا جانیکی اجازت دیجئے
اور میرے بیٹے کو میرا جانشین کر دیجئے۔ اسپر گورنر جنرل نے کہا کہ مجہے آپ کو اجازت دینے مین عذر
نہین ہے مگر اوسکے اندر بعض خرابیان بیان کین پہر نواب نے جب یہہ کہا کہ زر باقی جب ادا
ہوگا کہ میری یہہ درخواست منظور ہوگی تو گورنر جنرل نہایت افروختہ خاطر ہو گیا۔

(۸) افزائش سپاہ کی نسبت تو ہم محققین کی مخالف اور موافق رائے پہلے لکہہ چکے ہین۔ اب اس
امر کی نسبت لکہتے ہین کہ گورنر جنرل نے جو نواب سے یہہ درخواستین کین کہ کل یا ملک دیدے یا ایک
حصہ ملک کا دیدے۔ وہ عدالت کے موافق ان درخواستون کے مجاز تہا یا نہین۔ اور پہر جو اوسنے ملک کا
ایک حصہ لے لیا وہ بہی مقتضائے انصاف تہا یا نہین۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک
گروہ دوسرے گروہ سے یا ایک سرکار دوسری سرکار سے یہہ کہے کہ تم ہمکو اپنی فلان چیز ان
شرائط پر دیدو تو یہہ درخواست نہ اخلاق کے خلاف ہے نہ انصاف سے باہر ہے۔ اگر جانب ثانی انکار
کرے اور اوس سے وہ چیز لیجائے تو البتہ بعض صورتون مین وہ بہاری اور بڑا گناہ ہوتا ہے
اسے معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا دونون درخواستون کا کرنا نواب سے نہ اخلاق کے خلاف تہا نہ
عدالت کی مخالف۔ اب جو اوسنے ملک لے لیا اوسکی نسبت بحث کرنی چاہئے کہ وہ انصاف تہا یا
یونہین ناحق کی زبردستی جبر و قہر تہا۔ اسمین کچہہ گفتگو نہین ہے کہ نواب کا تخت انگریزی سنگینون
کی نوک پر تہما ہوا تہا جسوقت وہ اوس سے اونہین علیحدہ کر لیتے تو وہ خاک مین ملجاتا اگر یہہ انگریزی

نواب اوده کے معاملات میں ایسٹ انڈیا محققین کی

سہارا نہ لگا ہوا ہوتا تو نواب کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ہوتا۔ انگریزوں نے غیروں کے حملہ سے
بچانیکا کام اپنے ذمہ لے لیا اور ملک وزیرہ کو بھی اپنی عملداری کا ایک حصہ بنا لیا۔ سپاہ کی حمایت و
حفاظت کرنی سو توقع زر موعود پر تھی جو سال بسال وقت پر ادا ہوتا رہے اور اسکے لئے
بھی اطمینان کفالت حاصل کرنا ضرور نہ تھا۔ کوئی سرکار کمپنی کی فوج بہار نیکا خوف بھی نہ رکھتا تھا
کہ جب تک جی چاہا ٹھہرے پھر لڑایا دیکر کہدیا کہ چل دے۔ یہ سپاہ کے لئے اقرار تو ہمیشہ کر دیتے تھا
لیکن اسکے خرچ کے واسطے خزانہ کو منتقل ہونا ضرور تھا وہ سوا ملک کے اور کچھ ہو نہیں سکتا تھا
اسلئے ملک کا لینا کوئی ظلم کی بات نہیں اور دوسرے جو تعلق سرکار کو تھا اور جسمیں دو قانون کام ہوتا تو ضرور
تو الرعہد نامہ کی شرائط کا ایفا رہو اور ملک میں ہو ایسا انتظام رکھیں کہ ملک میں امن امان کمپنی کا فرض لیا
انگریزی کے ذمہ تھا اگر شرائط ٹوٹ بھی جاتیں تو کچھ خیال نہ کیا جاتا۔ رعایا پر جو ظلم و ستم
کیا جا رہا تھا وہ سب آنکھوں کے سامنے تھا جسکا خود نواب کو اقرار تھا اور جس خوف سے دست بردار السلطنت
ہونا چاہتا تھا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اسکے سب بیٹوں کی ولادت نکاح سے ہو نہیں کر
وراثت کا حق دینی باقی تھا جو باپ اونکو دیدے یہ تو اسکے حق میں ظلم تھا کہ ذکر و مقدمہ ونا
کہ وہ اپنی آسائش و آرام سے نہ بیٹھیں ملک بار کر کے کسی کو سلطنت کا دینا خوف و خطر
سے خالی نہ تھا۔ اگر یہ کیا جاتا تو بیچاری غریب رعایا کی تباہی ہوتی اور ملک کی زیادہ بد
بدتر حالت ہو جاتی گو ہمیں بعض میروں و تعلقہ داروں کو تو خوب لوٹ پاٹ ہوتے مگر بیچاری
رعایا کے تو دشمنوں کے پنجے میں پھنس کر چھٹکے چھوٹ جاتی غرض گورنر جنرل کو خود عہدنامہ کے رو سے
دیکھو خود آئین ملک اری کے لحاظ سے دیکھو ملک لینیکا استحقاق حاصل تھا سو وقت کہ ملک
اودہ حقیقت میں سرکار کمپنی کی عملداری کا ایک حصہ تھا۔ اور اسکے انتظام کیواسطے جو مناسب ہوتا
وہ کرنا گورنر جنرل پر واجب و فرض تھا۔ نواب سرکار کا محکوم تھا ایں محکوم جو کسی پر ظلم کرے
اور حاکم اوسکو نہ روکے تو وہ بھی حاکم کو ظالم تھا لیں اگر سرکار کمپنی اس ظلم و ستم کو [illegible]
یوں نہ کرتی تو خود ظالم بنتی کہ ایک ملک کا حصہ خود لیکر اوسکی رعایا کو ہمیشہ دیوانوں کی [illegible]

اور باقی ملک کو عمدہ انتظام کرنے کے لئے نواب سے اقرار مستحکم کرا لیا غرض جو کچھہ کیا عین عدالت اور انصاف کا مقتضا تہا
اب جو اوسکے خلاف رای رکہتے ہین وہ اسپر اعتراضون کی بہرمار کرتے ہین کہ نواب کی سپاہ کو اول بالکل
برباد کر دینا سرکار کی ریاکاری کا کام تہا جس سے حقیقت مین نواب اپنی سلطنت سے محروم ہو گیا مگر سب چیزین
اوسکی سلطنت کی ویسی ہی نظر آتی تہین جیسی تہین سلطنت کا زور سپاہ سے ہوتا ہے جب وہ نہ رہا
تو کیا رہا مردہ کو زندہ کے لباس مین دکہایا - اب بڑی گفتگو اسمین آن پڑتی ہے بعض
محققین اسکو بہت مانتے ہین کہ سرکار کمپنی کی عملداری مین جو ملک آگیا وہ نہال ہو گیا - اور
اہل ملک اپنی عبادات عادات قضایا و معاملات مین معتدبہ کامیاب ہو گئی - ایسے ہی اونکے مخالفین
یہہ کہتے ہین کہ نہایت عمدہ شہادتون اور شاہدون اور تجربہ سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ ملک کے انتظام
اور حفاظت مین جو روپیہ گورنمنٹ انگریزی کا خرچ ہوتا ہے مشکل سے وہ ملک کی آمدنی سے حاصل
ہوتا ہے پس جو حفاظت اور انتظام کم قیمت مین رعایا کو حاصل ہو سکتا تہا اوسکو زیادہ قیمت
لیکر دینا اوسکی حق مین ظلم و ستم کرنا اور اوسکو لوٹنا ہے پس سرکار کمپنی کو اپنی فراست اور سطوت
اور حکمت کو یون کام مین لانا چاہیئے تہا کہ **سعادت علی** کے ہاتہہ سے عمدہ انتظام کرایا ہوتا -
ملک اودہ کی بدنظمیون کے بیان کرنے مین گورنر جنرل نے منشیانہ نویسی و مبالغہ آمیزی خرچ کی ہے -
مرض کی تو خوب تشریح و تشخیص کی مگر نسخہ جو اوسکے لئے لکہا ہے وہ ہیضہ کیواسطے اسپغول ہی تہا
پہلے برائی یہہ بیان کی کہ نواب کی سپاہ اوباش عیاش آرام طلب ہے وہ غریب رعایا کو ستاتی مارتی ہے
اسکا علاج تو یہہ کر دیا گیا کہ اوس سپاہ ہی کو باقی نہین رکہا سب کو نواب سے موقوف کرا دیا - یہہ علاج
مرض کے موافق ہوا اگرچہ یہہ ہونا نہ سو گیا - دوسری برائی یہہ بیان کی کہ تمام ملک مین کہین محکمہ عدالت
نہین جسسے رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہو مجرم گرفتار ہو کر سزایاب ہون - جرم ہونیکا انسداد ہو
رعایا اپنی قضایا کا انفصال وہان کرائے - دوم خراج ستانی کے دستور ظلم و ستم سے بہرے ہوئے تہے
جو بڑا انداز دینا اور زیادہ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا اوسکو زمین دیجاتی - پہر عاملون کے ظلم زمیندارون
اور زمینداران کے ستم غریب رعایا پر جو ہوتے تہے اوسکے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے جو تحریر کی

معاہدے ہی ایسے نہین ہوتے تھے اونکا پاس لحاظ کچھہ نہین ہوتا۔ غرض جو طریقہ زمانگزاری کے
جمع کرنیکا تھا وہ براہی تھا۔ اب ان دونون برائیون کو دور کرنیکے واسطے گورنر جنرل نے ہر ضلع
مین کلکٹر مجسٹریٹ۔ اور محکمے اپیل کے۔ اور پولس وغیرہ مقرر کئے۔ مگر ان عہدہ دارون کے تقرر کر
کیا انتظام ملکی ہوتا تھا۔ گورنمنٹ کی نیت اور ارادہ خواہ کیسا ہی رعایا کے لئے اچھا ہو مگر جب تک کوئی
مجموعہ قوانین عہدہ دارون کے واسطے دستور العمل نہ ٹھرایا جائے اور اونکے واسطے کوئی روک ٹوک نہین
ہوتی۔ کوئی چیز اونکو اپنے حقوق خدمت ادا کرنیکے لئے مجبور نہین کرتی۔ رعایا کی سلامتی اسی
مین ہے کہ مجموعہ قوانین کے موافق تمام اونکے معاملات کا انفصال ہوا ور ہر شخص ان قوانین
ایسا واقف ہو کہ کوئی اوسکا نقصان ان قوانین کی لاعلمی سے نہ ہو سکے جیسا اوس شخص کا
نہین ہوتا ہے کہ شب و روز قوانین مین بسر کرکے قوانین دانی ہی کو اپنا پیشہ بناتا ہے بغیر ان
قوانین کے حاکمو نکا مقرر کرنا رعایا کی سلامتی و حفاظت کو نہین ٹھراتا۔ بلکہ اونکو حقیقت مین
حاکمون کی مرضی کا شکار رہنا ہے جو اونکے جی مین آتا ہے وہ کرتے ہین۔ ایسی گورنمنٹ کی
ترقی کچھہ نہین ہوئی۔ بلکہ رعایا کی زخمون پر جو جیلے ہے کہیان بیٹھی ہوئی خون چوس ہی
ہین اور وہ بیٹھی رہتین تو پیٹ بہر چکنے کے سبب اور زیادہ خون نہین چوستین۔ اب ونکے اوڑا دینے
سے اور نئی مکھیان بیٹھینے سے اوس کے بدن کا خون کھچنے لگا اور نئے ڈنک لگنے لگے۔ یہہ
خیالات تو فلسفیانہ ہین جو آئین ملک داری باہر ہین مگر سچ یہہ ہے کہ جو کچھہ گورنر جنرل نے
اودہ کے حق مین کیا وہی عدالت و انصاف کے موافق تھا۔ اور جسطرح سے کیا وہ نامناسب تھا
اوسکو لازم تھا کہ جیسا حاکم محکوم کو یا زبردست زیردست کو حکم بھیجتا ہے کہ یہہ کام کرو اوسطرح اودہ کے
معاملہ مین نواب سعادت علیخان کو ایک حکم صاف صاف لکھہ بھیجا ہوتا کہ یہہ کام ہوں مگر جسقدر
نواب سے شیرین کلامی کی گئی وہ اوسکو زہر ہلاہل معلوم ہوئی اگر پہلے ہی سے تلخ دوا حکم قطعی کی اوسکو
پلادی جاتی تو اوسکو ایسی ناگوار نہ ہوتی۔ پہلے جتنی شکر کہلائی گئی اوتنی ہی یہہ تلخ دوا
پلانی پڑی۔ مگر لارڈ ولزلی کو وارن ہیسٹنگز کے طرح کی طول طویل تحریر

شوق تہا۔ اور قاعدہ ہے کہ جو شخص تحریر اور تقریر مین زیادہ دراز نفسی کرتا ہے ضرور ہے کہ فضول باتین کہے اور لکہے۔ پس اسلئے نواب سے یہہ ناحق کی تحریرات ہوئین اور کوئی نتیجہ نہ ہوا جیسا کہ اب بعد تحریرات بغیر نواب کی مرضی کے ملک لیا گیا ویسا ہی اول لے لیا ہوتا۔

(۹) اب نواب گورنر جنرل تمام معاملات اودہ کو اپنی خاطر خواہ طے کرکے **بنارس** ہوتے ہوئے **کلکتہ** تک افروز ہوئے جسوقت **سعادت علیخان** اور ریزیڈنٹ مین معاملات کی گفتگو ہو رہی تہی تو نواب نے یہہ کہا تہا کہ مین **آصف الدولہ** کا جانشین ہون جو اوسکو اختیارات حاصل تہے وہ مجہے بہی ہونے چاہئین۔ رزیڈنٹ نے اس فقرے کی یہہ معنی بیان کیے کہ اوسکا ارادہ ہے کہ **بہو بیگم** کی دولت اور جاگیر پر ہاتہہ مارے یہہ بیگم **ہیسٹنگز** کی ماری ہوئی اور جلائی ہوئی ابتک زندہ تہی جب اوسنے اپنے پوتے کی حرص و آز کا دامن دراز دیکہا تو ماری خوف کے اس آزمند کو چہوڑکر گورنمنٹ انگلشیہ کی پناہ ڈہونڈہی اور اوسکو لکہا کہ مین اپنی تمام جاگیر اور دولت کا وارث سرکار انگریزی کو کرتی ہون۔ اس سبب سے کہ شرع اسلام کے موافق بادشاہ اپنی تمام رعایا کے مال و متاع کا مالک ہوتا ہے۔ گورنر جنرل نے یہہ امر تو نہین منظور کیا کہ بیگم اپنے مال و دولت کو کسی غیر کے ہاتہہ مین منتقل کرے۔ مگر اوسکے وصیت نامہ کو قبول کر لیا۔ اور حجت بہی اوسکے لئے یہہ قائم کردی کہ بیگم کا رتبہ ایسا عالی ہے اور نواب سے اوسکا ایسا رشتہ ہے کہ وہ اوس رعایا سے مستثنی ہے جسکے سارے مال کا مالک بادشاہ ہوتا ہے۔ اب اوسکی جان و مال کی محافظ یہی سرکار ہوتی ہے جو خود نواب کی مسند نشینی کا سبب ہوئی ہے۔ **بہو بیگم** کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی دولت کو جس صرف مین چاہے خرچ کرے۔ بشرطیکہ وہ صرف نواب کی ریاست کے لئے مضر رسان نہو۔ اور جب اوسکا انتقال ہوگا تو سرکار کمپنی اوسکی ساری دولت نواب کو ملک اودہ کی رفاہ عام کے کامون مین خرچ کرنے کے لئے دیدیگی۔

(۱۰) اب ملک اودہ کے اون اضلاع مین کہ نواب نے سرکار کمپنی کو تفویض کئے تہے انتظام سرکاری شروع ہوا۔ (ان اضلاع کو ہم اضلاع مفوضہ نواب لکہا کرینگے) اور نواب کے اہلکار

موقوف ہوتے جاتے تہے اور سرکار کے ملازم اونکے قائم مقام ہوتے جاتے تہے - ارل ولزلی نے
جس چٹہی مین عہدنامہ کا حال لکہا تہا اوسمین یہہ بہی لکہا کہ ان اضلاع مفوضہ نواب کا
انتظام نہایت سخت کام تہا جسکے انصرام کے واسطے مینے اپنے بہائی ہنری ولزلی کو مقرر کردیا
ہے - اونہون نے نہایت بیدار مغزی اور فرزانگی سے معاملات اودہ کی گفتگو کو طے کیا تہا - بارہ مہینہ مین
یا اوس سے کم مین یہہ تمام کام انتظام کا ختم ہو جاویگا - اوسمین ہنری ولزلی جیسا کہ کچہہ زیادہ تنخواہ
اپنی تنخواہ سے نہین لیگی - اسکے جواب مین کورٹ ڈایرکٹرز نے لکہا کہ ہم شرائط عہدنامہ کو نہایت
پسند کرتے ہین مگر ہنری ولزلی کے تقرر مین اور مستحقون کی حق تلفی ہوتی ہے اسلئے اوسکو
موقوف کردینا چاہئے - اوسکا تقرر موافق اوس سلسلہ کے نہین ہے جو ملازمون کے لئے سرکار سے
مقرر ہے اونہین [illegible] عہدہ کا تقرر اضلاع مفوضہ کے لئے منظور کرلیا - اس جواب کے آتے
آتے تمام کام انتظام کا ختم ہوگیا تہا ہنری ولزلی صاحب پہلے ہی مستعفی ہوچکے تہے

(۱۱) نواب سعادت علی خان نے جو ملک سرکار کو تفویض کیا تہا اوسمین وہ خراج
بہی نواب فرخ آباد کا [illegible] دیدیا تہا - اس نواب کی ہی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی
کرتی تہی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تہی - اس نواب کا ملک طول مین [illegible] میل اور
[illegible] میل عرض مین تہا - اور اس ملک کی آمدنی [illegible] لاکہہ روپیہ کی تہی [illegible] گورنمنٹ نے
مظفر جنگ نواب فرخ آباد اور آصف الدولہ کے درمیان [illegible] مین یہہ عہد و پیمان
کرادئے تہے کہ نواب فرخ آباد اوس قدر سپاہ رکہے جو ریاست کے کامون کو کرسکے اور نواب اودہ
ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکہے جو نواب اور ملک کی حفاظت و خدمت کرے
اور ساڑہے چار لاکہہ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے - پہلے سرکار کی
طرف سے ریذیڈنٹ بہی یہان مقرر ہوگیا تہا مگر لارڈ کورنوالس نے اس عہدہ کو
موقوف کردیا تہا -

مظفر جنگ کو اوسکے بڑے بیٹے نے مار ڈالا - نواب اودہ نے اوسکو لکہنؤ مین قید کر

نواب فرخ آباد [illegible]

نابالغ بیٹا مسند نشین ہوا- اور خردمند خان نواب کا چچا اوسکا نائب و مدار المہام مقرر ہوا جب
نواب سن بلوغ کے قریب پہنچا تو اوسنے اپنی ریاست کے تمام کاروبار کے خود انصرام کرنیکا ارادہ کیا- گورنر جنرل
نے ہنری ولزلی صاحب لفٹنٹ گورنر کو لکہا کہ اب وقت ہی کہ کیا تو نواب کو بدستور سابق سارے کام
ریاست کے دیدیے جائین یا سارا ملک سرکار اپنے قبضہ مین کر لے- ملک کے لے لینے مین جو فائدے ملک اور دولت
کے ہین وہ ظاہر ہین- اور ملک کے دیدینے مین بہت سی خرابیان ہین- ادہر اس نوجوان نواب کو
خردمند خان نہایت بدکردار اور زشت افعال بتاتا ہے- اودہر نواب بہی خردمند خان
کو بدخرد اور برا کہتا ہے- اس برا کہنے مین دونون کی اغراض نفسانی تہین نواب اسلئے نائب کو برا کہتا
تہا کہ اوسکے پیچ سے چہوٹے خود حکومت کرے- نائب نواب کو برا اسلئے کہتا تہا کہ اوسکا اختیار قائم
رہے- مگر نائب ہی کی بات کا یقین سرکار کو تہا اور نواب کی بات کا نہین- اب لارڈ ولزلی کا وہی
اصول کام مین آیا جو اونہون نے بیان بدلائل یہ عمل قائم کیا تہا کہ جو کسی فرمانروا کی خصلت
بری ہو اور اوسکا انتظام ملکی خراب ہو تو چاہیے کہ فرمانروا معزول ہو اور ملک کا انتظام اوس کے
ہاتہہ مین جو اوسکو عمدہ کر سکے دیدیا جائے- اب خردمند خان لفٹنٹ گورنر پاس بریلی مین
جو اوسکا صدر مقام تہا- ۳۰ اپریل ۱۸۰۲ء کو چند روز پہلے نواب بہی آیا- لفٹنٹ گورنر نے اوسسے کہا
کہ اب فرخ آباد کے انتظام کے لئے کیا عمدہ تدبیر ہے- خردمند خان نے کہا کہ میری رائے مین تین یہہ
باتین آتی ہین کہ کیا تو انتظام اسی طرح رہے جسطرح اب ہی یا نواب جب بالغ ہو تو اوسکو خود مختار
کر دیا جائے- یا تمام مالی اور ملکی انتظام سرکار اپنے ہاتہہ مین لے لے- اسپر لفٹنٹ گورنر نے کہا کہ پہلا
انتظام تو رہ نہین سکتا اسلئے کہ نواب کو وہ کسی طرح پسند نہین ہوگا- دوسرے انتظام مین یہہ برائی
ہے کہ اگر نواب ایسا ہی بدوضع اور خراب رویہ ہے جیسا تم بیان کرتے ہو تو وہ سارے ملک مین آفت
مچا دیگا- ملک کا انتظام و نظم و نسق بگڑ جائیگا- تیسری بات یہہ کہ سارا انتظام گورنمنٹ کی اختیار مین
آجائے ایسی بات ہی کہ جسپر کچہہ اعتراض نہین ہوتا- اسپر خردمند خان نے کہا کہ وہ کام کیجیے
جسمین سبکا بہلا ہو- ملک اور رعایا کو آسایش و آرام پہنچے اور اوسمین میرے اوپر بہی نظر عنایت

نواب بھی اب آگیا اوسکو لکھا گیا کہ نواب اپنے باپ دادا کی مسند پر بدستور قائم رہیگا اور اوسکے
اعزاز اور اکرام مین بال برابر بھی فرق نہین آئیگا مگر مالی اور ملکی انتظام سرکار کے ہاتھ مین رہیگا
بعد منہائے سرکار کے خرچ اور اخراجات ریاست کے جو باقی بچیگا وہ نواب کو دیدیا جائیگا۔ نواب
نے اس خط کا جواب یہہ لکھا کہ جو سرکار یہہ چاہتی ہے کہ ملک فرخ آباد سرکار کو دیدون اور سپرد کیا
مقدور ہے کہ زبان اعتراض کھولون حضور پر روشن ہے کہ میری خوردسالی مین خردمند خان
میرے کامون کا مہتمم مقرر ہوا جب میری حکومت کے قریب آگر حضور یہہ ارشاد فرماتے ہین میری
مایوسی کو دیکھنا چاہئے کہ ایسی حالت مین [illegible] نگاہ ہون مین حیران ہون کیا کرون اگر ملک سرکار
انگریزی کو دیتا ہون تو سارے ہندوستان مین [illegible] ذلت و خواری ہوتی ہے [illegible]
نالائق تھا کہ سرکار نے جھگڑا کی باگ اوسکے ہاتھ مین نہین دی [illegible] البتہ
میری اولاد بھی کہیگی کہ ہم بھی نالائق ہین باپ دادا کی سلطنت کھوئی [illegible] اگر حضور کے
کچھہ کہتا ہون تو ہر شخص اطاعت کی ذات کو چاہتا ہے وہ کبھی زبان سے حاکم کے [illegible]
اور وہ نہ کرو حضور کی بڑی عنایت ہوگی اگر یہہ چاہا آپ کر دینگے [illegible]
سانتھہ انگریزی کلام اور اوکا شریک ہین اور وہ سب ہونکی نگرانی کرتے ہین [illegible]
سارے ہندوستان مین جتنا سرکار کمپنی کے اخلاص [illegible] فیاضی سے [illegible]
ہمیشہ ادا ہی سرکار کے الطاف اور عنایت [illegible] اپنے حصول [illegible]
بھی اوسیوقت اس خط کا جواب دیا کہ جو گورنر جنرل کے اختیارات مین [illegible] انتظام
ہاتھہ مین لے لینے کو کچھہ نہین ہوسکتے غرض یونہین دو چار [illegible]
یہہ عہدنامہ لکھا گیا کہ سارا ملک فرخ آباد کا سرکار کمپنی کے تفویض کیا گیا [illegible]
عوض مین ایک لاکھہ [illegible] نواب کو ہمیشہ [illegible] دولت [illegible]
اس انتظام نواب کو بھی بہت [illegible] جب [illegible] فرخ آباد مین نواب سے ملاقات ہوئی تو
اوسنے اظہار مسرت اس انتظام پر کیا [illegible] جواب [illegible] آسائش [illegible] دولت [illegible] ہے وہ مرگ

ملک رکہنے مین نہین ملتی غرض یہہ بہی معمولی فقرہ ہر رئیس معزول کی نسبت سرکاری کاغذات مین لکہا ہوا موجود ہے کہ وہ معزولی کی حالت سے نہایت خوش ہوا اور فرمانروائی سے تنزل کرکے سرکار کمپنی کے پنشن خوار بننے مین اوسکو اپنی زندگی کا بڑا حظ حاصل ہوا معلوم نہین کہ یہہ مقولہ کہ فرمان روا جب اپنی سلطنت سے محروم کیا جاتا تو اوسکو نشاط و کامرانی حاصل ہو مخصوص ہندوستان کے ساتہہ ہے یا تمام دنیا کے رئیسون اور بادشاہون کے ساتہہ یہان بہی وہی اصول ملک داری قائم ہوا کہ نواب فرخ آباد محکوم نواب اودہ کا تہا اور نواب اودہ تابع سرکار کمپنی کا تہا تو نواب فرخ آباد تابع تابع سرکار ہوا تو اوسنے ملک کی ترقی اور رفاہ رعایا کے لئے جو مناسب جانا اوسپر عمل کیا۔ فقط

(۱۴) جو ملک سرکار کو نواب اودہ نے تفویض کیا اوس مین نوابی کے عہد مین بعض زمیندار ایسے تہے کہ خود راجہ تہے اور راج کرتے تہے۔ جو چاہتے سو کرتے تہے اور جو چاہا نواب کو دیدیا اور کبہی غرا بہی کر جاتے تہے۔ اگر نواب کی طرف سے تقاضا ہوا سپاہ لیکر لڑنے کو موجود ہوتے تہے۔ پہلے سال مین تو زر مال گزاری وہی لیا گیا جو وہ نواب کو دیتے تہے مگر دوسرے سال مین اوسمین کچہہ تغیر و تبدل ہوا تو بہگونت سنگہ زمیندار جسکے پاس دو قلعے بجے گڑہ اور ساسنی کے تہے اور بیس ہزار سپاہ بہی اوسکے پاس تہی وہ بگڑا اور فساد کے لئے کہڑا ہوا۔ اوسنے کہا کہ نہ سرکار کو روپیہ زیادہ دون اور نہ قلعے حوالہ کرون۔ اب اس سرکش کی گردن دبانی سرکار کو ضرور تہی کہ جسکے سبب سے اور زمیندارون کا حوصلہ فتنہ انگیزی کا پست ہو جاے۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۰۲ء کو لفٹنٹ کرنیل فلر چار تپ سوارون کے اور چار پلٹنین ہندوستانیون کی لیکر ساسنی سے دو میل پہ پہونچے غرض دس پانچ دفعہ حملے ہوئے اور لڑائیان ہوئین اور کمک تحقیق ہی سپاہ لیکر امداد کو آن پہونچے اور کوشش چو قلعہ کے پاس تہا فتح ہوا۔ ۱۱ ارکو اہل قلعہ قلعہ خالی کرکے چلے گئے سوار اونکے پیچہے گئے مگر وہ بجے گڑہ کے قلعہ مین گہس گئے۔ یہہ قلعہ بہی ۲۷ کو لے لیا گیا۔ ان قلعون کے فتح کرنے مین بہت کچہہ فن سپہ گری کا کام مین لانا پڑا آسانی سے وہ ہاتہہ نہین آئے سپاہیون نے اوس حال مین خندق پر زینے لگائے کہ دشمنون نے اونکے منہ پر آگ لگا دی

منتظمان ہند انگلستان سے بہت دور تھے پس جو باتین ہندوستانیونکو پسند ہوں اونکا دل چاہتا تہا لکہ سمجھے تھے۔ اہل ولایت کو اونکی تحقیقات کرنیکا موقع نہیں ملتا تہا۔ اور نہ اب تک ملتا ہے۔ یہان کے آدمیون کی تربیت اور تعلیم ایسی ناقص ہے کہ وہ پبلک اوپنین (رائے عوام) سلسلے کے ساتہہ نہین ظاہر کر سکتے۔ اور نہ کبہی گورنمنٹ کے کام کا مقابلہ کر سکتے ہین۔ اسلئے گورنمنٹ ہند کو جو اپنے انتظام کی خوبیان معلوم ہوتی ہین اونکو خوب رنگ کر اور برگ و بار لگا کر وہان روانہ کر دیتے ہین۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۳۱ء کو گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل نے کورٹ ڈایرکٹرز کو لکہہ بہیجا کہ اضلاع مفوضہ کی ترقی و بہبودی و فلاح و اصلاح و سر سبزی وآبادی کے لئے جو تدابیر سوچی گئی تہین اون سب مین بدرجہ غایت کامیابی نصیب ہوئی سارے ملک مین امن رہا۔ بندوبست سہ سالہ کے سال اول کا زر مالگزاری بہت آسانی سے وصول ہو گیا جیسے ہر ایک آدمی یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہان کی زمیندار و رعایا سرکار انگریزی کی عملداری مین آجانیسے نہایت خوش اور رضامند ہوئی۔ مگر مسٹر بیلی صاحب جو اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج ۱۸۰۳ء سے ۱۸۰۸ء تک رہے اونکے سوال جواب ۱۸۲۶ء مین کامن ہوس کے روبرو یہہ ہوئے سوال جس عرصہ مین تم اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج رہے وہان کے زمینداروں اور اعلی درجہ کی رعایا کو تم نے دیکہا کہ وہ انگریزی گورنمنٹ سے رضامند تہی اور اوسکے ہوا خواہ ہوتی جاتی تہی۔ جواب میرے علم مین تو اکثر اعلی درجہ کے آدمی انگریزی گورنمنٹ سے اچہی طرح رغبت نہین کرتے تہے۔ سوال۔ تمہارے نزدیک کیا وہ سرکشی پر آمادہ و مستعد تہے۔ جواب میرے عہد مین ایک دو دفعہ سرکشی کا قصد کیا تہا۔ سوال تمہارے عہد مین رعایا کو گورنمنٹ کیساتہہ بہ نسبت سابق کے زیادہ رغبت و الفت اور موافقت ہوتی جاتی تہی۔ جواب میرے نزدیک بہ نسبت سابق کے اوسکو زیادہ مخالفت و نفرت ہوتی جاتی تہی۔ سوال کس سبب سے یہہ حال ہوتا جاتا تہا۔ جواب۔ اسکا سبب یہہ تہا کہ جو قوانین اور دستور انگریزی گورنمنٹ نے جاری کئے وہ اونسے ناراض تہے۔ سوال یہہ ناراضی فقط زمینداروں ہی مین یا تمام لوگون مین تہی۔ جواب زمیندار حقیقت مین خود مختار تہے ہیں ہوتے تہے اونکی رائے کا اثر تمام عوام پر ہوتا تہا۔ سوال کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ لفظ

عملداری تھی تو یہہ زمیندار اپنے تئین خود مختار رئیس سمجھتے تھے اور جو جی مین آتا تہا وہ کرتے تھے
جواب بیشک وہ اپنے تئین خود مختار رئیس جانتے تھے لیکن سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمیندارونکو
جو ناراضی اور ناپسندی انگلش گورنمنٹ کی تھی وہ فقط اس سبب سے تھی کہ اونکا تمام اختیار اور
اقتدار چھین گیا تہا - اور ظاہر ہے کہ جبتک یہہ اونکا اختیار قائم رہتا کبھی ملک مین عمدہ گورنمنٹ
نہ ہوتی - غرض گورنمنٹ ہندہی نہین چاہتی تھی کہ بعض باتین گورنمنٹ انگلشیہ سی چھپائی بلکہ
وہ بعض باتونکو اپنے سی بھی چھپانا چاہتی تھی —

زمیندار کچھورہ نے بہت سی تکرار کی بعد وعدہ کیا کہ قلعہ حوالہ کرونگا - ۴ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو انگریزی کپتان
دو کمپنیان سپاہ لیکر گیا اور باہر کی دیوار کے اندر داخل ہوا تہا کہ قلعہ پر سے ایک توپ اوسکی سر پر
سر ہوئی - اور زمیندار نے کہلا بھیجا کہ خیر اسی مین ہے کہ چلے جاؤ ورنہ سب مارے جاؤگے - زمیندار نے
ایک خط لکھا کہ جو لوگ مجھسے قلعہ لینے آئے ہین وہ بہ گستاخی پیش آئے اس سبب سے انگریزی لشکر سے
لڑائی شروع ہوگئی - ورنہ مجھے جنگ جدال کا خیال نہین ہے مین فرمانبرداری کے لئے حاضر ہون -
اسپر اوسے لکھا گیا کہ بے شرط اپنے تئین حوالہ کرو اسکے بعد مورچہ بندی سے قلعہ بندی ہوئی -
زمیندار رات کو قلعہ چھوڑکر بھاگا - بہت سے آدمی اوسکے قتل ہوئے - ایک افسر عالی قدر
ادہر سے بھی مارے گئے -

اضلاع مفوضہ کی رعایا کی ... ہے انگریزونکی ساتھہ یون معلوم ہوتی تھی کہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ کو مرہٹون
کا لشکر ایک فرانسیسی افسر کے ماتحت شکوہ آباد کے قریب سی ہوکر نکلا تہا اوسکی نسبت پیلی جناسی کو مین بعض
سے یہہ پوچھا گیا کہ کیا زمیندار اور اور راؤ مہون نے فرانسیسی افسر کے ساتھہ ملنے کا میلان کیا تہا اوسنے
جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین اوسنے مل گئے تھے -

راجہ چھترسال کے پاس قلعہ تھیاہ تہا - اوسنے سرکشی اختیار کی - سرکار نے اوسکی زندہ گرفتار ہونے
کے لئے یا مار ڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا - لفٹنٹ کرنیل گتھری اس قلعہ پر چڑہے - وہ کئی گھنٹہ
تک لڑے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا - اور اونہون نے کمک کے لئے کپتان ولسن صاحب کو خط لکھا

جس وقت صاحب کلکٹر لیکر پچہری میں تو جا بیٹھ ادر طرف کے گنواروں نے گھیری جسنا کو گھیر لیا تھا
وہ اور تین افسر اور ایک تہائی ہندوستانی افسر اس ہنگامہ میں مارے گئے پھر اُنہوں قلعہ کو
خالی کرکے جمنا پار بھاگ گیا۔

(۱۳) اب کمپنی کی تجارت [illegible] کے واسطے ضرور تھا کہ اُسکے
ملازموں کی بھی لیاقت جو تجارت کے مناسب تھی [illegible] ہیں ملازم اکثر ایسے
تھے کہ جن کی تعلیم و تربیت انگلستان میں [illegible] اور [illegible]
ہوئی تھی وہ تجارت کے لیے تھی حکومت کو [illegible] نقل نویسی کے کام کے
کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ انکی [illegible] تنخواہ [illegible] کہا جاتا ہے کہ جو
تین پانچ اور سات پانچ کرکے لکھنے تھے وہ حکومت کا کام کیا جانتے [illegible] ہو سکتا
تھا کہ ایک تاجر سے یہ کہا جاوے کہ تجارت تو برخاست کرو [illegible]
لاکھوں آدمیوں کے حقوق کا انفصال کرو [illegible] بالکل
جو بہت ہی انجینئر کا کام [illegible] ہندوستانی [illegible]
[illegible] ہندوستانی [illegible]
کیا کام [illegible] آسمان [illegible]
دماغ کہاں سے آتا۔

علاوہ اسکے خاطی کہ لارڈ کورنوالس کی [illegible] ہندوستانی گورنمنٹ [illegible] سابق [illegible]
وہی بعد لارڈ ولزلی کو بھی [illegible] سوال ہوتا جاتا تھا جواب۔ اسکا
اور اسباب حکومت کو درست کرے سوالات ولزلی [illegible] تبھی سوال
مدرسہ بنام فورٹ ولیم کالج [illegible] جواب [illegible] حقیقت میں خوب تھا
کہ کلکتہ میں قائم کیا [illegible] سوال لیا [illegible]
پانچ ہزار روپیہ مقرر کیا اور [illegible]

اس مدرسہ کا تقرر اِن دو خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمونکی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان کی حالات اور ہندوستانیونکی زبانون اور علمون اور رسم و رواج آئین قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا خیال تو غلط تہا اسلیئے کہ ہندوستان مین انگلستان کی تعلیم کی تکمیل کرانی گہوڑیکے منہ مین دمچی دینی اور دم مین لگام لگانی تہی۔ بہلا انگلستان کا ساسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال درست تہا وہ تعلیم انگلستان مین کرانی کٹہنی کو دو ٹانگ سے چلنا سکہانا تہا وہان یہہ کیسے اسباب بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون سے بیٹہے ہوئے دہرم شاستر پڑہ رہے ہین۔ اور اونکی کتہا ست نرائن کی سن رہے ہین۔ فقہ و شرع کا سبق مولویون سے لے رہے ہین اور نکے پند و وعظ کو سن رہے ہین۔ مختلف زبان بولنی جانتے ہین اور سیکہتے رہے ہین۔ رسم و رواج ہندوستانیون کے خود بخود آئینہ بنے ہوئے آنکہون کے سامنے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لیئے بناتے ہین اوسکو بڑی محنت و مشقت سے بناتے ہین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے اس خیال سے کہ معلوم نہین کہ ہندوستان مین اس کالج کے قائم رکہنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہو لارڈ ولزلی کو قطعی حکم بہیجا کہ مدرسہ بند کردو۔ اس حکم کے پہونچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اونکو اپنی اس تجویز پر وہ افتخار اور ناز تہا کہ فتح ٹیپو پر نہ تہا۔ کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کی مجبوری تعمیل کرنی پڑی۔ اسلیئے حکم تو لکہہ دیا کہ مدرسہ بند کیا جائے مگر اٹہارہ مہینے تک اوسکو لیت و لعل مین رکہا اور وہ کچھہ نہ کچھہ جاری رہا۔ اور اس عرصہ مین اونہون نے اپنے دوستون کو واویلا کے خط لکہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز کہنے لگے بالآخر خرچ سے نہ گہبراؤ۔ راہداری کی ایک نئی ٹیکس لگاتا ہون اوسی تمام خرچ وصول ہو جاتا۔ لشکر ایک فرنگیسی کا فقط حکم بہیجا کہ فورٹ ولیم کالج فقط اتنا قائم رہے کہ اوسمین اس بہہ پوچہا گیا کہ کیا زمیندار اور بڑے علما زبان مشہد کی تعلیم کے لیئے ولایت مین ایک بڑا شاندار جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین ایک جشیانہ ٹیکس سے تعلیم کے لیئے خرچ تجویز ہوتا تہا راجہ چہترسال کے پاس قلعہ بٹیاہ تہا۔ اوسنے کتنی جنگ اوسوقت سب سے بڑی دہائی مچائی تہی کے لیئے یا مار ڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا لفٹنٹ کرنیل گلہر آگئی تہی کہ وہ تین ہزار ٹن مال کی تات تہے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا۔ اور اونہون نے ملک کی لیئے کہ

تجارت کرین اور اوسکے ساتھہ بہت سی قیود بہی لگی ہوئی تہین جنکا حال پہلے لکہہ آئے ہین سکریٹا جرونکا
اس سے کب پیٹ بہرتا تہا وہ اور زیادہ مال تجارت کے لئے بیتاب تہے - اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ سرکار کے اجارہ
تجارت کی توند مین آزادی تجارت گہس کر پہٹ کی آواز نکالدے جتنی عوام کی بیج کی تجارت ہندوستان
مین سرکار کمپنی کا اجارہ کی دس سالی ہین مفرنی ویسی اب اوسکی اس عمر مین مقید تہی جیسی ہین جو
غذا اوسکے لئے مہلک تہی وہ اب اس جوانی مین مقوی ہوگئی کلکتہ کی تجارت کو بڑی رونق تہی لیکن
دیر تک گیرون اور ڈینمر کے جہازون مین انگریز اپنی روپئے سے مال اسباب بہر بہر کر یوروپ مین لیجاتے تہے
اسطرح ۱۷۹۸ مین ڈیڑہ کروڑ روپئے سے بہی زیادہ کا اسباب لیگئے اور خوب نفعے کہائے مگر اسطرح مال لیجانے
مین عرصہ زیادہ لگتا تہا اور خرچ زیادہ پڑتا تہا - لارڈ ولزلی کے آنے سے پہلے دس برس کے اندر کلکتہ
مین جہاز بنانیکے بہی بڑے بڑے کارخانے قائم ہوگئے جب لارڈ صاحب آئے ہین تو اونہون نے تاجرون کو
اپنی بیج کی تجارت کے واسطے ان ہندوستانی ساخت کے جہازون مین دس ہزار ٹن مال کی تجارت
کرنے کی اجازت دیدی - اور کورٹ ڈائرکٹرز کو ایک چٹہی لکہہ بہیجی کہ مین نے جو یہہ اجازت تاجرونکو
دیدی ہے اونکا مال تجارت وہ نہین ہے جسکی سرکار کمپنی خود تجارت کرتی ہے - اس سبب سے کوئی
نقصان اور حرج مرج سرکار کی تجارت مین اس سوداگری سے نہین آئیگا - ڈنڈس صاحب بورڈ کنٹرول
کی بہی یہی فیاضانہ رائے تہی - اونکا بہی دل چاہتا تہا کہ تاجرون کو ہندوستانی بنے ہوئے جہازون
مین تجارت کرنیکا لیسنس ملجائے - اسمین کچہہ خرابی نہین ہے - یہہ تجارت تو وہ ہے جسکو خود سرکار
نہین کرتی ہے - مگر اس مال تجارت کو دیکہکر ایسٹ انڈیا کی یکبارگی آنکہین کہل گئین - وہان جہاز
کے کارخانے دارونے تو یہہ جہاز ہندوستانی بنے ہوئے دیکہے وہ بہی کوئلہ کی طرح جل گئے کہ ہمارے
کارخانے کاہیکو چلینگے - ایسٹ انڈیا کمپنی گو تجارت کر دودہ کا مکہن خود کہاتی تہی مگر اوسکا مٹہا بہی
جو اوسکے کسی کام کا نہ تہا دوسرکو نہ دینا چاہتی تہی - اسلئے اس طور پر کورٹ ڈائرکٹرز کی آزردگی نے
گورنمنٹ ہند پر بہت لعن طعن کی بغرض ان آخر تین سال مین لارڈ ولزلی پر کورٹ ڈائرکٹری
زبان درازیان ایسی ہوتی جاتی تہین جیسے کہ وارن ہیسٹنگز پر ہوتی تہین گو وہ زمانے

لارڈ ولزلی کا استعفا اور اوسکی وجوہات اور پہر اوسکے نسبت رائے

اس چرب زبانی کو منع کیا مگر یہہ ہی اونہون نے اس تجویز تجارت پر بہت کچھہ برا بہلا لارڈ ولزلی کو لکہہ بہیجا

(۱۵) لارڈ ولزلی نے جب حسب دلخواہ ملک اودہ کا انتظام کرلیا تو اونسے کورٹ ڈائرکٹرز کو استعفا بہیجدیا اور اوسمین فقط یہہ وجہ لکہی کہ سلطنت ہند کی لئے جو بڑی تدابیر سلامتی اور بہبودی کی تہین وہ سب پوری حسب مراد ہوگئین میرا آگے یہان رہنا ضرور نہین معلوم ہوتا مگر اونسے وزرا اعظم کو جو چٹہی لکہی اوسمین اپنے دل کی ساری بہڑاس نکالی۔ اور بیان کیا کہ اصل سبب اس عہدہ سے دست بردار ہونیکا یہہ ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے بالکل میری مخالفت پر کمر باندہ لی ہے۔ اور میرا اعتبار اپنے دل سے اوٹہا دیا ہے۔ اونہون نے قطعی یہہ حکم بہیجا کہ سپاہ کی کارخانون مین تخفیف ہو باوجودیکہ مین سمجہتا رہا کہ ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ یہہ تخفیف کیجائے۔ اوس سے ملک کی سلامتی اور امن مین خلل آجانیکا اندیشہ ہے۔ اور جو ملک مقبوضہ اور مفتوحہ و مفوضہ مین اون مین یقینی فتنہ برپا ہوگا۔ مگر اونہون نے کچہہ نہ سنا۔ سب سے زیادہ شکایت یہہ بیان کی کہ اونہون نے میرے سگے بہائی جنرل ولزلی کی وظیفے جو بعد اختتام جنگ میسور کے دینے واجب تہے یک قلم کاٹ دئے۔ گورنمنٹ مدراس نے جو اوسکے واسطے وظیفے تجویز کئے تہے وہ موقوف کرکے اور اولٹے اوس پر بہت لعن طعن کی اور کچہہ نہین خیال کیا کہ میسور مین جنرل ولزلی کو اپنے عالی درجے کی موافق کیا کچہہ خرچ کرنا پڑا ہوگا۔ گورنر جنرل مع کونسل کو اور پریسیڈنسیون پر جو اختیارات پارلیمنٹ سے عطا ہوئے تہے وہ منسوخ کردئے اور اس قاعدہ سے اونہون نے سپریم گورنمنٹ کی قدرت اور حکومت کا خاکا اوڑادیا۔ جن عمدہ و تجربہ کار اور دانشمند افسرون کو مین نے کامون پر تجویز کیا اونکو موقوف کرکے برخلاف قانون اپنے آدمی بہردئے جو اون کامون کے کسی طرح لائق نہ تہے اس امر کے خلاف لارڈ ولزلی نے بہت کچہہ لکہا کہ اگر کورٹ ڈائرکٹرز ماتحت محکمون مین دخل دیگی اور جزئیات کے کامون ... کی دست انداز ہوگی۔ اور گورنر جنرل کا کچہہ اختیار نہ رہنے دیگی تو ایسی صورت مین گورنمنٹ ہند پابستہ ہوکر کچہہ اپنے ہاتہہ سے نہ کرسکیگی۔ مگر بورڈ کنٹرول کو یہہ منظور نہ تہا کہ لارڈ ولزلی ہندوستان سے ابہی ہی چلے آئین اوس نے انڈیا ہوس مین کہا کہ کمپنی نے لارڈ ولزلی کو

بعض تو اپنی کی نسبت اپنی حسد و بغض کا زہر اوگلا ہی – اور خصوصاً ہنری ولزلی صاحب کا تقرریہ
بہہ سچ ہی کہ لارڈ ولزلی نے بہی کمپنی کر او پر دو چہر کی لگائی ہین ایک یہہ کہ دوبارہ تجارت کا ٹہیکہ
نہ رہے – دوسرا یہہ کہ اوسکو اپنے نوکرون اور اورون کی نوکر رکہنے کا اختیار نہ رہی مگر کورٹ ڈائرکٹرز
لارڈ ولزلی کی خدمات بزرگ کی خیال سے بہی خالی نہین ہے – اسواسطے اوسکو چاہیئے کہ وہ لارڈ
ولزلی سے درخواست کری کہ وہ مہربانی فرماکر اول جنوری سنہ ۱۸۰۳ع تک ہندوستان مین تشریف
رکہین مجبوری کورٹ ڈائرکٹرز کو یہہ لکہنا پڑا جو بورڈ کنٹرول نے اوسکو کہا – اوس وقت بیدوں کو
معلوم نہ تہا کہ یہہ لوگ روز ہم جو مقرر کرتے ہین کہ جیسے پہلے یہہ فیروزی ہماری روزی ہوگی کہ ہمارے
گورنر کے ہاتہون سے مرہٹون کی قوت خاک مین ملجائیگی – اور ہندوستان کا نقشہ ہی اور رنگ
کا بن جائے گا –

(۱۶) برٹش گورنمنٹ کے تعلقات ہندوستانی رئیسون سے مختلف طرح کر مختلف اوقات مین رہے ہیں
نواب ارکاٹ – راجہ تنجور – نواب اودہ سے ایک طرح کا تعلق تہا – نظام پیشوا اور مرہٹون کے
سردارون سے دوسری طرح کا – اول قسم کر رئیسون سے تمام اونکے ملکی مالی جنگی اختیارات اپنے ہاتہ مین
لے لئے تہے اور فقط اونکو نام کا رئیس بنا رکہا تہا اور حقیقت مین وہ سرکار ذوی الاقتدار کے پنشندار
تہے – نواب اودہ کو کچہہ اختیار اپنی ملک مین دیا تہا جسکو وہ بغیر صلاح اور مشورہ انگریزی کر کام مین
نہین لا سکتا تہا انگریزی گورنمنٹ نے بتدریج و ترتیب جسطرح جنگ کی طرح ترقی کی تہی جیسے اوسکی
پور – پور بڑہتی جاتی ہی اسیطرح گورنمنٹ انگریزی کا اقتدار پر اقتدار اور اختیار پر اختیار بڑہتا گیا
اول اوسکو اپنی سلامتی اور حفاظت کے واسطے یہہ ضرورت پڑی کہ ہندوستانی رئیسون کی سپاہ سے
امداد لیوے ہندوستانی رئیسون کو یہہ نعمت غیر مترقبہ ملی – اوسکو اونہون نے روپیہ دیکر خوشی خوشی
خرید – ہندوستان مین امور سلطنت کی دو فرع ہین ایک فرع تیغ کی ماتحت ہی دوسری قلم کے نیچے
تیغ تمام معاملات جنگ مین اختیار رکہتی ہی اور قلم تمام ملکی انتظام – مثل خراج ستانی و
معدلت گستری پولس مین حکمران ہی –

ہندوستانی ریاستوں سے جو اب تعلقات سرکار انگریزی

اول اول انگریزون سے جن ہندوستانی رئیسون کا لاپ جلاپ ہوا تو اونہون نے اپنی خوشی سے اپنی تلوار تو انگریزونکو ہاتھہ مین دیدی انگریز اس تیغ تیز کو مدت تک ہاتھہ مین لئے بیٹھے رہے۔ اور ہندوستانی رئیس ملکی انتظام مین قلم ہاتھہ مین رکھے رہے۔ اور جب قلم کا کام بہی اونسے چہین لیا گیا تو وہ صرف نام کے رئیس رہ گئے۔ یہان کے فرمانروایون کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ وہ اپنی تیغ و قلم کو اورون کو دیکر خود نام کے بادشاہ یا راجہ بنجاتے ہین چنانچہ اسوقت مرہٹون کے راجہ کا یہی حال تہا کہ وہ فقط نام کا راجہ ستارہ مین تہا اور اور آدمیونکے ہاتھہ مین پہنسا ہوا پڑا تہا۔ اور وہ اونسے التفات اور مہربانی سے پیش آتا تہا جو پہرہ اوسکی قید کے لئے ہوتا تہا وہ نادان اوسکو اپنی عزت کا پہرا جانتا تہا۔ اب دوسرے قسم کے رئیسون سے جو برٹش گورنمنٹ نے تعلق پیدا کرنا چاہا تہا وہ یہہ تہا کہ وہ اپنی تلوار کے زور کو انگریزونکو حوالہ کرین۔ نظام سے تو پہلے اس قسم کا تعلق پیدا ہی ہو گیا تہا سنہ ۱۸۰۰ء کے عہدنامہ کے ذریعہ اب لارڈ ولزلی اسی طرح کا تعلق مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون سے پیدا کرنا چاہتا تہا جسکا بیان ہم آگے فصل مین تفصیل وار بیان کرینگے —

(۱۷) جو مورخ تاریخ اس نظر سے لکہتے ہین کہ اوس سے انسان کا بہلا ہو۔ اور اوسکی عقل و دانش زیادہ ہو وہ ضرور جس سلطنت کے افعال و اعمال لکہتے ہین اونکی برائی بہلائی ایسی دلائل و نظائر کے ساتہہ تحریر کرتے ہین مگر ان عیب و صواب بتلانے مین رائین اونکی مختلف ہوا کرتی ہین وہ ایک ہی کام ہوتا ہے جسکو ایک برا دوسرا بہلا دلائل سے ثابت کرتا ہے پس اسی طرح مختلف مورخون نے برٹش گورنمنٹ ہند کی تاریخ لکہی ہے اور اوسکے افعال کی زشتی اور نکوئی کو دلائل کے ساتہہ بیان کیا ہے۔ ایک ہی بات کو ایک مورخ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ وہ سر تا پا برا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا مورخ اوسکو اس انداز سے ادا کرتا ہے کہ وہ سارا بہلا ہی بہلا دکہلائی دیتا ہے۔ مین نے اوسکو دونو طرح سے بیان کرکے ایک مناظرہ سا بیان کر دیا ہے کہ جسکے پڑہنے سے مجہے یقین ہے کہ طالب علمون کے ذہن مین جودت پیدا ہو گی۔ اور ایک مقدمہ اونکے روبرو ایسا پیش ہو گا کہ جسکے فیصلہ کرنے مین ضرور اونکو اپنا ذہن کام مین لانا پڑیگا۔ جا بجا بہت سے اعتراضات

سرکار کمپنی کے کامون پر لکہے ہوے ہین اور پہر اونکے قوی یا ضعیف جواب تحریر ہوے ہین مگر اہل انصاف کو
دلمین اس امر کا یقین ہوگا کہ جس زمانہ مین انگریزونکو ہندوستان سے تعلق ہوا ہے وہ ایسا تہا کہ دنیا کے پردہ پر نہ کوئی قوم
ایسی تہی نہ کوئی بادشاہ ایسا تہا کہ وہ ہندوستانیونکے ساتہہ اتنا ہی نیک سلوک کرتا جتنا سرکار کمپنی نے کیا اسنے
ہندوستانیونکی بہبودی و آسائش ترقی شائستگی مین بہت سی کوشش کی اونکی جان و مال عزت و آبرو کے قائم
رکہنے مین سعی کی۔ اونکے انفصال حقوق کے واسطے عدالتین مقرر کین چورون رہزنون قزاقون
ٹہگون کے ہاتہہ سے بچانیکے واسطے پولیس قائم کیا۔ امن امان ملک مین قائم رکہنے کی تدبیرین کین
زیردستون کو زبردستون کے ظلم سے چہڑایا۔ رئیسون کی اعزاز و اکرام مین کوتاہی نہین کی غرض
ان باتون کو جتنا انگریزون نے کیا اوتنا ہی کوئی اور دنیا مین ہندوستانیون کے لیے کرنیوالا
نہ تہا۔ جو اعتراض مین نے لکہے ہین وہ انگلشی زبان سے لکہے ہین۔ اس حسب اقبال نیک سیرت و خوش
صورت قوم کی خواص مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ کسی مسلک مین بے بدرقہ دلیل قدم نہین رکہتے ہر شخص
کو اپنی رائے کے اظہار کے لئے بشرطیکہ اوسکے لیے وجوہ ہون اختیار حاصل ہے۔ اسلیے وہ ذاتی گورنمنٹ
کی غلطیون پر اور اپنے افسرون کی لغزشون پر ایسے ایسے سخت اعتراض چہپ بانی سے کرتے ہین
جو اس کوچہ سے نابلد ہین وہ یہہ جانتے ہین کہ یہہ شخص کوئی اپنی گورنمنٹ کا بڑا سخت دشمن ہے۔ مل صاحب
کی تاریخ مبسوط کوئی پڑہے تو اوسکو ایک حیرت ہوگی کہ یہہ تاریخ مصنف انگریز نے لکہی ہے [illegible] وہ
اپنی قوم کا دشمن ہے۔ مگر سب جانتے ہین کہ وہ پکے خیر خواہ اور قوم کے رہنما ہین اور حقیقت مین قومی
رہنمائی کا کام یہی ہے کہ جب وہ دیدہ و دانستہ غفلت اور بے پروائی کرے تو اوسکو متنبہ کرے
اور سچی دل سوزی اور ہمدردی کا اقتضا یہہ ہے کہ اوسکی مذمت کرے۔ غرض جو اس
چاشنی سے بے بہرہ ہین وہ اس نکتہ کو ہرگز نہین سمجہہ سکتے ہین کہ اس اپنی عیب بینی کی
کی بدولت یہہ قوم عالی ہمت معراج ترقی پر صعود کرتی جاتی ہے فقط

فصل ششم

لارڈ ولزلی کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات

سنہ ۱۸۰۰ سے سنہ ۱۸۰۳ تک

(دیکھو ٹربوٹر بقول صاحب)

(۱) جب انگریزوں نے سلطنت میسور کو غارت کر دیا اور اپنی بلند ہمتی کے لئے حیدرآباد میں قائم کر دیا تو خالی میدان میں فقط وہ اور مرہٹے رہ گئے۔ لارڈ ولزلی کو یقین تھا کہ ہندوستان کا امن امان سارا اسپر موقوف ہے کہ انگریزی سلطنت کو سب ہندوستانی سرکاروں پر بزرگی و تفوق حاصل ہو جائے اور انگریزی خیل و حشم کی حفاظت و حراست میں وہ محروس ہو جائیں۔ وہ اپنا اتنا ملک دیدیں کہ جو اس سپاہ کے خرچ کو کافی ہو۔ اور جو جھگڑا ان کے درمیان آپس میں ہو اوسکے تصفیہ کر دینے کا اختیار برٹش گورنمنٹ کو ہو۔ مگر مرہٹوں کا دماغ چلا ہوا تھا۔ بھلا وہ کب اس بات کو سننے والے تھے کہ انگریزی سپاہ اونکے ملک کی محافظ ہو اور وہ ملک اوسکے خرچ کے لئے دیں۔ اس سلطنت کا سارا دارومدار لوٹ مار پر تھا۔ اگر ملک میں امن ہو جاتا تو گویا اونکی روزی کا دروازہ ہی بند ہو جاتا۔ وہ تو امن کے دشمن اور فساد کے دوست تھے۔ اور خوب جانتے تھے کہ اگر انگریزی سپاہ محافظ ہی تو وہ آزاد نہ رہینگی اور رعایا اونکا غضب نہیں مانیگی۔ گورنر جنرل نے ۱۷۹۹ء کو اس قسم کے عہد و پیمان کا پیغام پیشوا پاس بھیجا۔ وہاں ایک فرسودہ روزگار نانا فرنویس پیشوا کا وزیر موجود تھا۔ اوسنے ایسے معاہدہ سے انکار کرا دیا۔ مگر مارچ سنہ ۱۸۰۰ء میں موت نے اس مدبر منتظم کو مرہٹوں کے سر پر سے اوٹھا لیا۔ اوسکے ساتھ ہی مرہٹوں کی سلطنت کی دانائی اور اعتدال کا زوال آ گیا۔

...رعون میں بڑا دانا گذرا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار اور اپنی قوم کا دل سے ...مدرد تھا۔ اس نیک شعار کا ہمیشہ شعار رہا کہ وہ اپنی قوم کو سرکشی اور بے اعتدالی کی راہ میں قدم نہ رکھنے دے ...کی سب ہی تعظیم اور تعریف کرتے تھے۔ ...وہ بڑے خوش نیت اور نیک طینت و جوانمرد ہیں۔ وہ اپنی قومی مصلحت کی نظر سے اور نسبے کشیدہ خاطر اور مخالف رہتا اور اونکی شان و شوکت کی ترقی روز افزوں کرتا

بانا فرنویس کی بابت

گو اسکی طرح خوب جلتا - یہہ وہی تہا کہ سیندھیا کو پونہ مین کبہی آگے نہ بڑہنے دیا - مگر جب یہہ گذر گیا
نہ رہا تو سیندھیا بہت چل نکلا اور مرہٹون کا سرتاج بن گیا - اور تمام سردارون مین سربلند ہوگیا
اوسنے باجی راؤ ثانی کو ایک کونہ مین بٹہا دیا - اور جب وسکو یہہ خبر لگی کہ پیشوا کہین بہاگنے کو ہے
تو اوسکے محل کو گہیر کر آسائش تیز اوسنے قید مین رکہا - مگر سر فرعون کے رام ہو سکنے کے اوسکی جان کو واسطے
جسونت راؤ اوسکے اختیار ہو رہا تہا - اوسکی ترقی کو دیکہہ دیکہہ پیشوا دل ہی دل مین خوش ہوتا تہا
اور جانتا تہا کہ اوسکے بچانیکے کل سے سیندھیا کی قید سے ایک نہ ایک دن مین رہائی پاؤن گا - یہہ بہید
حقیقت پہیلتی جاتی تہی اوتنا ہی اوسکا میلان خاطر و التفات انگریزون کی طرف سے کم ہوتا جاتا تہا
(۲) ملہار راؤ جسکو اس سبب سے کہ وہ ہول گانو کا رہنے والا تہا - ہولکر کہتے تہے ذات کا گڈریا
تہا - اوسنے اپنی تدبیر اور شمشیر کے زور سے پستی سے بلندی پر چڑہا کیا چروا ہا تہا یا راجہ ہوگیا وہ
چہہتر برس کی عمر مین چالیس برس تک مرہٹون مین دلاوری سے افسری اور سرداری کرکے اس
دنیا سے سدہارا - اوسکا ایک بیٹا کہانڈی راؤ تہا سو وہ باپ کی زندگی ہی مین مرگیا - اوسکے
ساتہہ اہلیا بائی کی شادی ہوئی تہی - وہ بیس برس کی عمر مین رانڈ ہوگئی - اور ایک لڑکا
ملے راؤ اور ایک لڑکی مچہا بائی اوسکی یادگار رہین - ملہار راؤ کی وفات کے بعد اوسکا
بیٹا پوتا مسند نشین ہوا - مگر نو مہینے تک خفقان مین مبتلا رہا - کہ جان نے جسم کے خلجان سے رہائی
پائی - پہر دہرم شاستر کی رو سے اہلیا بائی سلطنت کی وارث ہوئی - اور وہ تخت سلطنت پر جلوہ
افروز ہوئی اور عنان سلطنت اپنے ہاتہہ مین لی - اسوقت اوسکی عمر تیس برس کی ہوگی - اوسنے
تکاجی ہولکر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور جو کام اپنے سے نہ ہو سکتے تہے وہ اوسکو تفویض کرکے
یہہ عورت ہندوون کے ہان ایسی ہوئی کہ اگر سیتا جی اور سکنتلا اور دروپدی اور
ساوتری ستی کے نیچے اوسکا نام لکہہ دین تو بجا ہے - اگر ہندو دیوتاؤن کے نام کے ساتہہ اوسکی پرستش کرین
تو بجا ہے - ایسے اچرج کا کام اوسنے کیے ہین کہ دیوتاؤن کے ساتہہ اوسکا نام لینا ہوگا
غرض یہ اوصاف جو اوسمین دیکہتے ہین عورت ہو کر اوسمین خود بینی حسد سے ساتہہ مردون ہی جاتی

ہولکر خاندان کا حال اہلیا بائی

تا ام کو نہی - باوجودیکہ وہ اپنے دہرم کرم مین ایسی پکی تہی کہ کاہیکو کوئی عورت ہوتی ہے - مگر دوسرے کے مذہب سے اوسکو کچہہ تعرض نہ تہا - اس پاک دامن کا دامن گرد تعصب سے آلودہ کبہی نہ ہوا - رات دن یہی دہن لگی رہتی تہی کہ مین سب کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکہہ پہونچاؤن - دکہیون کے دکہہ دور کرون ہر درد کے لئے درمان ہون - طوائف انام اور طبقات ملل کی پناہ تہی - باوجودیکہ قبول صورت نہ تہی مگر اوسکی حسن سیرت پہ ہندو مسلمان دونون دل وجان سے فدا تہے - اور اوسکے اقبال اور دولت کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے خطا پوشی عطا پاشی اوسپر ختم تہی - اسپر یہہ خوبی تہی کہ مفسدونکا چراغ نہ جلنے دیتی تہی - شریرون پر تشدد و تہدید کی شمشیر افشانی کرتی رہتی تہی - ہندوستان مین اچہے حاکم کی یہہ بڑی تمیز ہے کہ جو فرمان روا اپنے ارکان سلطنت کو جلد جلد بدلتا ہے - وہ برا اور ناقدر شناس و متلون مزاج سمجہا جاتا ہے اور جو ہمیشہ اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ اچہا اور قدردان سمجہا جاتا ہے - اوسنے تیس برس تک راج کیا اور کسی اہلکار کو نہین بدلا - اوسکے انتظامون اور نیک کامونکی تفصیل کے واسطے تو ایک کتاب چاہئے مگر مختصر یہہ ہے کہ اوسکی سلطنت ایک عمدہ سلطنت کا نمونہ پائی جاتی ہے - جسکا انتظام ایسا مستند سمجہا جاتا ہے کہ جب کسی تکرار کے موقع پر یہہ کہا جاتا ہے کہ اہلیا بائی کے وقت مین یہہ باتین ہوئی نہین تو پہر کوئی چون وچرا نہین کرتا سب سر جہکا دیتے ہین اور اوس بات کو مان لیتے ہین - اوسکے تمام رئیس و سلاطین اور انگریز بڑی تعظیم و تکریم کرتے تہے اور اوسکے معتمد اونکے سرکارون مین رہتے تہے - اوس نے بہت سے عمارتین عمدہ بنوائین جنمین ایک نادر سڑک بندہیاچل پہاڑ کے اوپر بڑی لاگت سے بنوائی ہے - ملک کے تمام علاقے مین دہرمسالے اور کنوئے بنوا دئے - جگناتہہ - بنارس - کدارناتہہ دوارکا - سیتہہ بندرامیشور مین اوسکے بنوائے ہوئے بڑے بڑے سندر مندر اوسکے نام سے [illegible] ہین - اونکے خرچ کے واسطے بہت سے دیہات پن کر دئے ہین - بشیشر ناتہہ کا مندر بنارس اور مہادیو کا مندر گیا جی مین بڑی عالیشان عمارتین ہین - اندور کا پرانا شہر دریا کے داہنے کنارہ پر بستا تہا - نیا شہر جو بائین کنارہ پر بستا ہے وہ اوسی کا آباد کیا ہوا ہے - قصبہ مہیشر بہی اوسی نے بنایا ہے - تیس برس تک جو اوسنے ریاست عابدانہ اپنے زہد و تقوی -

سمجہہ مین نہین آتی کہ عورت اوسکی کیونکر متحمل ہو سکتی ہے۔ اوسکا یہہ معمول تہا کہ دو مین گہڑی رات
رہے سے پوجا پاٹ کرنیکو اوٹہتی۔ اوس سے فارغ ہوکر تہوڑی دیر تک کتہا سنتی اور پہر کئی برہمنون کو
دان دیکر اپنے ہاتہہ سے اونکو بہوجن کرواتی۔ بعد اوسکے وہ کچھہ خود ساگ پات کہاتی۔ گوشت کہانا
کچھہ اوسکے مذہب مین منع نہ تہا مگر وہ دیالو نہ کہاتی۔ پہر کچھہ آرام کرتی۔ دو بجے پوشاک بدلکر
دربار مین آتی اور شام کے چہہ بجے تک راج کے کام کرتی۔ تمام مقدمات آپ سنتی۔ فریادی اوس تک اپنی
داد رسی کے لئے پہونچ سکتا تہا۔ وہ دل سے یقین کرتی تہی کہ مجھے تمام اپنی سلطنت کا حساب خدا کو دینا
پڑیگا۔ خوشامد اوسے خوش نہ آتی تہی۔ ایک پنڈت جی اپنی عادت کے موافق بہت شلوک اوسکی تعریف
مین بناکر لائے۔ اور اوسکے آگے گائے۔ اس تونگر دل نے اونکو انعام اکرام دیکر رخصت کیا۔ اور ان
اشعار کو لیکر دریا مین خود ڈبو دیا۔ آخر عمر اوسکی نہایت تلخ کٹی۔ بیٹے کا زخم بہرنے نہ پایا تہا کہ اوسپر
یہہ اور نمک چہڑکا گیا کہ داماد مرگیا۔ بیٹی بہی نیک بختی اور سعادتمندی مین اپنی ماکی بیٹی تہی۔ اوسنے
شوہر کے ساتہہ ستی ہونیکا قصد کیا۔ **اہلیا بائی** نے ہر چند کہا کہ میری جان تم کہان مجہے اکیلا
چہوڑکر جاتی ہو۔ بہائی کے مرنے سے تو پہلے ہی گہر کا چراغ گل ہو گیا تہا۔ اب تم ہی سہارا ہو
کہو میرا حال تم بغیر کیا ہوگا۔ کیونکر میری زندگی کے دن بسر ہونگے۔ بیٹی نے سمجہایا کہ اماں سبکو مرنا
ہے۔ تہوڑے سے دن آپ کو یہان رہنا ہے۔ بری بہلی طرح سے کاٹ دینا۔ غرض وہ اپنے ارادہ سے باز
نہ آئی۔ پہر **اہلیا بائی** بہی راضی ہوگئی جب بیٹی کی سواری گئی ہے تو یہہ دکہیاری بہی ساتہہ
گئی۔ دو برہمنون کے ہاتہون پر کہڑی رہی۔ ادہر چتا مین آگ لگی اودہر اوسکی ممتا کی آگ
بہڑکی۔ ہاتہہ چہڑاکر چاہتی تہی کہ آگ مین جاکر اپنی جان کے کلیجے کو کہینچ لاوے مگر کچھہ بس نہین چلتا تہا
جب تک خدا نے جلایا جیتی رہی مگر جیتے جی اوسکے کلیجہ سے یہہ داغ نہ گیا۔ ان اپنے بچون کی یادگار
مین عمارات عالیشان بنانے سے کچھہ دل کو سنبہالا اور بہلایا۔ ۱۷۹۵ مین موت آنکر اوسکو اس
ہے۔ ایسے [illegible] بنایا اور ۱۷۹۷ مین **تکاجی** کو بہی اجل نے آن لیا تو پہر اس ہولکر کے خاندان مین
غریب اوصاف [illegible] آخر کو [illegible] گورنمنٹ کا حقہ [illegible]

کا اوسنے اپنی حکومت کی پالیسی سے اوس سمجھایا اور اس سارے خاندان کو اپنا محکوم بنایا۔ آخر کو پیشوا خاندان بالکل مطیع اور مغلوب برٹش گورنمنٹ کا ہو گیا۔ ہلکاجی کے چار بیٹے تھے دو اونمیں سے بیاہتا بیوی سے کاشی راؤ اور ملہار راؤ تھے اور دو بن بیاہتا بیوی سے وٹھوجی اور جسونت راؤ۔ کاشی راؤ ضعیف العقل اور نحیف الجثہ تھا۔ اوسکے بھائی ملہار راؤ نے سلطنت کا اہتمام اور سپاہ کا کام لے لیا۔ کاشی راؤ پونا میں سیندھیا پاس دوڑ گیا سیندھیا اوسکی پشت پناہ بنا۔ اور ملہار راؤ پر دغا بازی کر کے حملہ آور ہوا اور اوسکو شکست دی اور وہ لڑائی میں مارا گیا پس ہلکر کا خاندان جو پہلے سیندھیا کا رقیب و حریف تہا اب کمزور و ضعیف ہو کر بالکل اوسکا مغلوب ہو گیا۔ اسی سیندھیا کو اور حوصلہ ہوا کہ تمام مرہٹوں کا وہ خود ہی اکیلا فرمانروا اور حکمران ہو جائے۔ جسونت راؤ جو اپنے بھائی ملہار راؤ کے ساتھ شریک جنگ تہا بہاگ کر ناگپور کے راجہ کے پاس گیا اس راجہ نے سیندھیا کے خیال سے اوسکو قید کر لیا۔ وہ اس قید سے نکل کر انند راؤ راجہ دہار کے پاس جو قدیمی راجاؤں میں تہا پہونچا۔ یہاں بھی دولت راؤ سیندھیا نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس راجہ نے بھی دس ہزار روپیہ اس مہمان کو دیکر کہا کہ آپ رخصت ہو جیے میں سیندھیا کے سبب سے آپکو نہیں رکھ سکتا۔ اب جسونت راؤ دہار سے بھی چلا سات سوار لوٹے ہوئے اور ایک سو بیس پیدل شکستہ بستہ جنکے پاس بجز کپڑوں کے کچھ نہ تھا اوسکے ہمراہ تھے وہ یہہ سمجھا کہ مجھے لوگ نطفہ حرام سمجھ کر خاطر میں نہیں لائینگے۔ اسلئے اوسنے ملہار راؤ کے بیٹے کھنڈی راؤ کو جو کم عمر تہا اس خاندان کا راجہ بنایا اور آپ خود اوسکا وزیر بنا۔ اور ساری اپنی قوم کو سمجھایا کہ سب یک دل اور متفق ہو کر سیندھیا کا مقابلہ کرنا چاہئے ممالک متوسطہ میں لٹیروں کی کیا کمی تہی کوئی اونکے لئے غنیمت چاہئے تہا۔ بات کی بات میں بہیل پنڈاری۔ افغان۔ مرہٹے اسطرح اکٹھے ہو گئے جیسے حلوائی کی دوکان پر مکھیان۔ اسوقت سے جسونت راؤ کا دور شروع ہوا۔ پہر اوس سے اوس سلسلے میں آن ملا۔ یک شدو و شد یہہ نوجوان بھی تیئیس۳۲ برس کا تہا خوب زور و شور پر ہوا تہا۔ رئیس بہوپال کا وہ نوکر تہا۔ مگر ۱۷۹۷ع میں اوسنے ترک ملازمت کر کے نیزہ برداروں کے ساتھ لیکر خود ملکوں کا تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ اب یہہ دو لوٹ غارت گر اشارہ ہیں

نربدا کو خوب لوٹتے رہے - اور جب ونکو خاک مین ملا چکے اور لوٹنے کے لیے کچھہ خاک نہ رہا تو وہ جدا ہو گئے
امیر خان مشرق کی طرف دولتمند ضلع **ساگر** مین چلا گیا - یہہ اضلاع پیشوا کی عملداری مین تھے -
وہان اوسنے خوب دست درازی کی اور بہت کچھہ لوٹ مین اوسکو ہاتھہ لگا - اور **جسونت راو**
مالوہ کے اضلاع مین داخل ہوا **دولت راو سیندھیا** کو اب ضرور ہوا کہ **پونہ** سے اوسکی گوشمالی
کے لیے باہر نکلے - وہ آٹھہ برس کے عرصہ سے یعنی جب سے کہ وہ اپنے چچا کا جانشین ہوا تہا **پونہ** مین ہی رہتا تہا
اور پیشوا کی بیخ کنی مین کوشش کرتا رہتا تہا - جب یہانسے چلا ہی تو بیس لاکھہ روپیہ پیشوا سے اوسنے لیا
سرجی راو گھاٹکی کو اپنی جگہہ یہان مقرر کر گیا اور پانچ پلٹن پیدلون کی اور دس ہزار سوار اوس
پاس حکومت کرنیکے لیے چھوڑ گیا -

(۳) ہندوستان مین ہی کیا زمانہ یہہ انقلاب کا تہا کہ ابہی ایک شخص خاک مین رل رہا تہا کہ آسمان
پر چڑھہ گیا - کل کی بات ہی کہ **جسونت راو** اودہر کا مارا اودہر ایڑیان رگڑتا پہرتا تہا - یا دو برس کے
عرصہ مین اوس پاس ایک سپاہ جرار ستر ہزار کی موجود تہی - **مالوہ** کو پامال کرتا ہوا **سیندھیا** کے
دار السلطنت **اوجین** پر جا پہونچا - یہان **مہاراجی سیندھیا** کی بیوائین رہتی تہین دولت خانہ اور
سرمایہ اور سپاہ کو **دولت راو سیندھیا** کے خوف کے مارے لیکر یہان چلی آئین تہین **جسونت راو**
نے اونکو یہہ دم دیا کہ مین تمہاری حمایت اور اعانت کرونگا - اور آدہی رات کو اونکے لشکر پر توپین
لگا دین - اور اونکا تمام مال و متاع اور توپخانہ لے لیا - اور اونکو جان بچا کر بہاگنے بہی نہ دیا سیندھیا
کے سپاہیون کے دو گروہ **جسونت راو** کے نکالنے کے لیے آمادہ ہوئے - اونکے افسر فرنگی تہے - مگر اونپر بہی یہہ
پھٹکی پڑی کہ ایک گروہ نے تو اپنے ہتہیار دشمن کے پیرون مین ڈالدیئے - اور دوسرے گروہ پر جسکے افسر
کرنیل ایس سنگ تہے اوپر **جسونت راو** نے ایسی عمدہ طرح سے حملہ کیا کہ چوتہائی سپاہ اونکے
مارے لی اور گیارہ فرنگی افسرون مین سات کا سر اوڑا دیا اور تین کو قید کا مزہ دکہایا اور شہر **اوجین**
پر قبضہ کر لیا - مگر اوسکو لوٹا نہین اوسکی سپاہ ایسی فرمانبردار تابع تہی کہ جب اوسنے حکم دیدیا کہ شہر
ہی - تو پھر کسی کا کیا مقدور تہا کہ تنکے کو ہاتہہ لگا سکے - مگر اوسنے شہر سے پندرہ لاکھہ روپیہ

جسونت راو کا مالوہ اور دولت راو سیندھیا کی لڑائیان

تاوان لیکر اپنے خزانہ مین داخل کیا۔ یہان یہہ ہوا وہان پونہ کو جب سیندہیا چلا تو پیشوا اوسکی قید
سے چہوٹا۔ اب چاہیے تہا اسکے کہ وہ اپنی تمام جاگیردارون اور تابعین رئیسون کو مدارا اور آشتی سے اپنا
دوست بناتا۔ اس کم فہم اور ناقص عقل نے اونپر اور تشدد کیا۔ اور اونکو غارت کرنا شروع کیا
اونہون نے بغاوت اختیار کی اور تمام دیہات پر چڑہ آئے اور زمیندارون سے آپ ہی خراج لینا
شروع کیا۔ کسی ضرورت کے سبب سے وٹوجی بہی ایک گروہ کے سرگروہ تہے۔ وہ پکڑے گئے تو پیشوا
نے اونکو ہاتہی کے پیر کے تلے سلوایا اور اوسکی ہاے وای کا تماشا خوش ہوکر دیکہا جب رعایا
نے یہہ ستم شعاری پیشوا کی دیکہی تو اوسکی پیروی چہوڑی اور اوسسے دل سے بیزار ہوگئے۔
اور جسونت راو کو جب یہہ خبر اپنے بہائی کی پہونچی کہ وہ یون پامال ستم ہوا تو اوسکے دل
مین پیشوا سے انتقام لینے کا جوش خروش ہوا جب سیندہیا کو اپنے لشکرون کا حال کہلا اور
جسونت راو کی قوت اور قدرت بڑہنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے اپنے سسر سرجی راو
گہاٹکی کو بلایا کہ وہ سپاہ لیکر چلا آئے یہہ سرجی راو بہی شرارت اور فتنہ پردازی مین شیطان
سے کچہہ کم نہ تہا۔ سیندہیا کا شیطان مشہور تہا جسوقت سیندہیا پونہ سے چلا تو یہہ اول
پیشوا کے جنوبی اضلاع مین سپاہ کو لیکر چلا گیا اور ان اضلاع کو نہایت بیرحمی سے لوٹا۔ اور جب
بلایا گیا ہے تو وہ پونہ سے ایک میل پر تہا اور قریب تہا کہ اوسکو بہی خوب لوٹے مگر سیندہیا
پاس چلا گیا۔ اور ڈی بوئن کی پلٹنین بہی سیندہیا سے آملین پہر ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۰۲ع کو
ہلکر اور سیندہیا مین ایک یدہ ہوا جسمین سیندہیا نے ہار پای۔ اور سرجی راو ہڈو
مین فتح کے نشہ مین بدمست ہوکر داخل ہوا۔ اور شہر کو بیدردی سے لوٹنا شروع کیا۔
اور اہلیا بائی کی بنائی ہوئی عالیشان عمارتون کو جلا کر خاک کر دیا۔ دولتمندون کے
گلے پر چہری رکہہ رکہہ کر روپیہ لیا۔ بیچاری عورتین اپنی عصمت و عزت کے خوف سے کنوون مین
گرین کہ وہ بالکل اونکی لاشون سے لبالب ہو گئے جسونت راو کو یہہ سبب ایسا ہے کہ لوٹنا
کے بعد وہ اپنی عقل اور تدبیر سے پہر بیٹا جسطرح کی جوانمردی اور لیاقت اوسنے

اس زمانہ کے مناسب تہی پہر اوسکے جہنڈے نیچے سپاہ کا جمگہٹ ہونا شروع ہوا - اور وہ اس سپاہ
کو لیکر شمال کی جانب غارت کرتا ہوا چلا - اور ایسا بیخوف اور نڈر ہوا کہ سندہیا کے لوٹنے مین ہی
دلیتا اوسکا ادب نکیا - ناتہہ دوار کو خوب لوٹا - پہر خاندیس کو لوٹتا ہوا پونہ کے قریب
جا پہنچا - اور یہہ بہانہ بنایا کہ مین پیشوا کو سیندہیا کی پنجہ سے اوڑاتا ہون -

(۴) جسونت راو جس ارادہ سے پونہ پر آتا تہا اوسکو سب جانتے تہے اوسکے نام سے پیشوا کا دم بند
ہوتا تہا - لارڈ ولزلی کو اس امر کا یقین ہمیشہ سے تہا کہ جب تک پونہ مین ہمارا قدم اور علم نہین قائم
ہوگا دکن مین کبہی آتش فساد نہ بجہیگی - اسلیے جب کبہی موقع ملتا تو وہ پیشوا سے عہد و پیمان کرکے
یہہ پیغام بہیجتا کہ ملک کی حفاظت ہماری سپاہ کے حوالہ کرو اور اوسکے خرچ کے واسطے ملک دیدو -
پیشوا بہی اپنی امید و بیم کی حالت کی موافق اوس سے وعدہ وعید کرتا تہا کبہی اوسنے یہہ کہا کہ مجہے
سپاہ انگریزی رکہنی اس شرط سے منظور ہی کہ وہ سرکار انگریزی ہی کی عملداری مین رہے
مین جب چاہون اپنی خدمت گذاری کے لیے بلا لون - ملک بہی اوسکے خرچ کے دینے کے
واسطے بتلایا مگر وہ ایسا ملک تہا کہ جسپر پیشوا کی حکومت برائے نام تہی - پرائی دوکان پر دادا جی کی
فاتحہ پیشوا یہہ سمجہتا تہا کہ اپنے ملک مین سپاہ انگریزی کو کسطرح بالاستقلال جگہہ دینی اوسکا
تابع بننا ہی - لارڈ ولزلی اس درخواست کو اس سبب سے نامنظور کرتا تہا کہ اسطرح بالکل فائدہ
پیشوا ہی کو تہا - برٹش گورنمنٹ کو کچہہ نفع نہ تہا غرض وہ ہون نے اسوقت اپنا پیغام معمولی بہیجا
مگر جب سیندہیا نے اپنے سردار شودلیشراو کو پونہ کی حفاظت کے واسطے دس پلٹنین پیدل
کی اور بہت سے سوار دیکر بہیجا تو پیشوا کا ارادہ پہر گورنر جنرل کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکا فسخ ہوگیا
اکتوبر کے شروع مین کرنیل کلوز ریزیڈنٹ پونہ نے گورنمنٹ کو لکہا کہ عہد و پیمان ہونیکی اب کچہہ امید
نہین ہے - اب سیندہیا اور پیشوا کی سپاہ ملکر ۴ ہزار پونہ کی فصیل کے پاس تہین - اونمین
... کرنیل ڈلوس تہی - ملکر کے پاس بہی چودہ پلٹنین تہین جو قواعد فرنگستانی
... پانچ سے اتین پیادہ اور ۲۵ ہزار ... معاملہ تہا کہ دو

ہندوستانی رئیسون کی طرف انگریز افسر تہے اور اپنے اپنے آقاؤن کی طرف سے وہ آپسمین لڑتے تہے۔
یہہ لڑائی دیر تک نہایت سختی سے قائم رہی ہنگامہ قتال وجدال خوب برپا ہوا۔ اول دن سیندہیا
کا پلہ لڑائی مین بہاری معلوم ہوتا تہا۔ ہلکر کی سپاہ بہت کٹ چکی تہی ہلکر دفعۃً شیر کی طرح جوش مین آیا
اور اوسنے اپنی سپاہیون کو للکارا کہ ای جوانمردو یہہ آج ہی کا دن ہے کہ میرے پیچہے چلے آؤ۔
غرض اسوقت اوسنے اپنی شیر مردی سے اورونکو بہی جوانمرد بناکر سیندہیا کی سپاہ کو جو ایک ریلا
دیا تو اوسکے پیر اوکہڑ گئے اور بڑی شکست فاحش ہوئی اور تمام یہہ میدان جنگ کا اسباب دشمن کے ہاتہہ پڑا
باجی راؤ پیشوا اول دن تو لڑائی مین شریک ہوا مگر جب لڑائی مین آگ برستی ہوئی دیکہی تو مارے
خوف کے وہ اس آتش زنی کے حد سے پرے ایک پربت پر جا بیٹہا۔ ایک سپاہ اوسکو گہیرے ہوئے کہڑی
تہی۔ اگر یہہ سپاہ ہلکر سے لڑنے جاتی تو یہہ کام بہی آتی پیشوا نے دیکہا کہ لڑائی کا پاسہ پلٹنی کو ہے
تو فوراً اوسنے اپنا ایلچی کرنیل کلوز پاس جو اوسکے قریب ہی خیمہ زن تہے بہیجا کہ تمام وہ شرائط
منظور ہین جو گورنر جنرل نے پیش کی تہین۔ پہر اوسکو شکست کی خبر آئی تو وہ سات ہزار آدمیون
کے ساتہہ سنگمنیر مین چلا گیا۔ اور پہر یہان سے ساحل بحر پر بہاگ گیا۔ گورنر بمبئی کو خط لکہا کہ ایک جہاز
کا سازوسامان کرکے بہیجے جب یہہ جہاز آیا تو اوسمین بیٹہہ کر وہ ۱۶ دسمبر کو بسین مین پہنچا۔
(۵) جسونت راؤ پونہ مین داخل ہوا۔ اوسکی آرزو دلی یہہ تہی کہ پیشوا جیسے ہاتہہ لگ جاتے تو وہ وہان
انتظام کردن جو دولت راؤ سیندہیا نے آٹہہ برس سے کر رکہا تہا۔ مگر پیشوا ہلکر کی بات پر کان
بہی نہین دہرتا تہا۔ جب جسونت راؤ اس امید مین مایوس ہوا تو اوسنے پیشوا کے بہائی امرت راؤ
کو بلایا اور اوسکے بیٹے کو مسند پر بٹہایا اور خود اوسکو مدار المہام مقرر کیا اور اس کام کے عوض مین
دو کروڑ روپیہ لئے اور ایک کروڑ روپیہ کی آمدنی کا ملک لیا اور تمام سپاہ پر اپنا اختیار رکہا
دو مہینے تک تو پونہ مین اوسنے کام اعتدال کے ساتہہ کیا مگر پہر اس شہر کو لوٹ لیا۔ کرنیل کلوز
رزیڈنٹ پونہ کو بہت چاہا اوسنے چاہا کہ وہ یہان بدستور رہین مگر اونہون نے یہہ جواب دیکر
کہا کہ مجہسے یہہ فاسقانہ کام نہین دیکہے جائینگے وہ پہلی دسمبر کو بمبئی

(۶) کرنیل کلوز صاحب یہان آنکر باجی راؤ پیشوا کی عہدنامہ کی درستی مین مصروف ہوئے اور یہہ عہدنامہ

۳۱ دسمبر ۱۸۰۲ء کو مرتب ہوا۔ تاریخ عہد انگلشیہ مین یہہ روز بہی یاد رکہنے کے قابل ہی اوسکی شرائط

یہہ تہین اول انگریزی سپاہ کی چہہ ہزار پیادی اور اوسکے مناسب حال توپخانی پیشوا کی عملداری

مین رہا کرینگے۔ اور اونکے خرچ کی واسطے پیشوا اون کو وہ اضلاع دیگا جنکی آمدنی چہبیس ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ

ہوگی دوم جو قوم فرنگستانی انگریزون کے ساتہہ مخالفت کی صمت رکہتی ہوگی اوسکے کسی آدمی

کو پیشوا نوکر نہ رکہیگا اور فرانسیسون کو بالکل موقوف کر دیگا اور بغیر منظوری سرکار انگریزی کے

نہ وہ کسی ریاست سے لڑیگا نہ کسی سے عہد و پیمان کریگا۔ غرض جو معاملات اور ریاستون سے ہونگے اونمین

کوئی کام بغیر مشورت انگریزی گورنمنٹ کی نہین کریگا۔ سوم سورت اور اور اضلاع گجرات جو کہ

بالفعل گائکوار سے سرکار کمپنی کو ہاتہہ لگی اونپر جو اوسکے دعوی تہے اونسے دست بردار ہوگا۔

چہارم سرکار کو کچہہ مداخلت پیشوا کی خانگی کامون مین نہوگی۔ نہ اوسکی اولاد اور عزیز

یگانون اور نوکرون سے سروکار ہوگا۔ سپاہ سرکار انگریزی پیشوا کی ایسی خدمت گزاری کے لئے

کمر باندہی بیٹہی رہیگی کہ کوئی اوسکی رعایا اور تابعین سے سرکشی کریں اور فتنہ پردازی پر آمادہ ہون تو

وہ فوراً اوسکا علاج کریگی اور اس آتش فساد اور بغاوت کو بجہا دیگی۔ یہہ آخر شرط بہی تماشے

کی تہی کہ پیشوا کو تو اختیار تہا کہ خواہ وہ اپنی رعایا پر جتنا چاہے ظلم و ستم کرے اور اوسکی چہاتی پر

مونگ دلے۔ مگر جب یہہ غریب رعایا اوسکے ظلمون کے مقابلہ کے لئے سر اوٹہائے تو انگریزی سپاہ اوسکی

سرکوبی کے لئے ہتہیار چلائے۔ مرتے کو مارے شاہ مدار۔ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کی ملک کی انتظام

اندرونی مین نہ دخل دینے کا وعدہ کیا۔ مگر یہہ صورت نواب ارکاٹ اور اودہ کے ساتہہ نہ کی

جہان ٹیکس سکے یہہ شرط تہی کہ اگر ملک کا انتظام اندرونی خراب ہوگا تو برٹش گورنمنٹ کی عدالت

اعزاز و مردمی و مردانگی کا یہہ اقتضا نہ ہوگا کہ رعایا کے گلے پر چہری پہرتی ہوئی دیکہہ

... نہ بولے۔

یہہ لیسین بہی انگریزی زمانہ کی تاریخ کا ایک واقعہ عظیم ہے اور اوس سے انگریزی

سلطنت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہی وہ مرہٹون کی سلطنت کی لئی مادہ فالج تہا کہ جس سے اوسکو لقوہ
ہوگیا اور ہاتہہ پیر جدا رہ گئی - اوس نی وہ صدمہ اوسکی جان پر پہنچایا کہ دم ہی نکل گیا - اوس نے بہت
اپنے تئین سنبہالا مگر وہ سنبہل نہ سکی - گو پیشوا کی حکومت اور سلطنت کو اوسکے سردار کبہی کبہی
کچہہ بہی نہین مانتے تہی مگر پہر بہی وہ ساری قوم کا پیشوا اور قبلہ گاہ تہا - اور سلطنت ہند کے
لئی جو مرہٹون اور انگریزون کی درمیان حریفانہ لڑائیان اور جہگڑی ہو رہی تہے اونہین
پیشوا کو اپنا پیشرو مانتے تہی - یہہ عہدنامہ بہی معرض بحث مین بہت محققین کی رہا ہے - اور سب
کا اتفاق رائے نہین ہے - لارڈ کیسل ر ابورڈ کنٹرول نے مرہٹون کی معاملہ پر ایک سرکاری
کاغذ مین اس عہدنامہ کی تردید کی اور جنرل ولزلی نے (جو پیچہے ڈیوک و لنگٹن
کے نام سے مشہور ہوئی) - اوسکی تائید کی - اونکو چہہ برس ہندوستان مین آئی ہوئی ہو گئے
تہے اونکا اس عرصہ کا تجربہ اورون کے عمر بہر کے تجربہ پر بہاری تہا - اونہون نے اول تمام ہندوستانی
ریاستون کی حیثیت اور نظام کو بیان کیا اور پہر اوس پر جو اس صلح سے اثر ہوا اوسکا ذکر کیا
اور یہہ لکہا کہ نظام سے جو عہد و پیمان ہوئی تہے اوسکا ایک نتیجہ لابدی یہہ تہا کہ پیشوا اور
انگریزون کی درمیان عہدنامہ بسین لکہا جائی - نظام پر مرہٹون کی وہ دعوی بیپایان تہے جو کہ
ایشیا مین زبردست کی زیر دست پر ہوتی ہین - اور وہ ضرور اونکی حاصل کرنے مین اپنی قوت کو
دکہاتے ہین - مگر جب برٹش گورنمنٹ اور نظام کی درمیان عہد و پیمان کا رشتہ مستحکم ہوگیا تو
مرہٹون کا بس نظام پر اس حمایت انگلشی کی سبب سے نہ چل سکا - اور اوس پر کچہہ زیادتی اور ستم نہ کر سکی
پس جب نظام کو اوسکی دشمنون سے بچانیکا کام برٹش گورنمنٹ نی اپنی ذمہ لے لیا تو ضرور تہا کہ
مرہٹون سی ایک نہ ایک دن خواہ جلدی خواہ بدیر ہنگامہ کارزار گرم ہو - پس اوس سے بچنے کے
لئی ضرور ہوا کہ پیشوا سے جو سارے مرہٹون کی رئیسون کا پیشرو تہا یہہ اتحاد اور وداد کیا جائے
جس سے نظام اور مرہٹون کی جہگڑون کی ثالث بالخیر برٹش گورنمنٹ بنجائے اور اونکو جیسے جلد
جی مین آئی تصفیہ کر دی - لارڈ ولزلی کو ۱۸۰۲ کی انجام مین اس عہدنامہ کی

مل گیا۔ اسوقت پیشوا کو بہگوڑا تہا۔ اور سیندہیا اور ہلکر کو اونکی اغراض ذاتی مختلف تہین جو
اونکی نیت متضاد تہین مگر دونو بار بار لارڈ ولزلی کو محرک تہی کہ وہ پونہ کی مقدمہ کو فیصل کر دے
پس یہہ وقت ایک نعمت غیر مترقبہ تہی جسکی بہر پانہ آنکی امید تہی کہ اس دانشمند فرزانہ نے پیشوا
سے یہہ عہد کرکے تمام ون دعوؤں کی انفصال کو جو نظام پر مرہٹے رکہتے تہی اپنے اختیار مین لے لیا
اور تمام دربار پونہ کی معاملات مین اپنی تئین بزرگ اور بلند مرتبہ بنا لیا۔ اس عہد نامہ بسین سے
ہندوستان کی صلاح و فلاح و امن و امان کے دروازے کہل گئے۔

اگر یہہ تدبیر نہ کی جاتی تو ہلکر کے ساتہہ تو لڑائی ٹہن جانے مین کچہہ شبہہ نہ تہا اور سارے مرہٹون کے
ساتہہ ستیزہ آرائی کا احتمال قوی تہا۔ غرض گورنر جنرل کو اس عہد نامہ سے یہہ امید قوی تہی
کہ پیشوا سے جو یہہ عہد پیمان ہوئے وہ سارے مرہٹون کے پیشوا سے ہوجائینگی جب سر ہاتہہ مین آگیا تو
اور اعضا خود بخود قابو مین آجائینگے۔ اوس سے سلطنت انگریزی کی بنیاد مستحکم استوار ہوجائیگی
اور فرانسیسو نکا بالکل استیصال مرہٹون کے ہان سے ہوجائیگا۔ مگر اسکے گورنر جنرل اس مغالطہ
مین پڑا کہ ایک جز پر کل کا قیاس کیا۔ یہہ وسکی مثال ایسی تہی جیسے کوئی کہے کہ سر دہڑ اور
اعضا سے انسان مرکب ہے۔ اور انسان حیوان ناطق ہے تو پہر بہی اوسکا حیوان ناطق ہے۔
یہہ خیال کرنا ہی غلط تہا کہ پیشوا کی قدرت جو اس عہد پیمان سے برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ شامل
ہوگئی تو اوس سے برٹش گورنمنٹ کو سارے ہندوستان پر ایسا تسلط حاصل ہوگیا کہ ہر جگہہ اوسکو اختیار
مل گیا کہ امن رکہے اور عدالت کا بساط بچہائے اور سلطنت پر اپنے احکام چلائے اور اوسے اطاعت کرائے
تہوڑے دنون کے بعد تجربہ سے اس امر کا مشاہدہ ہوگیا کہ پیشوا کے ساتہہ عہد و پیمان اور مرہٹون کے
ساتہہ نہ ہونے تا قائم رکہا اور نہ ہندوستان مین اوس سے امن رہا۔ بلکہ اسکے سبب سے جنگ کا
بازار گرم ہوا کہ دلال قضا و قدر ایسے سستے بیچے کہ کبہی نہ بیچے تہے۔ گو آخر کو نتیجہ
یہہ ہوا کہ مرہٹون کی سلطنتین سب انگلش گورنمنٹ کی تابع ہوئین مگر یہہ نتیجہ جنگ و لڑائی اور
کچہہ صلحنامہ بسین کا نتیجہ نہ تہا۔ اگر یہہ عہد نامہ نہ ہوتا تو بہی یہی نتیجہ ہوتا جو ہوا

غرض جو اثر اس عہدنامے کے تھے یہہ ہے کہ اول مرہٹون کے سردارون کے ساتھہ لڑائی ہو - دوم فتحیابی کے وسائل اوس سے پیدا ہون - اب لڑائی کی نسبت یہہ کہا جائے کہ وہ اچھی چیز ہے تو آسانی سے بغیر اس عہدنامے کے پیدا ہو سکتی تھی - تو اس اعتبار سے عہدنامہ بسین کسی تعریف کا مستحق نہین ہے - اب دوسرے امر کی نسبت جو یہہ تعریف کیجاتی ہے کہ اوسکے سبب سے فتحیابی کے وسائل یہہ پیدا ہوئے کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین اتفاق نہ ہو سکا سو یہہ بڑا سبب انگریزون کی فتح کا ہوا - بیشک اس صلح کے سبب سے پیشوا انگریزون کی مخالفت سے باز رہا مگر اوسکے ساتھہ ہی یہہ ہوا کہ اور سب سردار مرہٹون کے انگریزون سے لڑنے کے لئے متفق ہوئے - غرض ایسی مخالف و موافق بہت سی تقریرین کہانتک لکھین کوئی کہتا ہے کہ مرہٹون سے لڑائیان فقط اس عہدنامہ کے سبب سے ہوئین کوئی کہتا ہے کہ لڑائیان تو ضرور مرہٹون سے بغیر عہدنامے کے بھی ہوتین بڑا کام اس عہدنامہ سے یہہ نکلا کہ پیشوا اوسکے ساتھہ نہین ہوا - اس فتح کا دوسرا فائدہ یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسیون کی قوت کا استیصال بالکل مرہٹون کے ہان سے ہو گئی اسکا بیان بعد واقعات کے بیان کے کرینگے -

سندھیا اور برار کے راجا کی انگریزون سی لڑائی

(۸) جب اس عہدنامہ بسین سے مرہٹون کی دار السلطنت مین انگریزون کا پہرا جما اور پیشوا اونکے پنجے مین پھنسا تو مرہٹون کے سردارون کو از حد رنج و ملال ہوا - بلند بلا شون کو سودا ہوا کہ اسکا کچھہ علاج کرنا چاہئے سیندھیا جو یہہ چاہتا تھا کہ گورنر جنرل واسطے اس کے پیشوا کو پونہ مین بحال کرے تو اوسکا یہہ مطلب تھا کہ اس سبب سے پھر اوسکو اپنا اقتدار اور اختیار حاصل ہو اور پیشوا اوسکا ذلیل ہو کر رہے جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اپنی چھاتی پکڑ کر بیٹھہ گیا اور سودائے خام جو دکن کی سلطنت کا پکا رہا تھا وہ سب کافور ہوا - اوسنے کہا کہ اس عہدنامہ سے تو ہمارے سر کی پگڑی اوتر گئی - لارڈ ولزلی نے سیندھیا پاس بھی یہہ پیغام بھیجا کہ تم بھی ہمارے ساتھہ اسی قسم کے عہد و پیمان کر لو جیسے پیشوا نے کئے ہین مگر سیندھیا کے ذہن مین یہہ بات خوب سمائی ہوئی تھی کہ یہہ عہد و پیمان وہ ہین کہ مرہٹون کی سلطنت کا ویسا ہی ستیاناس آخر کو بلا وینگے جیسا کہ مرہٹون کی چوتھہ نے سلطنت مغلیہ کا استیصال کر دیا ہے - اوسنے فوراً اپنے مدار المہام کو راجہ برار پاس یہہ پیغام دیکر بھیجا

تم سب کا بلندی پر چڑہا چلا جاتا ہی اوسکو چاہیئے کہ ہم سردار آپس مین اتفاق کر کے نیچے گرائین
اور خاک مین ملائین اور یہہ اونکا راجہ سیواجی کے خاندان مین سے تہا وہ پیشوا ہونیکے لئے سیکڑون منصوبے
باندہ رہا تہا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے اسپر بجے عہدنامہ کے موافق باجے راؤ
کے بحال کرنیکا ارادہ کیا ہی تو اوسکی چہاتی مین ایک پہانس سی لگ گئی ساری امیدین مٹی ہو گئین۔
جب سیندہیا کا یہہ پیغام پہنچا تو منہ مانگی مراد ملی۔ وہ تو اسکی دعائین خدا سے مانگ ہی رہا تہا۔ وہ
اوسکے ساتہہ متفق ہی نہین ہوا بلکہ حقیقت مین انگریزونکے ساتہہ سارے جنگ پیکار کی تدابیر کا بانی و مبانی
ہو گیا۔ اب پیشوا کی عادت مین ایک جہنجہنی نہ تہی دورنگی طینت مین اور دوروئی طبیعت مین ٹہوس ٹہوس
کر بہری ہوئی تہی۔ عہدنامہ پر مہر کی چہاپ لگاتی ہی نیت مین اوسکے فساد آیا۔ اور اوسنے یہہ چاہا کہ عہد و پیمان
سے پہر جاؤن۔ اوسنے ایک بہت معتبر و معتمد اپنا دولت راؤ سیندہیا اور راجہ برار پاس بہیجا اور
ظاہر انگریزونپر یہہ کیا کہ مین یہہ آدمی اسلئے بہیجتا ہون کہ مین نے جو عہدنامہ انگریزون سے کیا ہے
اوسپر وہ بہی راضی ہو جائین مگر باطن مین اصل مقصد اوسکا یہہ تہا کہ وہ دونو پونہ مین آجائین جس سے
یہہ عہدنامہ ہی باطل ہو جائے۔ ہلکر نے جب دیکہا کہ لارڈ ولزلی نے میری منصوبے کو الٹ دیا اور انگریزی پیشوا
کے بحال کرنیکے لئے پونہ کی طرف بہیجے تو وہ پونہ کو چہوڑ کر شمال کی طرف چلا گیا۔ راجہ برار نے
ہلکر کو بہی سمجہا بجہا کر دولت راؤ سیندہیا کے ساتہہ مصالحت ان شرائط پر کرادی۔ کہ سیندہیا
سارا ملک جو ہلکر کے خاندان کا تہا اوسکو دیدے اور کہنڈی راؤ اوسکے بہتیجے کو چہوڑ دے۔ اگرچہ اوسنے
عہدنامہ پر دستخط کر دئے اور اپنی خاندان کی ساری ریاست پر قبضہ پالیا۔ مگر لشکر لیکر کبہی سیندہیا کی ساتہہ
شریک ہوا اور یہہ بہانہ بناتا رہا کہ میری پاس روپیہ نہین ہے کہ اپنی سپاہ کی چڑہی ہوئی تنخواہ دون امیر خان
جو ہلکر کی سوانح عمری اپنی قلم سے تحریر کی ہے اوسمین وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ جب راجہ برار اور مہاراجہ
سیندہیا نے سنا کہ پیشوا کو انگریزون نے عہد و پیمان کر لئے تو دونون نے ایک اپنا سوار معتمد سفیر ہلکر پاس
بہیجا اور کہلا بہیجا کہ پیشوا نے تو یہہ غضب کیا کہ انگریزون کو اپنا حامی بنایا اور اونکی سپاہ کو داخل کر لیا اب سیندہیا و
[illegible] پاس نہین رہ سکتا اسلئے مناسب ہے کہ اب ہم سب آپس کے جہگڑون کو سمیٹ کر [illegible] کرین

اور اونکو بالکل بہول جائین اور سب اپنی قوم کی عزت و آبرو کے لئے ایک تن من ہوکر اپنے ملک سے انگریزون کے نکالنے مین کوشش کرین۔ اور ایسے آپس مین دوست ہو جائین کہ جہان ایک کا پسینا گرے دوسرا وہان اپنا خون گرادے۔ اور بعد اسکے آپسکے جہگڑے پہر فیصل ہو رہینگے۔ اسپر ہلکر نے امیرخان سے صلاح پوچھی۔ اوسکی مشورت سے چند شرائط صلح سیندہیا اور راجہ برار کے سامنے پیش کی گئین اور اونہون نے منظور کرلین۔ اور امیرخان مخفی سپاہ ہلکر کی لیکر چلا گیا مگر آسئی کی لڑائی کی خبر سنکر واپس چلا آیا اسکی انگریزونکو خبر بہی نہین ہوئی۔ پرنسپ صاحب نے جب امیرخان کی اس کتاب کا ترجمہ چہاپا ہے تو یہہ حال معلوم ہوا ہے۔ جسوقت کہ سیندہیا کی لڑائی انگریزون کے ساتھہ شروع ہوئی اوسوقت ہیتوا اوس نے اپنی بہو کی سپاہ کو چہوڑ دیا کہ ملک لوٹ کہائے۔ ہیتوا اوس نے سیندہیا کے تمام ملک کو جو مالوہ مین تہا دبا لیا اور اوسکا دلی دوست امیرخان ایک اور طرف ملک کو تاخت و تاراج کرتا چلا گیا۔

(۹) گو لارڈ ولزلی کو یہہ حال معلوم تہا کہ سیندہیا اور راجہ برار کی کشش خواہش اور اونکی آمیزش مقصود باہم سازش کر رہے ہین مگر پہر بہی اونہون نے اونکے ساتھہ رسل و رسائل کا رشتہ منقطع نہین کیا اور آشتی طلب رہے اور تجاہل عارفانہ برتتے رہے۔ یہی آرزو بیان کرتے رہے کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ ہم مین اتفاق رہے تو اچہا ہے عناد و فساد برپا نہ ہو۔ مگر اسکے ساتھہ یہہ بہی تہا کہ بسین کے عہدنامہ مین بال برابر فرق نہ آئے۔ اگر اومین کسی کے فتور ڈالنے کا قصد ہو تو پہر ہاتہہ پیر ہلانے کو بہی اوسکے ساتھہ موجود ہون۔ اب اونہون نے حیدرآباد کی تمام سپاہ انگریزی کو جو وہان تہی یہہ حکم بہیجا کہ کرنیل سٹیونسن صاحب کے ساتھہ روانہ ہو اور اوسکے ساتھہ نظام کا لشکر بہی ۶ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار روانہ ہوئے۔ یہہ فوج ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو پورینڈا مین بمبئی سے ۱۲۶ میل پر آپہونچی۔ اور جنرل ولزلی کو بہی حکم بہیجا گیا کہ وہ میسور سے کہ بمبئی سے ۶۰۰ میل ہے روانہ ہون۔ ۸ ہزار پیادہ اور ۱۷ سو سوار اور دو ہزار مشہور سوار میسور کے لیکر روانہ ہوئے جنرل ولزلی نے جو دوندیا واگ کو خاک مین ملایا تہا تو اونکی بڑی دہاک ان اضلاع مین ہوگئی اور اونکو سب جاگیردار اپنا قبلہ و کعبہ جاننے لگے تہے۔ اسوقت چہہ سرداران مرہٹہ کے دس ہزار سپاہ بہی اونکے ساتھہ ہوگئی۔ گو وہ پیشوا کی بدسلوکیون سے بہت ناراض تہے مگر

زور سے وہ ساتھ ہو گئے۔ یہان پیشوا سی پہلے ہی ٹھہرا لی تھی کہ جاگیردار اوسکے تخت کے گرد جمع رہین
بلکہ پونا سے جب گیا ہی تو امرت راؤ پاس میدرہ سو سپاہ چھوڑ گیا تھا جب وسکو جنرل ولزلی
کے آنیکی خبر ملی تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جب انگریز پاس آئین تو پونا کو آگ دیکر خوب اونکو جلائے اور اپنا
کلیجہ ٹھنڈا کیجئے۔ کہ جب دشمن یہان آئین تو سوا خاک کی کچھہ نہ پائین۔ مگر یہہ شعلہ السیانہ تہا کہ اپنے شرر
نہ دکھاتا۔ جنرل ولزلی کو بھی اوسکی خبر لگ گئی وہ یہہ سنتے ہی بجلی کی طرح چمکا اور ۳۲ گھنٹے مین ۶۰ میل طے
کر کے دفعتہ مرہٹون کے سر پر جا پہنچا۔ جیسے طوفان مخالفون نے دیکہا تو پھر اونکے ہاتھہ کہان تہے
کہ پونا مین آگ لگانے۔ مخالف تتر بتر ہوئے اور جو پیشوا کے ہوا خواہ تہے وہ جنرل صاحب کے استقبال کو لئے
حاضر ہوئے۔ غرض اس فرزانہ یگانہ کی اب تدبیری پونا کی آگ بجھہ گئی ور وہ تباہ اور خاک سیاہ نہ ہوا۔
پیشوا بھی کرنیل کلوز کے ہمراہ بسین سے چلے۔ پنڈتون نے بچار کر کے ۱۳ مئی ۱۸۰۳ع کو نیک گھڑی دار الخلافہ
مین داخل ہونے کی بتلائی۔ وہ اوسی دن اور ساعت مین اپنی دار الخلافہ مین آیا اور تخت سلطنت پر
جلوہ افزا ہوا۔ اور انگریزی توپون نے شلک سلامی کی اوڑائی۔

پونا کا فتح ہونا

(۱۰) اب سیندھیا کا حال روز بروز اور زیادہ کہلتا جاتا تہا۔ وہ اوجین سے ایک ردوے بزرگ
لیکر راجہ ناگپور کے سپاہ سے ملنے چلا۔ یہہ راجہ بھی ۴ اپریل کو ایک لشکر کثیر لیکر چلا تہا۔ راجہ اور
سیندھیا نے رزیڈنٹ پونہ کو اطلاع دی کہ ہم پونہ کو آتے ہین تاکہ مقدمات پیشوا کا انفصال
کرین۔ رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس طرف آئیگا تو ہماری اور آپ کی بگڑ جائیگی۔ اور معلوم نہین
آگے کیا ہو۔ اسکا جواب سیندھیا نے یہہ دیا کہ مین عہد نامہ بسین کا کفیل تہا بغیر میری مرضی کے
اور سارے مرہٹون کے سردارون کی اجازت کے پیشوا مجاز نہ تہا کہ وہ ایک ایسا عہد نامہ انگریزون سے کر لیتا۔ اور ہم جو
پونا کی طرف آتے ہین تو پیشوا کے بلائی ہوئے آتی ہین۔ وہ ہم کو بار بار لکھہ چکا ہے کہ آؤ آؤ۔ اب پیشوا کی دو دو رنگی
تو دیکھئے کہ یہان کرنیل کلوز سے اوسنے یہہ کہا کہ مین نے اونکو بار بار منع کیا ہے کہ ادہر مت آؤ۔ اب سیندھیا
چارون طرف کاغذ کے گھوڑے دوڑا رہا تہا اور سارے مرہٹون کے سردارون کو اپنی طرف گھسیٹ رہا تہا اور
نظام کے لئے سب کو شتاب لکہ دے رہا تہا۔ غرض اب اسمین کچھہ شک باقی نہین رہا تہا کہ مرہٹون سے

لڑائی شروع ہو جائیگی اسواسطے کرنیل کولنس ریزیڈنٹ جو سیندھیا کے پاس تہا اوسکو گورنر جنرل
نے لکھا کہ وہ سیندھیا سے صاف صاف اوسکے ارادونکا حال پوچھے۔ چنانچہ ریزیڈنٹ صاحب کی ملاقات
سیندھیا سے ۲۸ مئی کو ہوئی۔ اونہون نے اول تمام عہدنامہ بسین حرف بحرف اوسکو سنایا اور پہر پوچھا
کہ بتلائیے اسمین کونسی ایسی بات ہی کہ آپکے اغراض کی مخالف ہی۔ اور آپ کی حق مین مضر ہے اور کسی استحقاق
کو باطل کرتی ہے۔ اسپر مہاراجہ کے وزیر نے اور خود اوسنے کہا کہ اسمین کوئی بات ہماری خلاف نہین
ہے۔ پہر کرنیل کولنس نے یہہ بیان کیا کہ مہاراج اور راجہ برار مین عہد و پیمان ہوئے ہین اور آپ دونو
مین قریب ملاقات ہونیوالی ہے جسونت راؤ ہلکر سے بہی مصالحت ہوگئی ہے ایک وکیل اوسکے پاس
ہے۔ اور مہاراج کو اسکا بہی اقرار ہے کہ مین اور راجہ برار دونو ملکر پونہ کی طرف جائینگے
نا ایسی جمع ہوئی ہین کہ جسسے مجھے شبہ ہوتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مخالفت کا ارادہ آپ کا ہے
ن مسند پر بیٹھہ چکا ہے پہر اب کیا ضرور ہے کہ وہان جائے۔ مہاراج کا دکن مین رہنا بہت دنون
نگا بلکہ مضر ہوگا۔ اسلیئے جس دشمن سے آپ موافقت کرنے آئے ہین وہ نربدا کے جنوب مین ہے
لہ آپ سے صاف صاف پوچہون کہ پہر مہاراج اور راجہ برار اور ہلکر مین کیون
ے اشتباہ قوی ہوتا ہے کہ ان سب دوستون کا ارادہ ہے کہ پیشوا یا نظام یا
ہین اور جو برٹش گورنمنٹ اور پیشوا کے باہم عہد و پیمان ہوئے ہین
یڈنٹ نے مکرر اس بات کو کہا کہ برٹش گورنمنٹ کو استحقاق تہا کہ باہم عہد
مین کچہہ مہاراج کے لئے کوئی خرابی نہین پیدا ہوئی۔ اسکے جواب مین
دولت راؤ سیندھیا نے کہا کہ میرا ارادہ یہہ نہین ہے کہ پیشوا یا نظام یا کسی اور سرکار کمپنی کے
رفیق پر حملہ آور ہون۔ اور پہر جو عہد و پیمان راجہ برار اور جسونت راؤ ہلکر سے ہوئے ہین اونکو
مین بیان نہین کر سکتا ہون جب تک میری راجہ برار سے ملاقات نہو۔ ہر چند ریزیڈنٹ نے اپنی طرز سخن کو
بدلا کبہی درشتی کبہی نرمی — مگر یہی نہ معلوم ہوا کہ مہاراجہ سیندھیا کو بسین کے عہدنامہ سے
مخالفت ہی یا نہین — سیندھیا کو اطلاع دی گئی کہ اگر اوسکا یہی حال رہیگا تو

تیار ہان اوسکی سرحد پر کر دیگی۔ اور سارا اوسکے ملک پر ان واحد مین حملہ آور ہوگی۔ غرض ان دہمکیون
کے جواب مین اوس نے یہہ جواب دیا کہ راجہ برار مجہسے چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اب اوسکی ملاقات ہوگی
تو مین آپکو یہہ جواب دونگا کہ صلح رہیگی یا جنگ ہوگی۔ یہہ جواب دیا اور سیندہیا کا لشکر عظیم کے
ساتہہ نظام اور پیشوا کے ملکون پر چلا آتا اور راجہ برار کا لشکر کثیر کے ساتہہ حرکت کرتا۔ اور پہران دونو
دوستون مین صلاح اور مشورہ ہوکر انگریزون کے ساتہہ جنگ آشتی کا موعود ہوتا۔ ان سب باتون کو لارڈ
ولزلی سرکار کمپنی کی شان مین ایک گستاخی سمجہا اور اب یقین ہوگیا کہ مرہٹون سے لڑائی شروع
ہوگی۔ اب یہہ معاملہ اور پیچیدار اس سبب سے ہوگیا کہ ان دنون مین فرانسیسون کا بیڑا پانڈیچری
مین آیا تہا جسکو سیندہیا نے تمام اپنی فوج کے سر گروہون مین اڑا دیا کہ فرانسیس نے ہم فیقون کی کمک
بہیجی ہے۔ دو مہینے تک سیندہیا رزیڈنٹ سے اوپر گفتگو کرتا رہا اور ہر ملک کو کہتا رہا کہ وہ تاپتی
سے پار اونر کر یہم سے آن ملے۔ اس عرصہ مین پیشوا بہی اپنی نفاق کیشی سے باز نہ رہے سیندہیا
کو تو برابر لکہتے ہی کہ تم فورًا پونہ مین چلے آو۔ انگریزی لشکر کے لئے اسباب ضروری کے بہم پہنچانے مین بے
پروائی کی اور اور طرح سے بہی انگریزون کو دقت مین ڈالا۔ لارڈ ولزلی نے یہہ سوچا کہ مین معرکہ آرائی کے
میدان سے دور بیٹہا ہون۔ ایک بات کو جواب دینے مین چہہ ہفتے لگتے ہین۔ وقت گرامی یون ہی ضائع جاتا
جسکا کچہہ بدل نہین ہو سکتا۔ اسلئے بہتر ہوگا کہ جو افسر بر سر موقع ہین انکو اختیار دیدون۔ اونہون نے تمام کام
کی جوابدہی اپنے ذمہ لیکر ۲۶ جون ۱۸۰۳ء کو دکن مین مرہٹون کے باب مین تمام معاملات کے اندر جنرل ولزلی
کو کل اختیار دیدیا۔ اور اپنی رائین اور تدابیر انتظام بہی لکہہ بہیجین۔ ان اختیارات کے دینے پر لارڈ
ولزلی سے بڑی بازپرس ملک والایت نے کی۔

۱۴ مئی ۱۸۰۳ء کو گورنر جنرل نے ایک خط دولت راو سیندہیا اور راگہو بہونسلا کو لکہا
جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ برٹش گورنمنٹ نے بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات ایسی نہین داخل کی کہ دونو
راجاؤن کے حق مین مضر ہو۔ بلکہ اوسی قسم کے عہد وپیمان دونو راجاؤن سے کرنی چاہتی ہے جس سے عقل کے
حق مین بہبود اور فلاح ہو۔ مگر جو کچہہ کاروائی یہہ کر رہے ہین کہ ہمارے دست نظام کے حد تک

لشکر گران لیے کہڑی ہین اوسیسے ہمارے دل مین شبہہ ہوتا ہے کہ اونکی نیتون مین فساد ہے ہم کو لڑنا پسند نہین آتا جہانتک ہم سے ہوسکیگا آشتی طلبی کو ہاتھہ سے نہین دینگے لیکن اگر یہہ لشکر یہان سے نہین ٹلے گا اور سیندہیا نربدا کے شمال مین نہ چلا جائیگا تو ہم اسکے منتظر نہین رہینگے کہ کوئی ہم پر حملہ کرے تو لڑین بلکہ خود حملہ کرنے مین پیش قدمی کرینگے۔ ۴ جون کو راجہ برار اور سیندہیا سے بہی ملاقات ہوئی۔ ۹ جون کو رزیڈنٹ نے اس خط کا جواب دینے مانگا۔ راجہ برار کی ملاقات پر وہ موعود تہا۔ ۱۲ کو ایک ونٹ بیٹا گ جواب خط کا آیا۔ او سپر رزیڈنٹ نے جہنجلا کر کہلا بہیجا کہ اگر وہ ارادہ کو صاف صاف نہین بیان کریگا۔ اور نربدا کے جنوب مین آگے بڑہیگا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ قطعی جنگ کا اظہار ہوگا۔ پہر اسکا جواب یہہ آیا کہ دو تین روز مین مفصل حال عرض کیا جائیگا انجام ۴ جولائی کو رزیڈنٹ کی ملاقات راجہ برار کے خیمہ مین مہاراجہ سیندہیا سے ہوئی اول وہی باتین ہوئین کہ بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات آپکے خلاف نہین ہے۔ اور گورنر جنرل دونون راجاون کو اپنا قدیم شفیق رفیق سمجہتا ہے اور اتحاد کے سلسلہ کو قطع کرنا نہین چاہتا۔ اور ہمیشہ اونکی ہواخواہی اور ترقی کی آرزو رکہتا ہے بشرطیکہ اونکی طرف سے کوئی حملہ مین پیش دستی اور زیادتی نہ ہو ان دونو راجاون کی طرف سے وزیر راجہ برار نے یہہ جواب دیا کہ پیشوا کو یہہ لازم نہ تہا کہ یہہ عہدوپیمان بسین بغیر تمام مرہٹون کے سردارون کے صلاح و مشورہ کے انگریزون سے کرتا۔ اوسمین ساری قوم کے بہت اغراض متعلق ہین اور ہمکو شرائط کی نسبت بہت کچہہ کہنا ہے۔ اوسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ جو کچہہ عہدنامہ بسین کی نسبت کہنا ہو وہ لکہکر مجہے دیدیجئے مین گورنر جنرل کے ملاحظہ کے واسطے بہجوا دونگا پہر اونہون نے کہا کہ ہمارا ہرگز ارادہ نہین ہے کہ ہم سرکار انگلشیہ سے لڑین۔ اور جو پیشوا سے عہدوپیمان ہوئے ہین اونکا مقابلہ کرین اور یہہ وعدہ کیا کہ نہ اونکی فوج پونہ کی طرف آگے بڑہیگی۔ اور نہ اجنٹی گہاٹ پر چڑہیگی۔ لشکر انگریزی گوداوری کے پار آگیا ہے اور اجنٹی گہاٹ پر چڑہتا ہے اوسکو اب مہربانی کر کے آگے بڑہنے سے منع کیجئے۔ اسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ آپ کا ارادہ آشتی کا ہے تو یہہ واجب ہے کہ مہاراجہ سیندہیا اپنے لشکر کو نربدا پار لیجائے اور راجہ برار اپنی دارالریاست ...

چلا جاوے۔ جبتک یہہ نہوگا لشکر انگریزی پیچھے نہین ہٹنے کا۔

۱۸ جولائی سنہ ۱۸۰۳ کو جنرل ولزلی کو اپنے تمام اختیارات ملنے کا حکم پہونچ گیا۔ اوسنے فوراً مہاراجہ سیندہیا اور راجہ برار کو لکہا کہ اگر آپ کو سرکار انگریزی کے ساتہہ سررشتۂ اتحاد قائم رکہنا منظور ہے تو اپنی سپاہ کو اپنے مقامات سے پرے ہٹا کر سیندہیا مالوہ چلا جاوے اور راگہوجی بہونسلا برار کی راہ لے۔ پہر مین بہی اپنی انگریزی سپاہ کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدونگا۔ مگر اس درخواست کے جواب مین ایک ہفتہ تک لیت و لعل لگایا۔ اور مشرقی سادہ لوحی اور نفاق کیشی کو ظاہر کیا اور یہہ جواب دیا کہ وہ اور اوسکے دوست بہی اپنی لشکر کو اس سبب سے ہندوستان کی طرف سے حرکت نہین دیسکتے ہین کہ پیشوا کے ساتہہ عہد و پیمان کی تکمیل نہین ہوئی۔ جنرل ولزلی ان بے سر و پا جوابون سے تہک گیا اور اوسنے لکہا کہ چوبیس گہنٹے مین ایک قطعی جواب اسکا دو اوسپر یہہ سیندہیا نے کہلا بہیجا کہ پہلے وہ اپنے لشکر کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدے پیچھے ہم چالیس میل برہانپور سے پرے ہٹ جاوینگے۔ سر جنرل ولزلی نے لکہا کہ آپ کی یہہ مرضی ہے کہ مین اپنی لشکر کو بمبئی اور مدراس اور سری رنگ پٹن بہیجدون کہ یہہ ملک بے حفاظت ہوجاوے اور آپ سب اپنی لشکر سمیت یہین پڑے رہین اور پہر جو جی مین آوے کرین۔ خیر اب مین نے آپ سے تمام باتین آشتی طلبی کی کہین مگر آپ نے نبرد آزمائی کی ٹہرائی اچہا بسم اللہ۔ ۱۳ اگست کو کرنیل کولنس سیندہیا کی کیمپ سے چلے آئے اور مرہٹون کی جنگ سنہ ۱۸۰۳ کو شروع ہوئی۔

(۱۱) لارڈ ولزلی نے جب دیکہا کہ اب سیندہیا اور راجہ برار دونون سے لڑائی آن پڑی۔ تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جہان جہان ہندوستان مین ان دونو راجاون کے ملک و علاقے ہین اون سب پر ایک ہی دفعہ حملہ کیا جاوے گو ایک طرف لڑائی کے میدانون مین فصل سات سو میل کا واقع تہا اور دوسری طرف ہزار میل۔ اس لڑائی کا سارا دارومدار لارڈ ولزلی پر تہا۔ اس عالی شان والا فطرت نے شہنشاہانہ شوکت سے ان ہندوستان کی لڑائیون کی تیاریان کین وہ بہلا پہلے کب ہوئی تہین۔ دکن کے اندر حیدرآباد اور پونہ کی حفاظت کے واسطے تین ہزار چہہ سو سپاہ متعین کی

اور جرنیل سٹورٹ کے زیر حکم آٹھ ہزار سپاہ اون اضلاع کی حفاظت کے واسطے مقرر کی جو کرشنا
اور تنگ بہدرا کے درمیان واقع ہے۔ جرنیل ولزلی کے ماتحت ۹ ہزار لشکر احمد نگر کے قریب اور
کرنیل سٹیونسن کے ماتحت ۸ ہزار گوداوری کے کنارہ پر سیندھیا اور راجہ برار سے لڑنیکے
لیے تیار کیا۔ اور لارڈ لیک کمانڈر انچیف دس ہزار پانچ سو سپاہ لیکر شمال میں ہندوستان کے اندر
موجود تھا کہ وہ سیندھیا کی سپاہ قواعد دان سے معرکہ آرا ہو اور اس جانب میں جو ملک سیندھیا
کے ہوں وہ اپنے قبضہ میں کر لے۔ ساتھ ہی تین ہزار سپاہ الہ آباد میں بندیل کھنڈ پر قبضہ کرنیکے لیے
آمادہ تھی۔ اور مغربی ساحل پر سات ہزار تین سو آدمیوں کا لشکر اضلاع گجرات میں سیندھیا کے علاقوں
قبضہ کرنیکے لیے کمر بستہ تھا اور پانچہزار دو سو آدمیوں کی کٹک ہاتھ صاف کرنے کے لیے بیٹھی تھی۔ ملک
راجہ برار کا تھا۔ غرض کل پچپن ہزار وہ سپاہ دل و گردہ کی جنہیں انگریزی علم مشرق میں آفتاب کی
طرح چمکایا تھا مسلح و کمر بستہ تھی۔ لشکر یہہ تھا لشکر کش وہ تھا کہ جسکی ذات میں بہت سی شرائط
گرامی فرمان فرمائی کی یہہ جمع تھیں عظمت و عطوفت عالی۔ حوصلہ فراخ۔ دریافت بلند۔
گرامی ذاتی۔ شجاعت اصلی۔ نیت درست۔ جد عظیم عمل شستہ۔ فکر عمیق۔ راجہ برار اور مہاراجہ سیندھیا
کی سپاہ کا تخمینہ ایک لاکھ کیا گیا ہے جسمیں پچاس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل قواعد دان فرنگستانی
افسروں کے ماتحت تھی۔ اور انکے ساتھ مناسب حال توپخانے سیکڑوں توپوں کے تھے۔ اب ہر لشکر کا
جدا جدا بیان کرتے ہیں کہ کیا کیا کارہائے نمایاں اونسے کیے۔

(۱۳) کرنیل کولنس جب سیندھیا کے کیمپ سے چلے آئے تو جرنیل ولزلی نے اول قصد احمد نگر کی
فتح کا کیا اور وہ اس ارادہ سے ۸ اگست سنہ ۱۸۰۳ کو والکی سے چلے۔ اور آتے ہی احمد نگر کے پیٹھ
کو لے لیا۔ اور قلعہ پر ۱۰ کو توپیں مارنی شروع کیں۔ ۱۱ کو قلعہ دار نے اس اقرار پر اپنی [illegible] حوالہ
کرنے کا پیغام بھیجا کہ جانوں کی امان اور لوگوں کو اپنے مال لیجانیکی اجازت دیجائے تو قلعہ
خالی کر دوں۔ ۱۲ کو قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔ ۳۴ آدمی مارے گئے اور گیارہ زخمی ہوئے۔ اور یہہ قلعہ
نامی گرامی ہند کا ہاتھ آیا۔ چاند سلطانہ سنہ ۱۵۹۵ء میں اسکا نام سارے ہندوستان میں [illegible]

علاقہ کے ہاتھ آ گئے ۔۰۰،۳۶ روپیہ کے ملک پر قبضہ ہو گیا۔ اب جرنیل صاحب نے اس ارادہ سے کہ سیندھیا
کے تمام ملک پر جو گوداوری کے جنوب میں ہے قبضہ ہو جائے۔ اس دریا سے ۲۴ اگست کو عبور کیا
اوسی روز سیندھیا اور راجہ برار نظام کے ملک میں بڑھ آتے ہوے داخل ہوگئے۔ ۲۹ کو جرنیل ولزلی
اورنگ آباد میں داخل ہوئے۔ دشمن جالناپور میں داخل ہوا۔ اوسکا ارادہ تھا کہ حیدرآباد
میں جائیگا معلوم ہوتا تھا۔ جرنیل اوسکے پیچھے پڑے تو اوسنے راہ بدل دی۔ کرنیل سٹیونسن نے
قلعہ جالناپور کو حملہ کرکے ۲ کو فتح کرلیا۔ دشمنوں نے شمال کی طرف درہ اجنٹی کی طرف جنبش
کی اور وہان وہ سیندھیا کی اون ۱۶ پلٹنوں سے جو زیر افسران فرانسیسی کے ماتحت تھی مل گیا۔
اب کرنیل سٹیونسن کا لشکر تو مغرب کی طرف اور جرنیل ولزلی کا لشکر مشرق کی طرف اون
پہاڑوں کے نیچے چل رہا تھا جو بدناپور اور جالنا کے درمیان میں ہیں ۲۳ کو جرنیل ولزلی پاس خبر
آئی کہ سیندھیا اور راجہ اپنے سواروں کو لیکر چلے گئے ہیں اور پیدل اپنے خیموں میں ابھی ۶ میل کے
فاصلہ پر پڑے ہیں۔ اس خبر پر جرنیل نے بغیر انتظار کرنیل سٹیونسن کے دشمن پر حملہ کا ارادہ
کیا۔ اور سفر شروع کیا۔ ۲۶ میل وہ چل چکا تھا کہ یکایک سیندھیا و راجہ برار کا لشکر اسی گانوں کے
متصل دریاے کیلنا کے کنارہ پر پڑا ہوا نظر آیا۔ پچاس ہزار سپاہ اور سو توپیں اوسمیں تھیں جرنیل
ولزلی پاس چار ہزار یا پانچ سو سپاہ تھی اس کثرت سپاہ کا کچھ خیال اوسنے نہ کیا اور اسی اپنی
تھوڑی سی جمعیت سے اوس ٹڈی دل پر جا پڑا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ اور دونو فریق خوب ہی
توڑ توڑ کر لڑے سیندھیا کی پلٹنوں نے داد جوانمردی دی۔ انگریزی لشکر میں ۳ پلٹنیں اور ایک سو نمبر
رسالہ اور چھہ ہی پلٹنیں ہندوستانی تھیں اپنے بہادری شجاعت کو دکھایا۔ گورے اگرچہ تین سو تھے مگر
اپنی مردانگی اور دلاوری کے جوش میں انگریزوں کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ دشمن کے لشکر کے
پیر اوکھڑ دیے اور اوسکو سنگینوں پر رکھ لیا اور دھکیلتے دھکیلتے اوسکو جوا میں گھسا دیا۔ راجہ
برار تو پہلے ہی بندوق کی آواز سنتے ہی چلتا ہوا سیندھیا بھی اوسکے پیچھے بھاگ گیا۔ پھر فتح
ہوئی اور دشمنوں کی ۹۸ توپیں ہاتھ لگیں اور اوسکے ۱۲۰۰ سو آدمی میدان جنگ میں

طعمۂ اجل ہوئے۔ انگریزی لشکر مین ۴۲۸ سپاہی مارے گئے اور ۱۱۳۸ زخمی ہوئے غرض نصف و ثلث کے درمیان لشکر بیکار ہوگیا۔ اس قیمت مین فتح نہایت گران تہی۔ اس لڑائی پر یہہ اعتراض ہین کہ کسی حصول مقصد کے لئے نہ تہی آدمیونکو ضائع کرنا و انائی سے بعید تہا۔ دوم کرنیل سٹیونسن کے ملنے کا انتظار نہ کیا اگر اوسکو ساتہہ لیکر یہہ لڑائی ہوتی تو فتح کے نتیجے نہایت عمدہ ظہور مین آتے۔ سر طامس منرو نے اپنی راے اس لڑائی کی نسبت یہہ ظاہر کی کہ اگر اسی مین لڑنا کوئی غلطی کی بات ہو مگر لڑائی نہایت خوبی کے ساتہہ لڑی گئی۔ جنرل ولزلی نے جو کام کہ زیادہ عقل و دانش سے کیا جس چیز کی ضرورت آ کر پڑی اوسکو مہیا کر دیا۔ جنرل ولزلی نے خود لکہا ہے کہ ایک ضلع کی غلطی نام کے سبب سے یہہ اتفاق دشمن سے مٹ بہیڑ کا ہوگیا۔ اگر یہہ مین لڑائی نہ لڑتا تو دشمن ضرور کچہہ نہ کچہہ نقصان پہنچاتا۔ کرنیل سٹیونسن بہی ۲۴ کو وہان پہنچے۔ اور وہ دشمن کی تعاقب مین بہیجے گئے جنرل ولزلی کا لشکر ایسا نہ تہا کہ دشمن کی پیچہے پڑتا۔ اگرچہ دشمن کو یہہ شکست ہوئی تہی مگر اوسکے بہاگنے مین بہی نہ تہی وہ بے خوف مغرب کی طرف دریاے تاپتی کی کنارہ کنارہ جاتا تہا۔ پونہ کیطرف جانیکا ارادہ معلوم ہوتا تہا۔ سر جنرل ولزلی نے کرنیل سٹیونسن کو حکم بہیجا کہ وہ پہلے برہان پور اور اسیر گڈہ کی قلعونکو خاندیس مین ختم کرلے۔ یہہ خبر سنکر راجہ برار اور سیندہیا بلکہ بہی جدا ہوگئے۔ اور خاندیس کی حفاظت کے واسطے چلے۔ اب کرنیل سٹیونسن نے برہان پور کو ۱۵ اکتوبر کو بے لڑے بہڑے لے لیا۔ اور ۱۸ اکتوبر کو وہ اسیر گڈہ کی طرف چلے ہندوستانی اس قلعہ کو کلید دکن کہتے تہی۔ ۱۸ کو کرنیل صاحب نے پہنچ لیا۔ اور ۲۰ کو توپخانہ قلعہ پر لگادیا۔ اہل قلعہ نے ایک گہنٹہ کے بعد اپنے تئین حوالہ کردیا۔ پس ان دو قلعونکے ہاتہہ لگنے سے دکن مین کوئی ملک سیندہیا کا نہ رہا اب فقط برار کی خبر لینی باقی رہی۔ کرنیل سٹیونسن کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ گوال گڈہ کو جاکر محاصرہ کرے راجہ برار کا یہہ قلعہ نہایت مستحکم اور استوار مشہور ہے اور یہہ بہی لوگ کہتے تہے کہ خزانہ اوسکا وہان ہے۔

(۱۳۳) نومبر کے اول ہفتہ مین جسونت راو ہلکر دہار اور ایک اور کوئی (ارادہ چہوڑ) دیا

سیندھیا کی طرف سے پیغام صلح لیکر انگریزی خیمون مین جنرل ولزلی کے پاس آئی۔ اسی لڑائی
کے بعد ۱۲ اکتوبر کو بالاجی کنجور جو پیشوا کا بڑا مدار المہام تھا اور باوجود لڑائی کی سیندھیا
کے خیمہ مین تھا اوسنی جنرل ولزلی کو خط لکھا تھا کہ ایک انگریزی افسر اور ایک نظام کا افسر سیندھیا
کے خیمون مین آپ بھیجدین کہ صلح کے عہد و پیمان مرتب ہو جائین۔ مگر اول اس خط پر سیندھیا
کی مُہر نہ تھی دوسرے اسمین بھی انگریزون کی کسر شان تھی کہ دشمن کے پاس ایک افسر دکھا جاے
جس سے ہندوستانیون کے دل مین یہہ یقین ہو کہ انگریز خود صلح کے لئے منت کش ہوئی ہین۔ ان باتون
خیال کرکے جرنیل ولزلی نی اپنے افسرون کے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہہ لکھہ بھیجا کہ جو اودسے افسر
پیغام صلح لیکر آوینگے تو اونکے حال پر متوجہ ہونگا۔ جب یہہ دو آدمی آگئے تھے تو اون پاس کوئی
سند ایسی نہ تھی کہ جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سیندھیا کے بھیجے ہوئے آئے تھے۔ اگرچہ وہ اس قابل تھے
کہ بیعزت کرکے نکالدئے جاتے مگر جرنیل صاحب نے اپنے اخلاق کے سبب سے کہا کہ کیمپ مین جب تک
رہو کہ تمہارے پاس سند صلح کی پیغام کرنے کی سیندھیا کے پاس سے آجاے۔ پھر اس عرصہ مین ایک اور
خط سیندھیا کا جرنیل صاحب پاس آیا اوسمین گور پارہ کے سفیر ہونے سے انکار کیا اور لکھا کہ مین دوسرا
سفیر بھیجتا ہون۔ اوسپر جرنیل صاحب نے ان دو نو آدمیون سے کہا کہ اسمین کچھہ تمہارا قصور نہین ہے مگر
یہہ تمہارے آقا کی اوستادی اور چالاکی ہے۔ ایسی احمقانہ باتین سیندھیا کی طرف سے ہوتی ہین
اور سیندھیا خواستگار مہلت جنگ کا اپنے لئے اور راجہ برار کے لئے ہوا۔ مگر راجہ برار کی طرف سے
نہ کوئی سفیر تھا نہ کوئی اوسکی تحریر تھی۔ اسلئے ان شرائط پر ۲۳ نوامبر کو سیندھیا کو مہلت
جنگ دی گئی کہ وہ ایلچپور کے شرق مین چالیس میل کے فاصلہ پر اپنے لشکر کو لیجا کر اقامت
اختیار کرے۔ اور اوسکا لشکر انگریزی لشکر سے جو راجہ ناگپور سے لڑے ہمیشہ چالیس میل کے
فاصلہ پر رہا کرے۔

... جب جنرل ولزلی نے دیکھا کہ راجہ برار اپنے ملک کی طرف چلا جاتا ہے اور نظام کے ملک کے
... وہ گاول گڈھ کی جانب ... سے ... چلا۔ راجہ برار کی